محمد اقبال کیلانی

مکتبة بیت السلام الریاض

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
كيلانی ، محمد إقبال
كتاب فضائل الصحابة / الأردية / محمد إقبال كيلانی ـ الرياض
١٤٣٥هـ
٢٨٨ ص ، ١٧×٢٤ سم ـ (تفهيم السنة، ٢٩)
ردمك : ٢- ٤٥٣٦- ٠١- ٦٠٣- ٩٧٨
١- فضائل الصحابة أ العنوان ب السلسلة
ديوى ٢٣٩،٩ ٢٦٣٧/١٤٣٥

رقم الإيداع : ٢٦٣٧/١٤٣٥
ردمك :٢- ٤٥٣٦- ٠١- ٦٠٣ - ٩٧٨

تقسيم كنندة

مكتبة بيت السلام

صندوق البريد: -16737 الرياض:-11474 سعودي عرب

فون: 4381122 فاكس : 4385991
4381155

موبائل: 0542666646-0505440147

فہرست

☪☪☪

''اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مُرَافَقَۃَ الصَّحَابَۃِ فِیْ اَعْلٰی جَنَّۃِ الْخُلْدِ''

''یا اللہ! ہم آپ سے سوال کرتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رفاقت کا اعلیٰ اور ابدی جنت میں''

☪☪☪

- حمد و ثنا صرف اس اللہ کے لئے...... جو اپنی ربوبیت، الوہیت اور صفات میں تنہا، بے مثال اور لاشریک ہے، جو رحمٰن اور رحیم ہے، ہادی اور رشید ہے۔
- حمد و ثنا صرف اس اللہ کے لئے...... جس نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اولادِ اسماعیل سے کنانہ کو، کنانہ سے قریش کو، قریش سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چنا۔
- حمد و ثنا صرف اس اللہ کے لئے...... جس نے ساری دنیا میں سے عربوں کو اور عربوں میں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کے لئے چنا۔
- اور...... درود و سلام معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے...... جنہوں نے اپنے اصحاب کو ''کتاب'' کی تعلیم دی، حکمت سکھائی اور تزکیہ فرمایا۔

- اور ...... اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضا ان نفوس قدسیہ کے لئے ...... جنہوں نے اسلام کی راہ میں اپنے گھر بار، بیوی بچے، اعزہ واقارب اور جان و مال سب کچھ قربان کر دیا۔
- ہمارے ماں باپ قربان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر جنہوں نے غلبہ اسلام کی جدوجہد کے انتہائی پُرخطر سفر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دے کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ﴿اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ کے ذکر خیر کا شرف پایا۔
- ہمارے ماں باپ قربان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پیغمبرانہ بصیرت اور استقامت کے ساتھ امنڈتے فتنوں کا استیصال کر کے اسلام اور مسلمانوں کو حیاتِ نو بخشی۔
- ہمارے ماں باپ قربان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ازواج مطہرات کی طرف سے رنجیدہ دیکھ کر فرمایا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حکم ہو تو حفصہ کا سر کاٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دوں۔''
- ہمارے ماں باپ قربان حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پر جنہیں یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں دینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بیٹی دینے کی آرزو فرمائی۔
- ہمارے ماں باپ قربان حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر جنہوں نے غزوہ خیبر میں ناقابل شکست جنگجو مرحّب کو آن کی آن میں جہنم رسید کر کے فتح

خیبر کا علم لہرایا۔

- ہمارے ماں باپ قربان گیارہ سالہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ پر جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کی خبر سن کر اپنی تلوار بے نیام کی اور قریشی سرداروں کو مرنے مارنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔
- ہمارے ماں باپ قربان حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ پر جنہوں نے غزوہ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع فرما کر ﴿ مَنْ قَضٰی نَحْبَهٗ ﴾ کا شرف پایا۔
- ہمارے ماں باپ قربان حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر جنہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سب سے پہلے برضا و رغبت منصب خلافت سے دست بردار ہو کر امت کے لئے مسئلہ خلافت کا حل آسان کر دیا۔
- ہمارے ماں باپ قربان حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ پر جنہوں نے حق و باطل کے پہلے عظیم الشان معرکہ میں مشرک باپ کو اپنے ہاتھوں جہنم رسید کیا۔
- ہمارے ماں باپ قربان حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر جن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے دوران فرمایا ''میرے ماں باپ تجھ پر قربان!''
- ہمارے ماں باپ قربان حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر جن کی عزیمت و استقامت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بنی۔
- ہمارے ماں باپ قربان حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ پر جنہوں نے مکہ کی چلچلاتی دھوپ میں بے سدھ پڑے ہوئے بھی اَحَدٌ اَحَدٌ کی گواہی دی۔
- ہمارے ماں باپ قربان حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ پر جنہوں نے دہکتے

کوئلوں پر لیٹ کر بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دامن نہ چھوڑا۔

- ہمارے ماں باپ قربان حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پر جنہیں شدید تکلیف اور مصیبت میں دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا ((صَبْرًا آل یَاسِرٌ ! مُوْعِدُکُمُ الْجَنَّۃَ))
- ہمارے ماں باپ قربان حضرت مقداد بن عمرو (اسود) رضی اللہ عنہ پر جنہوں نے غزوہ بدر سے پہلے مشرکین مکہ کو قتل کرنے اور ان کے ہاتھوں قتل ہونے کا ایسا ولولہ انگیز خطاب فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک فرط مسرت سے تمتما اٹھا۔
- ہمارے ماں باپ قربان کم سِن حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر جو ضد کر کے غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور خلعتِ شہادت سے سرفراز ہوئے۔
- ہمارے ماں باپ قربان حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر جن کی شبانہ روز مخلصانہ اور حکیمانہ دعوت کے نتیجہ میں مدینہ منورہ کا ہر گھر عقیدہ توحید کے نور سے جگمگا اٹھا۔
- ہمارے ماں باپ قربان حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ پر جنہیں رسول اکرم ﷺ نے "سید الشھداء" کا تمغہ فضیلت عطا فرمایا۔
- ہمارے ماں باپ قربان حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ پر جو 19 سالہ طویل قید و بند کی صعوبتیں جھیلنے کے باوجود انتہائی حوصلہ شکن حالات میں بھی اسلام پر ثابت قدم رہے۔
- ہمارے ماں باپ قربان حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ پر جن کی خداداد بصیرت نے محض دو سال کی قلیل مدت میں قریش مکہ کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔

☪ ہمارے ماں باپ قربان حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ پر جنہوں نے ہجرت کے موقع پر اپنی پیاری رفیقہ حیات ۔۔۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ۔۔۔ اور اپنے پیارے بیٹے ۔۔۔ سلمہ رضی اللہ عنہ ۔۔۔ کی محبت کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر قربان کر دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ﴿ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُم وَ رَضُوۡا عَنۡهُ ﴾

☪ اے ہمارے رب ......! تیرے پاکباز اور برگزیدہ بندوں کی یہ وہ مقدس جماعت ہے جن سے آپ راضی ہوئے اور وہ آپ سے راضی ہوئے، جن سے آپ محبت فرماتے ہیں اور وہ آپ سے محبت فرماتے ہیں۔

☪ اے ہمارے رب ......! ہم آپ کے بہت ہی گناہگار، عاجز اور حقیر بندے ہیں، لیکن آپ کے ان محبوب بندوں سے محبت کرتے ہیں ۔۔۔ اپنے والدین، اپنی اولاد اور دنیا کے تمام انسانوں سے بڑھ کر ۔۔۔ اور ان کے طریقہ پر جینا اور مرنا پسند کرتے ہیں۔

☪ پس اے ہمارے رب ! ہم آپ کی رحمت سے یہ امید رکھتے ہیں کہ جس طرح آپ نے دنیا میں ہمیں ان کی محبت عطا فرمائی ہے ان کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی ہے، اسی طرح قیامت کے روز آپ ہمارے گناہ معاف فرما کر ہمیں اپنے ان محبوب بندوں کے گروہ میں شامل فرمائیں گے اور اپنی نعمتوں بھری جنت میں ان کی رفاقت عطا فرمائیں گے۔

اِنَّکَ اَنۡتَ الۡغَفُوۡرُ الۡوَدُوۡدُ. ذُوۡالۡعَرۡشِ الۡمَجِیۡدِ. فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ.
وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ.

☪☪☪

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَ اَلسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْاَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ.
أَمَّا بَعْدُ !

صَحابی کا مطلب ہے دوست یا ساتھی۔اس کی جمع صَحابہ ہے۔صاحب کا مطلب بھی دوست یا ساتھی ہے،لیکن اس کی جمع اصحاب ہے۔

شرعی اصطلاح میں صَحابی سے مراد رسول اکرم ﷺ کا وہ ساتھی ہے جو آپ ﷺ پر ایمان لایا، آپ ﷺ کی زیارت کی اور ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوا۔صَحابی کا لفظ اب رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کے لئے خاص ہے،لہٰذا اب یہ لفظ کوئی دوسرا شخص اپنے ساتھیوں کے لئے استعمال نہیں کرسکتا۔

صَحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت اس روئے زمین پر ازل سے لے کر ابد تک پیدا ہونے والی تمام مخلوق (انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد) سے افضل اور اعلیٰ ہے۔

بلا شبہ یہ عظمت اور فضیلت صرف صَحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہی حاصل ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں دنیا میں ہی مغفرت، جنت اور اپنی رضا کی ضمانت دی ہے۔بہت سی قرآنی آیات اور احادیث نبوی اس پر شاہد ہیں چند آیات کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

① ''اور جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی، اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے (مہاجرین کو) جگہ دی اور ان کی مدد فرمائی یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے'' (سورۃ انفال آیت 74)

② ''یہ (مال) ان مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ (ایمان میں) سچے ہیں۔'' (سورۃ الحشر آیت 8)

③ ''بلا شبہ اللہ ان ایمان والوں سے راضی ہو گیا، جنہوں نے درخت کے نیچے تیرے ہاتھ پر بیعت کی اللہ نے جان لیا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا۔ پس اللہ نے ان پر سکینت نازل فرمائی اور بدلے میں انہیں قریبی فتح (خیبر) بھی عطا فرمادی۔'' (سورۃ الفتح آیت 18)

④ ''لیکن رسول اور جو لوگ اس پر ایمان لائے، اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا، انہی کے لئے بھلائی ہے اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔'' (سورۃ التوبہ، آیت 88-89)

⑤ ''پس وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے پھر میری راہ میں ستائے گئے پھر قتال کیا اور شہید کئے گئے۔ میں ان کے گناہ ضرور مٹاؤں گا اور انہیں ضرور ایسی جنت میں داخل کروں گا جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں یہ ان کے لئے ثواب ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کے پاس تو بہترین ثواب ہے۔'' (سورۃ آل عمران آیت 195)

ایسی ہی بہت سی دوسری آیات ہیں جن میں مہاجرین اور انصار کا نام لے کر اللہ تعالیٰ نے ان سے مغفرت اور جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور ایسی آیات سے تو قرآن مجید بھرا پڑا ہے جن میں اہل ایمان کو مخاطب کر کے مغفرت اور جنت کا وعدہ فرمایا گیا ہے اور ان سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں کیوں کہ سب سے پہلے ''ایمان والے'' تو وہی خوش نصیب لوگ تھے مثلاً ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِیْرُ ﴾ ترجمہ: ''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے جنت ہے جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔'' (سورۃ البروج آیت 11) ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلاً ○ ﴾ ترجمہ: ''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کی مہمانی کے لئے فردوس کے باغات ہوں گے۔'' (سورۃ الکہف، آیت 107)

اب فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں چند احادیث کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

① آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے

کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک مُد (قریباً 500 گرام) یا نصف مُد (جَو) کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔'' (مسلم)

② آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرے زمانے کے لوگ (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) سب سے افضل ہیں۔'' (مسلم)

③ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ''تمام مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرشتوں سے افضل ہیں۔'' (حاکم)

④ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیامت کے روز مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سونے کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے۔'' (ابن حبان)

⑤ ارشاد مبارک ہے ''انصار میرے قلب وجگر ہیں ان پر جو میرا حق تھا وہ انہوں نے ادا کر دیا، اب ان کا حق (یعنی جنت) مجھ پر باقی ہے۔'' (بخاری)

⑥ انصار کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ''یا اللہ انصار کو بخش دے، ان کی اولادوں کو بخش دے، ان کی اولادوں کی اولادوں کو بخش دے اور ان کی عورتوں کو بخش دے۔'' (ترمذی)

⑦ عشرہ مبشرہ میں سے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''اللہ کی قسم! کسی صحابی کا ایک غزوہ میں شریک ہونا غیر صحابی کی ساری زندگی کے اعمال سے افضل ہے، خواہ اسے نوح علیہ السلام کے برابر عمر دی گئی ہو۔'' (احمد)

⑧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ''کسی صحابی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھڑی بھر کی رفاقت غیر صحابی کی ساری زندگی کے نیک اعمال سے افضل ہے۔'' (ابن ماجہ)

⑨ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنی ساری مخلوق کے دلوں کو جانچا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کو ساری مخلوق کے دلوں سے بہتر پایا اور انہیں اپنے نبی کا مددگار بنا دیا اور وہ اللہ کے دین کی خاطر لڑے۔'' (احمد)

قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت اللہ تعالیٰ کے ہاں روئے زمین کی ساری مخلوق سے افضل اور اعلیٰ ہے تاہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت اور فضیلت کا ٹھیک ٹھیک ادراک کرنے کے لئے ان کی دینی خدمات پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے، لہٰذا ہم آئندہ صفحات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دین کے لئے خدمات کا ایک مختصر سا جائزہ پیش کر رہے ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعوت عام کا سلسلہ شروع فرمایا تو 360 بتوں کو الٰہ ماننے والے معاشرے میں ایک زلزلہ سا برپا ہو گیا۔ ابولہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے خلاف پاگل، ساحر، کذاب اور کاہن کی پروپیگنڈہ مہم شروع کر دی گئی۔ بازاروں اور چوپالوں میں آپ ﷺ کا تمسخر اور مذاق اڑایا جانے لگا۔ عقبہ بن ابی معیط نے حرم شریف میں آپ ﷺ کا گلا گھونٹنے کی کوشش کی۔ ابوجہل جو آپ کو صادق اور امین کہتا تھا آپ ﷺ کی جان کے درپے ہو گیا۔ آپ ﷺ کو لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی دعوت سے باز رکھنے کے لئے آپ کے خیر خواہ اور ہمدرد چچا ابوطالب پر طرح طرح سے دباؤ ڈالا گیا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے واضح طور پر یہ اعلان فرمایا ''اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند رکھ دیں تب بھی میں اس دعوت سے باز نہیں آؤں گا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور قریش مکہ کے مظالم:

مخالفت کے اس ماحول میں رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانا اور آپ ﷺ کا ساتھ دینا گویا اپنی موت کو دعوت دینا تھا، لیکن اس کے باوجود اولوالعزم اور عالی حوصلہ سابقون الاولون صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ صرف آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہی بلکہ ہر طرح کا ظلم وستم سہا اور صبر وثبات کی ایسی ایسی نادر روزگار مثالیں پیش کیں جن کا اس سے پہلے زمین وآسمان نے کبھی مشاہدہ نہیں کیا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حرم میں جوتوں سے پیٹا گیا۔۔۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی۔۔۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رسیوں میں جکڑا گیا۔۔۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مکہ کی چلچلاتی دھوپ میں لٹا کر اوپر پتھر رکھا گیا، گلے میں رسی ڈال کر مکہ کی گلیوں میں گھسیٹا گیا۔۔۔حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو دہکتے کوئلوں پر لٹایا گیا اور گرم لوہے سے جسم کو داغا گیا۔۔۔آل یاسر رضی اللہ عنہم پر جبر وتشدد اور ظلم وجور کے پہاڑ توڑے گئے۔۔۔حضرت عباس بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ اور حضرت ولید بن ولید رضی اللہ عنہ کو قید وبند کی صعوبتوں سے دوچار کیا گیا۔۔۔حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو والدین کے غیظ وغضب کا نشانہ بننا پڑا۔۔۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو حرم شریف میں مار مار کر لہولہان کر دیا گیا۔۔۔حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو اپنی بیوی اور بیٹے سے جبراً الگ کر دیا گیا۔۔۔حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کو چچا کے غیظ وغضب کا شکار ہو کر بے گھر ہونا پڑا۔۔۔حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کو اپنے مال ومنال سے محروم ہونا پڑا۔

صد آفرین صبر وثبات اور استقامت وعزیمت کے ان عظیم الشان پیکروں پر جنہیں اسلام سے منحرف کرنے کے لیے جاہلی نظام کی بھٹی میں مسلسل تپایا اور جلایا گیا لیکن وہ اس سے ایسا کھرا سونا بن کر نکلے جسے

دنیا کی کوئی طاقت جھکا سکی نہ ڈرا سکی۔ دنیا کا کوئی طمع اور لالچ ان کے پاؤں کی زنجیر نہ بن سکا۔ خونی رشتے اور قبائلی دوستیاں ان کی راہ میں حائل نہ ہو سکیں۔ مالک اور مملوک کا رشتہ انہیں خوفزدہ نہ کر سکا۔ سرداروں کا ظلم وستم اور جبر وتشدد ان کے عزائم میں ذرہ برابر فرق نہ ڈال سکا۔

نئی آزمائش - ہجرت حبشہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ظلم وستم کا سلسلہ کسی طرح بھی تھمنے یا کم ہونے میں نہیں آ رہا تھا بلکہ روز بروز بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ جب یہ ظلم وستم طوفانِ بے امان کی شکل اختیار کر گیا، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حبشہ کی طرف ہجرت کا مشورہ دیا۔ دین کی خاطر اپنے گھر بار اور اعزہ واقارب چھوڑنے کا یہ پہلا موقع تھا لیکن اس مقدس جماعت کے 12 مردوں اور 4 خواتین پر مشتمل قافلہ نے ذرہ برابر تامل کئے بغیر فوراً اپنے گھر بار چھوڑنے کا عزم کر لیا۔ تن کے دو کپڑوں کے ساتھ کافروں کے تعاقب کے ڈر سے رات کی تاریکی میں چھپ چھپا کر مکہ سے جدہ پہنچے اور تجارتی کشتیوں کے ذریعہ سمندر کا طویل سفر طے کر کے اجنبی زبان اور اجنبی باشندوں کی اجنبی سرزمین۔۔۔حبشہ۔۔۔میں جا ڈیرا لگایا۔

اپنے وطن کی سرزمین سے محبت کسے نہیں ہوتی، جیسے ہی ان غریب الوطن نفوسِ قدسیہ تک یہ افواہ پہنچی کہ قریش مکہ مسلمان ہو گئے ہیں تو یہ مقدس جماعت فوراً اپنے وطن واپس آنے کے لئے تیار ہو گئی، لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ خبر غلط تھی تو صورت حال پہلے سے بھی سنگین ہو گئی۔ مکہ میں داخل ہونا مشکل ہو گیا۔ داخل ہوئے تو قریشی سردار شکاری کتوں کی طرح پیچھے لگ گئے اور نگرانی شروع کر دی تا کہ دوبارہ ایسی حرکت نہ کر سکیں۔ اب ظلم وستم کا دائرہ پہلے سے وسیع اور سخت تر ہو گیا۔ مجبوراً ان مظلوم مسلمانوں کو دوبارہ ہجرت حبشہ کی منصوبہ بندی کرنا پڑی۔ دوسری بار اس پاک طینت اور پاکباز جماعت کے سو افراد (82 مرد اور 18 خواتین) نے اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھتے ہوئے ہجرت حبشہ کا خطرہ مول لیا۔ غریب الدیار مسلمانوں کا یہ مقدس کارواں کامیابی کے ساتھ حبشہ پہنچ گیا۔ قریش مکہ نے اپنے ''مجرموں'' کو واپس لانے کی زبردست منصوبہ بندی کی۔ رشوت، خوشامد، مخالفانہ پروپیگنڈہ اور اختلافِ عقیدہ، ہر طرح کا حربہ استعمال کیا، لیکن شاہ حبش نے، جو واقعی ایک خدا ترس اور عادل حکمران تھا، فریقین کا موقف سننے کے بعد کہا ''حضرت

عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے کلام کا سر چشمہ ایک ہی ہے۔ اگر ان مسلمانوں کے عوض مجھے سونے کا پہاڑ بھی دیا جائے تب بھی میں انہیں اپنے ملک سے نہیں نکالوں گا۔'' اور یوں ان مظلوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے دین پر رہتے ہوئے پردیس میں سکون کا سانس لینے کا موقع میسر آ گیا۔

چھ مدنی سابقون الاولون۔۔۔امید کی پہلی کرن:

حق و باطل کی یہ کشمکش دن بدن بڑھتی رہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے دین کی خاطر لازوال اور بے مثال قربانیوں کی تاریخ رقم فرماتے رہے حتی کہ انہیں یثرب سے چند ایسے سرفروشوں اور حق کے علمبرداروں کی مدد میسر آ گئی جنہوں نے شرک اور توحید کی اس جنگ میں وقت کا دھارا موڑ کر اسلامی انقلاب کی منزل متعین کر دی۔ یہ قبیلہ خزرج کے چھ سرفروش تھے جو نبوت کے گیارہویں سال حج کے لئے مکہ آئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے توحید کی دعوت پیش کی، تو انہوں نے نہ صرف خود یہ دعوت قبول کی بلکہ واپس یثرب جا کر اس دعوت کو اپنے قبائل اور عوام تک پھیلانے کا وعدہ بھی کیا۔

ان چھ افراد کی ایمان و ایقان سے معمور مخلصانہ جدوجہد رنگ لائی اور سال بھر کی محنت کے نتیجہ میں چھ مزید مسلمانوں کا اضافہ ہو گیا چنانچہ اگلے سال یثرب سے بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حج کے لئے مکہ تشریف لائے اور منیٰ کے قریب ایک تنگ گھاٹی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر خفیہ بیعت کی جسے بیعت عقبہ اُولیٰ کہا جاتا ہے۔

بیعتِ عقبہ اولیٰ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یثرب میں اشاعتِ اسلام کے لئے مکی نوجوان حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مبلغ بنا کر بھیجا جنہوں نے وہاں جا کر حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی رہائش گاہ کو اپنی دعوت کا مرکز بنایا۔

بیعتِ عَقبہ ثانی۔۔۔مکمل بغاوت کا عہد:

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شبانہ روز محنت اور دیگر بارہ مجاہدوں کی جدوجہد کے نتیجہ میں اگلے سال حق کے ان علمبرداروں کی تعداد 73 ہو گئی جن میں 71 مرد اور 2 شیر دل خواتین بھی شامل تھیں جذبہ ایمان سے سرشار یہ 73 افراد بظاہر مکہ مکرمہ آئے تو دیگر یثربی مشرکوں کے ساتھ حج کرنے کی نیت سے تھے

لیکن اصل مقصد پیغمبر اسلام ﷺ سے عہد وفا استوار کرنا تھا۔

مکہ مکرمہ پہنچ کر ان حضرات نے انتہائی راز داری سے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نامہ و پیام کیا۔ بالآخر خفیہ ملاقات کے لئے منیٰ کی وہی گھاٹی طے ہوئی جہاں گذشتہ سال بیعت ہوئی تھی۔ یاد رہے کہ یہ گھاٹی جَمرہ عَقبہ سے متصل تھی دوران حج، حجاج کا اس طرف سے گزر نہ ہونے کے برابر تھا، آجکل اس جگہ سڑکیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ ملاقات کے لئے ایام تشریق کی آخری رات کا پچھلا پہر طے ہوا جب دن کے تھکے ماندے حجاج گہری نیند سو رہے ہوتے ہیں۔

قافلہ حق کے یہ 73 علمبردار رات کے وقت اپنے اپنے خیموں میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ سوئے لیکن جب تہائی رات گذر گئی تو چپکے چپکے بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے خیموں سے نکلے اور چھپتے چھپاتے حکومت کا تختہ الٹنے جیسے انتہائی خطرناک اِقدام کے لئے طے شدہ مقام پر پہنچ گئے۔ ادھر سے اللہ کے رسول ﷺ بھی اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ وقت مقررہ پر تشریف لے آئے۔ ارکان کی تعداد پوری ہوگئی تو بیعت کی شرائط پر گفتگو شروع ہوئی بیعت کی دفعات درج ذیل تھیں۔

① ہر حال میں آپ ﷺ کی بات سنیں گے اور مانیں گے۔

② تنگی اور خوشحالی میں مال خرچ کریں گے۔

③ اللہ کی راہ میں قتال کریں گے۔

④ تلوار کے ساتھ آپ ﷺ کی حفاظت کریں گے۔

⑤ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کریں گے۔

لمحہ بھر کیلئے غور فرمائیے پانچوں دفعات درحقیقت صدیوں پرانے جمے جمائے نظام سے مکمل بغاوت کا عہد تھا۔ پہلی دفعہ کا مطلب یہ تھا کہ پرانے سرداروں کے احکام ماننے سے انکار اور نئے سردار (حضرت محمد ﷺ) کی مکمل اطاعت کا اقرار۔۔۔ ثانیاً کسی بھی مشن کی تکمیل کے لئے مال یا فنڈز کی حیثیت بالکل وہی ہوتی ہے جو انسانی جسم میں خون کی، جس کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا پس دوسری دفعہ میں اس باغی جماعت کو گویا خون مہیا کرنے کا عہد تھا۔ تیسری دفعہ میں واضح طور پر نئے نظام کی راہ میں رکاوٹ بننے والے چھوٹے بڑے تمام سرداروں کو قتل کرنے یا ان کے ہاتھوں قتل ہونے کا پختہ عزم تھا۔ چوتھی دفعہ میں دوبارہ مرنے مارنے کا عہد تھا صرف اپنے قائد ﷺ کی حفاظت کے لئے پانچویں اور آخری دفعہ تھی اسلامی

احکامات پر عمل کرنے اور کروانے کی!

ہمارے ماں باپ قربان ان 73 جری اور دلیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جنہوں نے ہر حال میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے اور غلبہ اسلام کے لئے ساری دنیا کے سرخ وسیاہ لوگوں سے جنگ کرنے کی دفعات پر بیعت کرنے والوں نے آنے والے دنوں میں مدینہ منورہ کی پاک سرزمین پر اسلامی ریاست کے قیام کا سنگِ بنیاد رکھا۔اس بیعت کو تاریخ میں ''بیعتِ عقبہ ثانی'' یا ''بیعت کُبریٰ'' یا ''بیعت حرب'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

ایک اور امتحان۔۔۔ہجرت مدینہ:

بیعتِ عَقبہ ثانی کے بعد مکہ کے مظلوم اور مجبور مسلمانوں کو قریش مکہ کے ظلم سے پناہ حاصل کرنے کی جگہ میسر آ گئی اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا حکم دے دیا۔ہجرت کا مطلب تھا اپنے تمام دنیاوی مفادات کی قربانی دے کر معاشی اعتبار سے ایک غیر یقینی مستقبل کو قبول کرنا اور منزل تک پہنچنے سے پہلے پہلے کسی بھی لمحے جان کی بازی ہارنے کے لئے تیار رہنا۔ یہ قدم صرف وہی اٹھا سکتا تھا جو خلوص دل سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دنیا کی ہر چیز حتی کہ اپنی جان تک قربان کرنے کا جنون رکھتا ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت اس کٹھن آزمائش میں بھی سرخرو ہوئی اور ہجرت کی خاطر ایسی ایسی تابناک مثالیں پیش کیں جو تاریخ کے صفحات پر زریں حروف سے رقم ہیں۔چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور اپنے بیٹے سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کے لئے نکلے تو سسرال والوں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو روک لیا کہ تم خود جہاں جانا چاہو جا سکتے ہو،لیکن ہم اپنی بیٹی (ام سلمہ رضی اللہ عنہا) کو تمہارے ساتھ نہیں جانے دیں گے۔چنانچہ وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹے سلمہ رضی اللہ عنہ کو زبردستی الگ کر کے لے گئے۔اس پر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے میکے والوں نے اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ان کا بیٹا چھین لیا کہ تم لوگ اپنی بیٹی کو لے جا سکتے ہو،ہمارا بیٹا ہمارے حوالے کرو۔اس انتقام در انتقام کاروائی میں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے اور بیوی دونوں سے جدا ہو گئے اور گرفتہ دل کے ساتھ اکیلے ہی مدینہ منورہ ہجرت کیلئے رخت سفر باندھ لیا۔

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ، حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اکٹھے ہجرت کا پروگرام بنایا۔حضرت ہشام رضی اللہ عنہ ہجرت سے قبل ہی گرفتار کر لئے گئے اس لئے حضرت

عیاش رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں اکٹھے عازم مدینہ ہوئے۔حضرت عیاش رضی اللہ عنہ اور ابوجہل دونوں ماں جائے بھائی تھے ابوجہل نے مدینہ آ کر حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کو ورغلانا شروع کر دیا کہ تمہاری ماں نے تمہارے واپس آنے تک بھوکا رہنے،غسل نہ کرنے اور سائے میں نہ بیٹھنے کی نذر مانی ہے،لہٰذا تم ایک دفعہ ضرور واپس چلو، پھر واپس آ جانا۔حضرت عیاش رضی اللہ عنہ ابوجہل کی باتوں میں آ گئے مکہ پہنچ کر ابوجہل نے حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کو رسیوں میں جکڑ کر قید میں ڈال دیا۔

حضرت سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ ابوجہل کے حقیقی بھائی تھے۔پہلی ہجرت حبشہ میں شریک تھے دوسری مرتبہ ہجرت حبشہ کے لئے نکلے تو ابوجہل نے روک لیا۔پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر ایک کوٹھڑی میں قید کر دیا کھانا پینا بند کر دیا اور طرح طرح کی اذیتیں دینی شروع کر دیں۔

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ ہجرت کے لئے نکلے تو انہیں بھی قریش مکہ نے روک لیا۔حضرت صہیب رضی اللہ عنہ مالدار آدمی تھے۔انہوں نے پیش کش کی کہ اگر میں اپنا سارا مال یہاں چھوڑ دوں تو مجھے جانے دو گے؟ قریش مکہ مان گئے۔حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے بلا تامل سارا مال ان کے حوالے کیا اور خود مدینہ منورہ کی راہ لی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''صہیب نے نفع کا سودا کیا۔''

عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کے والد فوت ہو چکے تھے۔والدہ زندہ تھیں چچا اپنے یتیم بھتیجے کی پرورش کر رہا تھا۔عبداللہ کے کانوں میں کلمۂ توحید کی آواز پڑی تو فوراً قبول کر لی اور مدینہ منورہ ہجرت کا عزم کر لیا چچا کو معلوم ہوا تو غضبناک ہو گیا نہ صرف وراثت سے محروم کر دیا بلکہ تن کے دو کپڑے بھی اتروا لئے صرف ستر ڈھانکنے کے لئے ایک دھجی باقی رہنے دی۔عبداللہ گھر آئے والدہ نے اپنے لخت جگر کو اس حال میں دیکھا تو از راہ ترحم ایک چادر جسم ڈھانپنے کیلئے دی۔عبداللہ رضی اللہ عنہ نے چادر کے دو ٹکڑے کئے ایک کا تہبند بنایا اور دوسرا کندھوں پر لیا اور اسی حال میں تن بہ تقدیر 500 کلومیٹر طویل لق ودق صحرا کے راستہ پر چل دیئے۔رات کے وقت مسجد نبوی میں پہنچے۔نماز فجر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا''کون ہو؟''عرض کی ''عبدالعزیٰ ہوں، اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں مکہ سے آیا ہوں۔''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''آج سے تمہارا نام عبداللہ ہے،لقب ذوالبجادین اور تم ہمارے پاس ہی قیام کرو گے۔''

مکہ مکرمہ سے ایک ایک یا دو دو افراد کا پیدل یا اونٹ پر طویل سفر طے کر کے مدینہ منورہ پہنچنا بذات خود جان جوکھوں کا کام تھا۔کافروں کا تعاقب،ان کی پکڑ دھکڑ اور ان کے جبر وتشدد کا خوف اس پر مستزاد تھا،لیکن

صد آفرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت پر جنھوں نے ان تمام مشکلات ومصائب اور خوف وہراس کے باوجود صرف دو سے تین ماہ کے اندر اندر سارا مکہ خالی کر دیا۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ۔

مدنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تاریخ ساز ایثار:

یہ بات معلوم ہے کہ فتح مکہ سے پہلے تک ہجرت فرض تھی لہٰذا ہجرت کا حکم ملنے کے بعد مہاجرین کی مدینہ منورہ آمد کا سلسلہ تیزی سے شروع ہو گیا۔ تاریخ میں مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ جہاں کہیں بھی پیش آیا ہمیشہ الجھنوں اور پریشانیوں کا باعث بنا۔ زبردستی قبضے، لڑائی جھگڑے، بے روزگاری اور جرائم کی زیادتی وغیرہ تو ایسی نوآبادیوں میں معمول کی بات سمجھی جاتی ہے، لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر مہاجرین کو پناہ دینے والوں نے اس معاملے میں بھی ایثار اور قربانی کی انوکھی تاریخ رقم کی۔ کسی قانون سازی کی ضرورت پیش آئی نہ کسی آرڈیننس جاری کرنے کی، کوئی فورس تیار کی گئی نہ کمیشن بنایا گیا۔ ایک اخلاقی اپیل تھی ''انصار اور مہاجرین آپس میں بھائی بھائی بن جائیں۔'' اس اپیل کے نتیجے میں انصار اور مہاجرین کے درمیان ایسی مثالی اخوت پیدا ہوئی کہ تاریخ اس جیسی مثال پیش کرنے سے قیامت تک قاصر رہے گی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ ہوا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا ''انصار میں سے میں سب سے زیادہ مال دار ہوں میں آدھا مال آپ کو دیتا ہوں اور میری دو بیویاں ہیں ان میں سے آپ کو جو پسند آئے میں اسے طلاق دے دوں گا اور آپ عدت گزرنے کے بعد اس سے نکاح کر لیں۔'' حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے جس خلوص اور جذبہ ہمدردی کے ساتھ پیش کش کی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بھی اسی خلوص اور ایثار کے ساتھ جواب دیا، فرمانے لگے ''اللہ آپ کے مال میں برکت دے مجھے بازار کا رستہ بتا دیں۔''

مواخاۃ کے بعد انصار نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمارے پاس کھجوروں کے باغات ہیں آپ یہ باغات ہمارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا، تو انصار نے پیش کش کی ''مہاجرین ہمارے باغات میں کام کریں ہم انہیں پیداوار میں سے حصہ دے دیں گے۔'' ان کی یہ پیش کش تسلیم کر لی گئی۔۔۔۔ مواخاۃ کے نظام نے خون رنگ نسل اور وطن کے جاہلی تعصّبات ختم کر کے تمام مسلمانوں کو صرف اسلام کی حمیت اور غیرت پر عملاً اکٹھا کر کے جہان نو کی تعمیر کا آغاز کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے انصار مدینہ کے اس ایثار سے خوش ہو کر فرمایا ''یا اللہ انصار کی مغفرت فرما، انصار کے بیٹوں کی مغفرت فرما اور ان کے بیٹوں کے بیٹوں کی مغفرت فرما اور ان کی عورتوں کی مغفرت فرما۔'' (ترمذی)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔۔۔تلواروں کے سائے میں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجرت کے بعد قریش مکہ کی انتقامی کارروائیاں ختم ہو جانی چاہئے تھیں لیکن معاملہ اس کے برعکس ہوا۔ قریش مکہ کے سینوں پہ سانپ لوٹنے لگے کہ ہمارے ''مجرموں'' کو پناہ کی جگہ کیوں میسر آ گئی۔ قریش مکہ نے نہ صرف براہ راست مہاجرین کو دھمکیاں دینی شروع کر دیں کہ ہم وہاں پہنچ کر تمہیں تہس نہس کر دیں گے بلکہ اپنے ہم مشرب مشرک سرداروں کو بھی پیغام بھیجا کہ ان مہاجرین کو وہاں سے نکالو یا جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ گویا قریش مکہ نے یہ طے کر رکھا تھا کہ جب تک اسلام اور اس کے نام لیوا ہماری آنکھوں کے سامنے ملیا میٹ نہیں ہو جاتے تب تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

ہجرت کے فوراً بعد اس قسم کی صورت حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے لئے بڑی ہی پریشان کن اور حوصلہ شکن تھی، لیکن اس کے باوجود نہ تو مہاجرین کے قدم ڈگمگائے اور نہ ہی انصار مدینہ نے حوصلہ ہارا بلکہ قریش مکہ کے جارحانہ عزائم کو بھانپتے ہوئے انصار و مہاجرین ہر طرح کی صورت حال سے نپٹنے کے لئے فوراً تیار ہو گئے۔

رسول اکرم ﷺ ربیع الاول کے مہینے میں مدینہ منورہ تشریف لائے صرف 6 ماہ بعد یعنی رمضان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو **سیف البحر** کی فوجی مہم پر روانہ ہونا پڑا اور اس کے بعد بعض اوقات چند ہفتوں اور بعض اوقات چند مہینوں کے وقفوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مسلسل دفاعی یا سرحدی حفاظتی یا طلایہ گردی کی کارروائیاں کرنا پڑیں جن کی مختصر روئیداد درج ذیل ہے۔

سریہ رابغ کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شوال 1 ہجری میں روانہ ہوئے۔ **سریہ خرار** کے لئے اسلامی لشکر کو ذوالقعدۃ 1 ہجری میں روانہ ہونا پڑا۔ **غزوہ ابواء** کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم ﷺ کی معیت میں صفر 2 ہجری کو روانہ ہوئے۔ **غزوہ بواط** ربیع الاول 2 ہجری میں پیش آیا۔ **غزوہ سفوان** کے لئے ربیع الاول میں دوبارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کارروائی کرنا پڑی۔

رمضان 2 ہجری میں حق و باطل کی کشمکش کا عظیم الشان معرکہ ''**بدر**'' کے مقام پر پیش آیا جس میں صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم نے سر دھڑ کی بازی لگا کر قریش مکہ کا سارا تکبر اور غرور خاک میں ملا دیا۔

غزوہ بدر کے صرف ایک ماہ بعد **غزوہ بنو سلیم** کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پھر نکلنا پڑا۔ اسی ماہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم **غزوہ بنو قینقاع** کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں روانہ ہوئے۔ **غزوہ سویق** کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ذوالحجہ 2 ہجری روانہ ہونا پڑا۔ **غزوہ ذی امر** کے لئے محرم 3 ہجری کو اسلامی لشکر روانہ ہوا۔ **غزوہ نجران** کے لئے دو ماہ بعد ربیع الاول 3 ہجری میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں روانہ ہوئے ۔ **سریہ زید بن حارثہ** رضی اللہ عنہ کے لئے جمادی الثانی 3 ہجری میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک دستہ روانہ ہوا۔

غزوہ بدر کے بعد اسی نوعیت کا دوسرا بڑا معرکہ **غزوہ احد** شوال 3 ہجری میں پیش آیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے یہ تھی کہ یہ جنگ مدینہ کے اندر رہ کر لڑی جائے، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے وہ لوگ جو غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے انہوں نے اصرار کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تو اس دن کی تمنا کر رہے تھے اور اللہ سے دعائیں مانگتے تھے اب اللہ نے موقع فراہم کیا ہے تو ہمیں مدینہ سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہئے دشمن یہ نہ سمجھے کہ ہم ڈر گئے ہیں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبہ جہاد سے سرشار جذبات کے پیش نظر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رائے بدل لی اور کھلے میدان میں جنگ کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ دوسری طرف قریش مکہ بدر کا انتقام لینے کے ارادہ سے کیل کانٹے سے لیس تین ہزار جنگجوؤں کا لشکر جرار لے کر حملہ آور ہوئے۔ اسلامی لشکر میں صرف 700 جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے مقابلہ ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کفار کے چھکے چھڑا دیئے۔ مشرکین غزوہ بدر جیسی بدترین شکست سے دوچار ہوئے لیکن جبل رماۃ پر موجود تیراندازوں کی غلطی کے باعث عظیم الشان فتح شکست میں بدل گئی۔ شکست کے اس مرحلہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہونے والے خوں ریز معرکہ میں سات انصاریوں نے یکے بعد دیگرے سربکف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے شہادت پائی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بہادری اور جانثاری کی تحسین کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔'' حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی جانبازی اور فداکاری پر خوش ہو کر فرمایا ''اس پر جنت واجب ہوگئی۔'' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے ڈھال بن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے جان دی، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ خلعتِ شہادت سے سرفراز ہوئے، حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عباس بن عبادہ

رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن جموح رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حضرت خلاد بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ جیسے 70 عظیم المرتبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔

غزوہ احد درحقیقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جاں سپاری، سرفروشی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جانیں نچھاور کرنے کا ایک خونی معرکہ تھا جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑی بہادری اور جرأت سے سر کیا اور کامیاب و کامران ٹھہرے۔

غزوہ احد سے اگلے روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو **غزوہ حمراء الاسد** کے لئے نکلنا پڑا۔ **سریہ ابو سلمہ** رضی اللہ عنہ محرم 4 ہجری میں پیش آیا۔ محرم میں ہی چند دن بعد **سریہ عبداللہ بن انیس** رضی اللہ عنہ روانہ ہوا۔

سریہ مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ صفر 4 ہجری میں پیش آیا جس میں دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رجیع کے مقام پر دھوکے سے شہید کر دیا گیا۔ **سریہ منذر بن عمرو** رضی اللہ عنہ بھی اسی ماہ پیش آیا جس میں 70 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بئر معونہ کے مقام پر دھوکے سے شہید کر دیا گیا۔

غزوہ بنو نضیر ربیع الاول 4 ہجری میں پیش آیا۔ **غزوہ نجد** جمادی الاول 4 ہجری میں پیش آیا۔ **غزوہ بدر دوم** کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شعبان 4 ہجری کو روانہ ہوئے۔ **غزوہ دومۃ الجندل** ربیع الاول 5 ہجری میں پیش آیا۔

غزوہ احد کے بعد شوال 5 ہجری میں ایک دفعہ پھر ''تم نہیں یا ہم نہیں'' کے ارادے سے قریش مکہ دس ہزار جنگجوؤں کا لشکر جرار لے کر مدینہ پر چڑھ دوڑے۔ 3 ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے صرف 3 ہفتوں میں ساڑھے پانچ کلومیٹر لمبی تقریباً 9 میٹر چوڑی اور ساڑھے چار میٹر گہری خندق کھود کر مدینہ منورہ کو ناقابل تسخیر قلعہ بنا دیا کفار مکہ ایک ماہ کی ذلت اور خواری کے بعد ناکام و نامراد واپس پلٹے۔ اس غزوہ کو **غزوہ احزاب** کا نام دیا گیا۔

کم و بیش ایک ماہ کی طویل اعصاب شکن فوجی مہم سے ظہر کے وقت واپسی ہوئی اور عصر سے پہلے ہی منادی نے اعلان کر دیا ''سمع واطاعت کا عہد کرنے والے عصر کی نماز بنو قریظہ کے محلّہ میں ادا کریں۔'' تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بلا تامل لبیک کہی اور اسی وقت نئی جنگ --- **غزوہ بنو قریظہ** --- کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔

سریہ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ ذوالقعدہ 5 ہجری میں روانہ ہوا۔ **سریہ محمد بن مسلمہ** رضی اللہ عنہ محرم 6 ہجری میں پیش آیا۔ **غزوہ بنو لحیان** کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ ربیع الاول 6 ہجری کو روانہ ہوئے۔ **سریہ غمر** ربیع الاول 6 ہجری میں پیش آیا۔ **سریہ ذو القصہ** ربیع الثانی 6

ہجری میں روانہ ہوا۔**سریہ جموم** ربیع الثانی 6 ہجری میں پیش آیا۔**سریہ عیص** جمادی الاول 6 ہجری میں پیش آیا۔اسی ماہ **سریہ طرق** جمادی الثانی 6 ہجری میں پیش آیا۔**سریہ وادی القریٰ** جب 6 ہجری میں پیش آیا۔

غزوہ بنو مصطلق شعبان 6 ہجری میں پیش آیا جس میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے ابلیسی ذہن نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے کا فتنہ کھڑا کیا جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں براءت فرمائی اور دشمنان اسلام کے لئے عذاب عظیم کا مژدہ سنایا۔**سریہ دیار بنی کلب** شعبان 6 ہجری میں روانہ ہوا۔**سریہ دیار بنی سعد** شعبان 6 ہجری میں روانہ ہوا۔**سریہ وادی القریٰ** رمضان المبارک 6 ہجری میں پیش آیا۔شوال 6 ہجری میں **سریہ عرینین** پیش آیا۔

6 ہجری میں ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم 1400 (یا 1500) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینہ منورہ سے عمرہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔قریش مکہ نے حدیبیہ کے مقام پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روک لیا، مذاکرات کے لئے سفارت کاری کا سلسلہ شروع ہوا، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش مکہ کے ساتھ مذاکرات کے لئے روانہ فرمایا۔اس دوران میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ پھیل گئی۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے بیعت کا اعلان فرما دیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگ کے ارادے سے نکلے ہی نہ تھے۔عربوں کی روایت کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس صرف مسافرانہ ہتھیار (میان بند تلوار) تھے، لیکن جنگی ہتھیار تو کسی کے پاس بھی نہ تھا۔نہتے ہونے کے باوجود تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے برضا و رغبت مرنے مارنے کے عہد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی جس پر اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبہ فدویت کی تحسین ان الفاظ میں فرمائی ﴿لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ مومنین سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تمہاری بیعت کر رہے تھے۔'' (سورۃ الفتح: آیت 18)

غزوہ ذی قرد محرم 7 ہجری میں پیش آیا۔**غزوہ خیبر** محرم 7 ہجری میں پیش آیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی غزوہ میں عہد شکن اور بد باطن یہودیوں کے یکے بعد دیگرے 8 قلعوں کو فتح کر کے ان کی ساری طاقت اور حشمت کو کچل کر رکھ دیا۔**سریہ ریان بن سعید** صفر 7 ہجری میں روانہ ہوا۔

غزوہ ذات الرقاع ربیع الاول 7 ہجری میں پیش آیا۔اس غزوہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت 6 افراد

تھے اور سواری کے لئے صرف ایک اونٹ تھا۔ باری باری سب حضرات اس پر سوار ہوتے طویل سفر اور پتھریلے راستے کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاؤں زخمی ہو گئے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پیدل چلتے چلتے نہ صرف ہمارے پاؤں زخمی ہوئے بلکہ پاؤں کے ناخن تک گر گئے اس لئے صحابہ کرام ﷺ اپنے پاؤں پر پٹیاں اور چیتھڑے باندھ کر سفر کرتے رہے اس لئے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع (چیتھڑوں والا جہاد) پڑ گیا۔ **سریہ قدید** بھی اسی ماہ ربیع الاول 7 ہجری میں پیش آیا۔ **سریہ زید بن حارثہ** رضی اللہ عنہ جمادی الثانی 7 ہجری میں پیش آیا۔ **سریہ عمر بن خطاب** رضی اللہ عنہ شعبان 7 ہجری میں پیش آیا۔ **سریہ بشیر بن سعید** رضی اللہ عنہ شعبان 7 ہجری میں پیش آیا۔ **سریہ غالب بن عبداللہ** رضی اللہ عنہ رمضان 7 ہجری میں پیش آیا۔ **سریہ عبداللہ بن رواحہ** رضی اللہ عنہ شوال 7 ہجری میں روانہ ہوا۔ **سریہ بشیر بن کعب** رضی اللہ عنہ ذوالقعدہ 7 ہجری میں روانہ ہوا۔

عمرہ قضا کے لئے رسول اکرم ﷺ نے 1400 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ذوالقعدہ 7 ہجری میں مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کا سفر فرمایا۔ **سریہ ابو العجاء** رضی اللہ عنہ کو ذوالحجہ 7 ہجری میں روانہ فرمایا۔ **سریہ غالب بن عبداللہ** رضی اللہ عنہ صفر 8 ہجری میں روانہ ہوا۔ **سریہ کعب بن عمیر** رضی اللہ عنہ ربیع الاول 8 ہجری میں پیش آیا۔ **سریہ ذات عرق** بھی ربیع الاول 8 ہجری میں پیش آیا۔

جنگ موتہ جمادی الاول 8 ہجری میں ہوئی جس میں صرف 3 ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے 2 لاکھ رومی افواج کو شکست سے دوچار کیا۔ جنگ موتہ کی فتح نے مسلمانوں کے لئے رومی علاقوں کی فتح کے دروازے کھول دیئے۔ جنگ موتہ کے حوالہ سے ایک قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ اس جنگ میں مسلمانوں کی جرأت اور جنگی مہارت سے متاثر ہو کر رومی فوج کے عربی کمانڈر فروہ بن عمرو جزامی رضی اللہ عنہ، جو اردن کے گورنر بھی تھے، مسلمان ہو گئے۔ رومی حکومت نے ان کے قبول اسلام پر انہیں گرفتار کر لیا اور اختیار دیا کہ یا تو دوبارہ عیسائیت قبول کر لیں یا موت کے لئے تیار ہو جائیں۔ حضرت فروہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ایمان چھوڑنا گوارا نہ کیا اور پھانسی قبول کر لی۔

سریہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جمادی الثانی 8 ہجری میں روانہ کیا گیا۔ **سریہ ابو قتادہ** رضی اللہ عنہ شعبان 8 ہجری میں پیش ہوا۔ **سقوط مکہ** رمضان 8 ہجری میں رسول اکرم ﷺ نے دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کی اور اسے فتح کیا۔ **غزوہ حنین** اگلے ماہ شوال 8 ہجری میں حنین کے مشرکین کو شکست فاش سے دوچار کیا۔

رجب 9 ہجری میں **غزوہ تبوک** کا معرکہ پیش آیا۔ غزوہ تبوک کڑا امتحان تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کا۔ سخت گرمی کا موسم، قحط سالی کا زمانہ، فصلیں پکی ہوئیں، سواریاں کم اور سفر طویل، راستہ غیر آباد اور دشمنوں سے غیر محفوظ، ان ساری باتوں پر مستزاد یہ کہ اپنے وقت کی عظیم طاقت روم کے لشکر جرار سے مقابلہ در پیش تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چندے کی اپیل کی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑی ایمان افروز اور یادگار مثالیں پیش کیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا سارا اثاثہ اٹھالائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھر کا آدھا مال صدقہ کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے 900 اونٹ، 100 گھوڑے اور تقریباً 30 کلو سونا پیش کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تقریباً 30 کلو چاندی صدقہ کی۔ حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے 13 ہزار کلو کھجوریں پیش کیں۔ جذبہ انفاق کا عالم یہ تھا کہ ایک انصاری دن بھر کی مشقت کے بعد 4 کلو کھجوریں حاصل کر سکا 2 کلو اپنے بیوی بچوں کیلئے رکھ کر 2 کلو کھجوریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھجوروں کو مال کے ڈھیر پر بکھیر نے کا حکم دیا اور انصاری کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

دوران سفر سامان خورد ونوش کی قلت کا حال یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہلے روز تین تین، پھر دو دو، پھر ایک ایک کھجور یومیہ اور پانی پر گزارا کرتے رہے۔ جب کھجوریں ختم ہوگئیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھجوروں کی گٹھلیاں چوسنا شروع کر دیں۔ گٹھلی چوستے اور اس کے بعد پانی پی لیتے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے درختوں کے پتے کھانے شروع کر دیئے جس سے ان کے ہونٹوں پر ورم آ گئے۔ پانی کی قلت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ اونٹوں کی تعداد کم ہونے کے باوجود ان کے معدوں سے پانی حاصل کرنے کے لئے اونٹ ذبح کئے گئے۔ یہ تھا وہ جیش عسرت جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں وقت کی سپر پاور کو فتح کرنے کا عزم لے کر نکلے اور سرخرو ہو کر مدینہ واپس پلٹے۔

29 صفر 11 ہجری کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے **سریہ اسامہ بن زید** رضی اللہ عنہ روانہ فرمایا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کسی کارروائی کے بغیر واپس مدینہ آنا پڑا۔

یہاں غزوات اور سرایا کا مختصر جائزہ پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قارئین کرام غور فرمائیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام کے لئے اپنی ساری ساری زندگیاں کس خلوص اور للّٰہیت کے ساتھ وقف کر رکھی تھیں۔ دن کا آرام نہ رات کا سکون، بیوی بچوں کی پروا نہ کاروبار اور مال و دولت کا لالچ، صحت اور بیماری کا خیال نہ مصائب و آلام کا خوف، فقر و فاقہ کا ڈر نہ طول طویل سفروں سے خائف بس صرف ایک ہی دھن تھی

کہ اللہ کا دین دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچ جائے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ غلبہ اسلام، حفاظت اسلام اور اشاعت اسلام کے لئے جو مصائب و آلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے برداشت کئے، جانی اور مالی قربانیاں دیں بعد کے ادوار میں ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک آدمی نے تمنا کی ''کاش ہم بھی اس زمانے میں موجود ہوتے اور ان معاملات میں شریک ہوتے جن میں آپ شریک رہے ہیں۔'' حضرت مقداد رضی اللہ عنہ یہ سن کر سخت غصہ میں آ گئے اور فرمایا، ''تم نہیں جانتے اگر تم اس زمانے میں موجود ہوتے تو تمہارا معاملہ کیسا ہوتا؟ اللہ کی قسم کتنے لوگ ایسے تھے جو عہد نبوی میں موجود تھے، لیکن اللہ نے انہیں منہ کے بل جہنم میں گرا دیا تم شکر کرو تکلیفیں دوسروں نے اٹھائیں اور تم ان سے محفوظ رہے۔'' (احمد)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ دیوانہ وار جدو جہد اور مساعی جمیلہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تک محدود نہ تھیں بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مبارک کے بعد بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی جوش و جذبہ سے جدو جہد فرماتے رہے۔ آیئے اب ایک نظر عہد نبوی کے بعد بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمات پر ڈالتے چلیں۔

عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمات:

(الف) عہد صدیقی (11 تا 13 ہجری):

عہد صدیقی اگرچہ مختصر مدت یعنی اڑھائی سال پر مشتمل ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ خدمات کے اعتبار سے یہ دور باقی سارے دور خلافت پر بھاری ہے۔ مؤرخ اسلام اکبر شاہ خاں نجیب آبادی رقم طراز ہیں ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ارتداد کی خبریں اس کثرت سے مدینہ آنے لگیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آنکھوں کے سامنے مصائب و آلام اور ہموم و غموم کے پہاڑ کھڑے ہو گئے۔ ان کے دل و دماغ پر اتنا بوجھ پڑ گیا کہ اگر انہوں نے درس گاہ نبوی اور آغوش رسالت میں صبر و استقامت کی تعلیم نہ پائی ہوتی، تو ان کی اور اسلام کی بربادی یقینی تھی۔ سوائے مکہ مدینہ اور طائف کے براعظم عرب میں ارتداد کے شعلے پوری قوت سے بھڑک اٹھے اور ساتھ ہی یہ خبریں بھی پہنچنے لگیں کہ مدینہ پر ہر طرف سے حملے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔[1]

فتنوں کا استیصال:

ان حوصلہ شکن حالات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت حضرت

[1] تاریخ اسلام جلد اول ص 290

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں رومیوں سے جنگ کے لئے روانہ فرمائی اور دوسری جماعت، جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جیسے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے، کو دار الخلافہ مدینہ منورہ کی حفاظت کے لئے مامور فرمادیا۔

- ❖ سب سے زیادہ نازک معاملہ منکرین زکاۃ کا تھا جن کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ توحید اور رسالت کا اقرار کرنے والوں پر تلوار کیسے اٹھائی جاسکتی ہے؟ بعد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے سے سب نے اتفاق کیا۔ تب منکرین زکاۃ قبائل (بنی قیس اور بنی ذبیان) کے استیصال کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت لے کر گئے اور ان سے زکاۃ وصول کر کے واپس تشریف لائے۔
- ❖ مدعی نبوت طلیحہ اسدی اور اس کے مرتد پیروکاروں کی سرکوبی کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا۔
- ❖ مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروکاروں سے جنگ کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا بعد میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی ان کی مدد کو پہنچے اور ان دونوں لشکروں نے مل کر مسیلمہ کذاب کا فتنہ ختم کیا۔
- ❖ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ بنو کندہ اور بنو قضاعہ کے مرتدین کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔
- ❖ حضرت خالد بن سعد رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ شامی سرحد پر مرتدین کے بعض قبائل کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا۔
- ❖ حضرت حذیفہ بن محسن رضی اللہ عنہ کو عمان کے مرتدین کے استیصال کے لئے روانہ فرمایا گیا۔
- ❖ حضرت عرفجہ بن ہرثمہ رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ اہل مہرہ کے مرتدین کے استیصال کے لئے بھیجا گیا۔
- ❖ حضرت طریفہ بن عاجز رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ بنو سلیم اور بنو ہوازن کے مرتدین کے استیصال کے لئے بھیجا گیا۔
- ❖ حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ تہامہ (یمن) کے مرتدین کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا گیا۔

❖ حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ بحرین کے مرتدین کے استیصال کے لئے روانہ فرمایا گیا۔

❖ حضرت مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ صنعاء (یمن) کے مرتدین کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا گیا۔

❖ جھوٹی مدعیہ نبوت سجاح بنت الحرث 4 ہزار مرتدین کے ساتھ مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونا چاہتی تھی لیکن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر کو دیکھ کر فرار ہو گئی۔

11 ھ کے اختتام سے پہلے پہلے یعنی ایک سال سے بھی کم مدت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کمال دینی بصیرت، پیغمبرانہ استقامت، اصابت رائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مکمل تعاون اور قربانیوں کے باعث الحمدللہ عالم عرب کے اندر تمام فتنوں کا استیصال ہو گیا، لہٰذا یہ کہنے میں قطعاً کوئی مبالغہ نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ابتدائی دور خلافت میں چار سُو فتنوں کا استیصال کر کے بلاشبہ اسلام اور مسلمانوں کو حیات نو عطا فرمائی۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ

بیرون عرب اشاعتِ اسلام:

فتنوں کے استیصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیرون عرب اشاعت اسلام پر توجہ فرمائی جس کا مختصر ذکر درج ذیل ہے:

❖ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو 18 ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر کے ساتھ روانہ فرمایا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایران کے صوبہ حضیر کے گورنر ''ہرمز'' کو اسلام کی دعوت دی لیکن اس نے جنگ کا راستہ اختیار کیا۔ جنگ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فتح یاب ہوئے۔ اس جنگ میں ایرانی فوج کے ایک حصہ نے اپنے پاؤں میں زنجیریں باندھ لیں تاکہ بھاگ نہ سکیں، لیکن دوران جنگ انہیں زنجیریں توڑ کر بھاگنا پڑا زنجیروں کی وجہ سے اس جنگ کا نام ''ذات السلاسل'' مشہور ہوا۔ [1]

❖ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں ایران کے ایک دوسرے صوبے کے گورنر ''قارن'' کو شکست دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس مقدس جماعت نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی سپہ

---

[1] یاد رہے عہد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کفار سے ایک جنگ کا نام بھی ''ذات السلاسل'' ہے۔ کہا جاتا ہے سلاسل اس چشمے کا نام تھا جہاں یہ جنگ ہوئی۔

سالاری میں ہی ''قارن'' کے بعد ''دلجہ'' کے مقام پر ایرانیوں کو خوں ریز جنگ کے بعد شکست فاش دی۔ دلجہ کی شکست کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایران کے اطراف واکناف میں مسلسل بڑھتے رہے۔ دلجہ کے بعد ''لیس''، لیس کے بعد ''حیرہ''، حیرہ کے بعد ''انبار'' اور انبار کے بعد ''عین التمر'' کے علاقے یکے بعد دیگرے فتح کیے اور انہیں اسلامی قلمرو میں شامل کیا۔

❖ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم پر ایران کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ عراق میں داخل ہوئے اور باری باری ''دومۃ الجندل''، ''حصید''، ''مصیخ'' اور ''فراض'' کی جنگوں میں فتح یاب ہوئے اور ان تمام علاقوں کو اسلامی سلطنت کا حصہ بنا دیا گیا۔

عراق کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کی طرف بڑھنے کا حکم ملا جہاں یرموک کے مقام پر رومی عیسائیوں کے 2 لاکھ 40 ہزار کے مسلح جنگجوؤں سے صرف 40 ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں مقابلہ کیا۔ خوں ریز جنگ ہوئی حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ، عمرو بن عکرمہ رضی اللہ عنہ، سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ، عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ، ابان بن سعید رضی اللہ عنہ، ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ، ہبار بن سفیان رضی اللہ عنہ اور حضرت طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ جیسے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس جنگ میں خلعتِ شہادت سے سرفراز ہوئے، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ان قربانیوں نے عظیم رومی سلطنت کے کروفر کی کمر توڑ کر رکھ دی۔

(ب) عہد فاروقی (13ھ تا 24ھ):

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت سنبھالتے ہی اسلامی حکومت کی توسیع اور استحکام کے لیے دن رات ایک کر دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اسلامی لشکر کا سپہ سالار مقرر فرما کر دمشق روانہ فرمایا جو اس وقت رومی سلطنت کے تابع تھا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ دمشق کا ایک جانب سے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دوسری جانب سے، حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے تیسری جانب سے اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے چوتھی جانب سے محاصرہ کیا۔ چھ ماہ کے محاصرہ کے بعد دمشق فتح ہوا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو دمشق کا گورنر مقرر فرمایا۔

فتح دمشق کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت لے کر ''فحل'' کی طرف راوانہ ہوئے خوں ریز جنگ کے بعد عیسائی گورنر سقلا بن مخراق اپنے 80 ہزار سپاہیوں کے ساتھ مقتول ہوا اور یوں دمشق کے بعد ''فحل'' بھی مفتوح ہوا۔ ☪ فحل کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ''بیسان'' کا رخ کیا۔ مقابلہ کے بعد دشمن نے جزیہ پر صلح کر لی۔ ☪ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے حکم پر حضرت ابوالاعور اسلمی رضی اللہ عنہ نے ''طبریہ'' کا رخ کیا۔ اہل طبریہ نے جنگ کے بغیر جزیہ پر صلح کی۔

☪ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر نے ''عرقہ'' فتح کیا جبکہ حضرت زید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ''صیداء''، ''جبیل'' اور ''بیروت'' فتح کیے۔ ☪ حضرت ابو عبیدہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کے ساتھ ''نمارق'' کے مقام پر ایرانیوں کو شکست دی۔ ☪ حضرت ابو عبیدہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت مثنٰی بن حارثہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن عبید رضی اللہ عنہ اور حضرت سلیط بن قیس رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ''کسکر'' کے مقام پر اور اس کے بعد ''باقشیا'' کے مقام پر ایرانیوں کو شکست فاش دی۔

☪ ''باقشیا'' کے بعد اسی لشکر نے ''قس ناطف'' کے مقام پر ایرانیوں سے مقابلہ کیا۔ خونریز جنگ فتح شکست کے بغیر ختم ہوگئی۔ 4 ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور 6 ہزار ایرانی مقتول ہوئے۔ ☪ حضرت مثنٰی بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ''بویب'' کے مقام پر ایرانیوں کو شکست دی جس میں 100 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اور ایک لاکھ ایرانی مقتول ہوئے۔

☪ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے صرف 30 ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ رستم کی پونے دو لاکھ فوج کو قادسیہ کے مقام پر شکست فاش سے دوچار کیا۔ حضرت ہلال بن علقمہ رضی اللہ عنہ نے رستم کو قتل کیا۔ ☪ فتح قادسیہ کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حکم پر حضرت زہرہ بن حیوۃ رضی اللہ عنہ نے ''بابل'' اور ''کوثی'' اور ''بہرشیر'' کے علاقے فتح کیے۔

☪ مذکورہ بالا فتوحات کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایران کے دارالحکومت ''مدائن'' کا رخ کیا۔ شہنشاہ ایران یزدگرد فرار ہوگیا اور مدائن پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قبضہ کر لیا۔ ☪ فتح مدائن کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے معرکہ جلولا میں داد شجاعت دی اور ایک لاکھ ایرانیوں کو تہ تیغ کر کے فتح حاصل کی۔ ☪ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ، حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ اور حضرت مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں 30 ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

''نہاوند'' کے مقام پر ایرانیوں کی ڈیڑھ لاکھ فوج کو شکست دی۔

☆ فتح نہاوند کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے باقی ایران کو فتح کرنے کا دروازہ کھل گیا۔حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ''اصفہان'' حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ نے ''آذربیجان'' حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ نے ''جرجان'' اور ''طبرستان'' حضرت بکیر رضی اللہ عنہ نے ''آرمینیا''، حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے ''بیضا''، حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ نے ''سیستان''، حضرت سہیل بن عدی رضی اللہ عنہ نے ''کرمان'' اور حضرت حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ''مکران'' فتح کیا۔

☆ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ''حمص'' کا محاصرہ کیا۔اہل حمص نے جزیہ کی شرائط پر صلح کر لی۔حمص کے بعد اہل حماۃ، اہل شیراز، اہل معرہ، اہل لاذقیہ اور اہل سلمیہ نے بھی جزیہ کی شرائط پر صلح کر لی۔ ☆ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے حکم پر رومیوں کے ایک اہم صوبہ ''قنسرین'' کو فتح کیا۔ ☆ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ''حلب'' کی طرف پیش قدمی کی۔پہلے ''حلب'' فتح کیا اور اس کے بعد ''انطاکیہ'' فتح کیا۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے شام کے صوبہ ''قیساریہ'' پر حملہ کیا۔خونریز جنگ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فتح یاب ہوئے۔ ☆ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے حکم پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ''اجنادین'' کے مقام پر رومیوں کو شکست فاش دی۔

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ دونوں نے مل کر بیت المقدس کا محاصرہ کیا۔عیسائیوں نے اس شرط پر صلح مان لی کہ ہمارے لئے امان نامہ خود امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہاں آ کر لکھیں۔شرط مان لی گئی اور بیت المقدس بھی جنگ کے بغیر جزیہ کی ادائیگی پر فتح ہو گیا۔

☆ بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن المعتم رضی اللہ عنہ کو پانچ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ ''تکریت'' بھیجا خونریز جنگ کے بعد ''تکریت'' بھی فتح ہو گیا۔

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مصر پر فوج کشی کی اجازت طلب کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اس فوج کشی میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے معاون تھے۔چار ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے 3 ماہ تک محاصرہ کیے رکھا۔3 ماہ بعد مصر کا دارالحکومت اسکندریہ فتح ہوا۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ عہد خلافت میں حکومت کی یہ ذمہ داری تھی کہ مفتوحہ علاقوں میں مساجد اور مدارس تعمیر کئے جائیں اور نومسلموں کی تعلیم وتربیت کے لئے معلم، مدرس اور مبلغ بھیجے جائیں۔

(ج) عہد عُثمانی: (24ھ تا35ھ):

عہدِ فاروقی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسکندریہ (مصر) فتح کر چکے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سن کر ہرقل نے اسکندریہ پر دوبارہ قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور رومی فوج کے درمیان زبردست جنگ ہوئی جس میں عیسائیوں کو شکست ہوئی اور اسکندریہ مسلمانوں کے قبضے میں ہی رہا۔

⦿ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سن کر ایران کے شہر ''ہمدان'' اور ''رے'' میں بھی بغاوت کی سازشیں ہونے لگیں۔ ان بغاوتوں کو حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت قرظ بن کعب رضی اللہ عنہ کے تین دستوں نے فرو کیا۔

⦿ گورنر دمشق حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر دے کر آرمینیا بھیجا جس نے آرمینیا سے کوہ قاف تک کا سارا علاقہ فتح کر لیا۔

⦿ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اجازت سے حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے افریقہ پر فوج کشی کا پروگرام بنایا مصر سے متصل علاقہ ''برقہ'' کے سرداروں نے جزیہ پر صلح کر لی۔ ⦿ ''برقہ'' کی فتح کے بعد حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے طرابلس کا رخ اختیار کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی مدد کے لئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک دستہ روانہ فرمایا۔ طرابلس کے رومیوں کو شکست فاش ہوئی اور طرابلس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ طرابلس کی فتح کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عبدللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کی قیادت میں آگے بڑھے اور یکے بعد دیگرے تونس، مراکش اور الجزائر کو فتح کیا۔

⦿ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں رومیوں نے ایک بار پھر اسکندریہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی اس دفعہ مصر کے گورنر حضرت عبداللہ بن نافع رضی اللہ عنہ تھے۔ رومیوں سے خوں ریز لڑائی ہوئی بالآخر رومی فوج

شکست کھا کر قبرص بھاگ گئی۔ ⦿ حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قبرص پر چڑھائی کی اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ ام ملحان رضی اللہ عنہا، حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ جیسے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل یہ جماعت قبرص پہنچی اور وہاں بھی رومیوں کو شکست فاش دی۔

⦿ حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ خود بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت لے کر قبرص پہنچے اور قبرص کی شکست کے بعد ''روڈس'' پر حملہ کیا۔ کئی خوں ریز معرکوں کے بعد مسلمانوں کا ''روڈس'' پر بھی قبضہ ہو گیا۔

⦿ ایران کے صوبہ ''اصطخر''میں ایرانیوں نے بغاوت کر دی جسے فرو کرنے کیلئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حاکم بصرہ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ اسلامی لشکر اور ایرانی سپاہ کے درمیان بڑی خوفناک اور خوں ریز جنگ ہوئی انجام کار ایرانیوں کو شکست فاش ہوئی۔

⦿ گورنر کوفہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے ایک لشکر تیار کیا جس میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما جیسے بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے اور اسے طبرستان میں بغاوت فرو کرنے کیلئے بھیجا۔ ''اہل طبرستان'' اور ''اہل جرجان'' نے دوبارہ جزیہ کی شرط پر صلح کر لی۔

⦿ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ فتح طبرستان اور جرجان کے بعد ''خرسان'' پہنچے۔ ''نیشاپور'' کا محاصرہ کیا۔ ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد نیشاپور بھی فتح ہوا جس کے بعد خراسان کا تمام علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔

⦿ اسلامی مقبوضات ''کرمان'' اور ''سجستان'' میں بھی شر پسندوں نے بغاوت کی کوشش کی جسے فرو کرنے کے لیے حضرت مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ربیع بن زیاد رضی اللہ عنہ کو ذمہ داری سونپی گئی دونوں جگہ جنگ ہوئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بغاوت فرو کرنے میں کامیاب رہے۔ ⦿ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے ''طخارستان'' اور حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر بلخ کے علاقے فتح کئے۔ ⦿ حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ (گورنر کوفہ) کے حکم پر حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کابل کی طرف بڑھے اور غزنہ سے کابل تک کا علاقہ فتح کیا۔

قارئین کرام! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ان جہادی کارروائیوں سے اندازہ لگایئے کہ انہوں نے غلبہ

اسلام کے لیے کس طرح دیوانہ وار دنیا کا چپہ چپہ چھان مارا۔ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی وہ سنہری دور تھا جس میں اسلام اور مسلمانوں کی عظمت وشان وشوکت کے پھریرے چار دانگ عالم لہراتے تھے۔ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس عہد زریں کو علامہ اقبال رحمۃ اللہ نے بڑے دل کش پیرائے میں خراج عقیدت پیش کیا ہے ؎

تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں — خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری — تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم — سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا
اے گلستان اندلس! وہ دن ہیں یاد تجھ کو — تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا
اے موج دجلہ تو بھی پہچانتی ہے ہم کو — اب تک ہے تیرا دریا فسانہ خواں ہمارا

دشمنان اسلام کو اسلام اور مسلمانوں کی یہ عظمت اور شان وشوکت ایک آنکھ نہ بھائی اور انہوں نے بڑی عیاری اور مکاری سے مسلمانوں کے اندر رہ کر اسلام کے خلاف سازشیں شروع کر دیں جس کے نتیجہ میں سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت واقع ہوئی اور اسلام کی تیز رفتار وسعت پذیری کچھ عرصہ کے لئے سست روی کا شکار ہوگئی۔

یاد رہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عہد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مبارک کے بعد ایک صدی تک شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ 110 ہجری میں مکہ معظّمہ میں فوت ہوئے اور وہ خود اپنی آخری عمر میں فرمایا کرتے تھے کہ آج میرے علاوہ روئے زمین پر کوئی ایسا آدمی نہیں جو یہ دعوی کرے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مبارک کے بعد بھی ایک صدی تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسلسل غلبہ اسلام کا مقدس فریضہ انجام دینے کیلئے جدوجہد فرماتے رہے۔

پس آج مرکز اسلام سے ہزاروں میل دور پیدا ہوتے ہی ہمارے کان اللہ اکبر کی صدا سے آشنا ہوتے ہیں۔۔۔ یا ہم عقیدہ توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔۔۔ یا دن میں پانچ بار اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔۔۔ یا صیام اور قیام کی پابندی کرتے ہیں۔۔۔ یا صدقہ خیرات دیئے ہیں۔۔۔ یا قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔۔۔ یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرتے ہیں۔۔۔ یا حلال وحرام میں تمیز کرتے ہیں۔۔۔ یا حقوق العباد ادا کرتے ہیں۔۔۔ یا عصمت وعفت والی پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی بسر کرتے ہیں۔۔۔ یا نیکی اور تقوی کا تصور رکھتے ہیں یا عقیدہ آخرت اور جزا وسزا پر ایمان رکھتے ہیں یا

گاؤں گاؤں، بستی بستی مساجد آباد ہیں جن کی پرنور فضاؤں میں علماء وفضلاء دن رات قَالَ اللّٰہُ وَ قَالَ الرَّسُوْلُ کی دعوت دے رہے ہیں۔ تو یہ سب کچھ درحقیقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شبانہ روز جدوجہد اور قربانیوں کا ہی مرہون منت ہے۔ رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ.

مذکورہ بالا تفصیل کے حوالہ سے ہم قارئین کرام کی توجہ دو باتوں کی طرف دلانا چاہتے ہیں:

اولاً یہ کہ ہمیں بلا تامل یہ اعتراف کرنا چاہئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم محسن ہیں اور ان کے احسانات کا کم سے کم تقاضا یہ ہے کہ ہمارے دل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ہر وقت جذبہ تشکر سے معمور رہیں، اور ہم دل و جان سے ان کا ادب اور احترام کریں، اپنی اولادوں کے نام، ان کے ناموں پر رکھیں، اپنی اولاد کو ان کی سیرت کے واقعات سنائیں اور ان کے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت ومحبت کے نقوش گہرے کریں، ان کے فضائل اور مناقب بیان کریں اور ان کی عیب چینی سے باز رہیں، ان کے بارے میں کسی قسم کی کجی اپنے دلوں میں نہ آنے دیں اور ان کے لئے ہمیشہ یہ دعائے خیر کرتے رہیں ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ﴾ ترجمہ: ''اے ہمارے رب! ہمارے اور ہمارے ان بھائیوں کے گناہ معاف فرما جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں ان ایمان لانے والوں کے بارے میں کوئی کجی نہ رکھ بے شک تو بہت شفقت فرمانے والا اور بہت مہربان ہے۔'' (سورۃ الحشر: آیت 10)

ثانیاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جدوجہد اور محنت کے نتیجہ میں تابعین اور تبع تابعین کے مقدس گروہ تیار ہوئے جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شجر اسلام کی اسی منہج پر آبیاری فرمائی جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمائی تھی۔ ان کے بعد امت کے علماء وفضلاء (رحمہم اللہ) نے یہ مقدس فریضہ انجام دیا حتی کہ آج چودہ سو سال بعد اسلام اپنی اصلی شکل اور روح کے مطابق ہمارے پاس موجود ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جدوجہد اور قربانیاں امت کے پاس امانت ہیں جس کا پہلوں نے پورا پورا حق ادا فرمایا اور اب یہ امانت ہمارے ہاتھوں میں ہے جس کا حق ادا کرنا ہم سب پر واجب ہے، لہٰذا ہم میں سے ہر ایک کو یہ سوچنا چاہئے کہ وہ اس بار امانت سے سبکدوش ہونے کے لئے کیا کر رہا ہے؟ ''أَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ'' ـــــ: آگاہ رہو، تم سب ذمہ دار ہو اور تم سب سے اپنی اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (ابوداؤد)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حفاظت قرآن وحدیث:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جہاں امت پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے دن رات مسلسل جہاد کر کے اسلام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا، وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امت پر ایک اور احسانِ عظیم یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کے دو بنیادی ماخذ --قرآن وحدیث-- کی حفاظت کا مقدس فریضہ بھی انجام دیا جن کا ہم ذیل میں الگ الگ ذکر کر رہے ہیں۔

(ا) **حفاظت قرآن:** صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید کی دو طرح سے حفاظت فرمائی۔

اولاً: قرآن مجید زبانی یاد کر کے۔

ثانیاً: قرآن مجید کی کتابت کر کے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست قرآن مجید یاد کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، حضرت سالم رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ ابو حلیمہ رضی اللہ عنہ، حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ، حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ، حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ اور خواتین میں سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے اسماء گرامی شامل ہیں۔

وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست قرآن مجید یاد تو کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باقاعدہ سنا نہ سکے ان کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔[1]

کتابت کے ذریعہ حفاظت قرآن کا فریضہ انجام دینے والے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

① حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ　② حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

③ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ　④ حضرت علی رضی اللہ عنہ

[1] علوم القرآن از ڈاکٹر صبحی صالح، اردو ترجمہ غلام احمد حریری، صفحہ 97

⑤ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	⑥ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ
⑦ حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ	⑧ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ
⑨ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	⑩ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ
⑪ حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ	⑫ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں بھی کاتب کی حیثیت سے مشہور تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دے رکھا تھا کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لکھنا سکھائیں۔ کہا جاتا ہے کہ عہد نبوی میں مجموعی طور پر کاتبان وحی کی تعداد چالیس تک پہنچ گئی تھی۔ ❶

جنگ یمامہ میں حفاظ کرام کی بڑی تعداد شہید ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید یک جا کرنے پر آمادہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ اہم ذمہ داری سونپی۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے عہد صدیقی میں قرآن مجید کی تمام سورتیں الگ الگ صحیفوں کی شکل میں بلا ترتیب جمع کر دیں اور اس جمع شدہ نسخہ کو ''اُمّ'' کا نام دیا گیا۔ عہد صدیقی میں یہ نسخہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یہ نسخہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ نسخہ اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ کر دیا گیا۔

عہد عثمانی میں قرآن مجید کو سات قراءتوں کے بجائے ایک قراءت پر لانے کا عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا گیا اور یہ سعادت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی۔ یہ وہ مصحف مبارک ہے جسے مصحف عثمانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جس سے آج پوری دنیا کے مسلمان تلاوت کر کے ثواب دارین حاصل کرتے ہیں۔

(ب) **حفاظت حدیث:** قرآن مجید کی طرح احادیث مبارکہ کو محفوظ کرنے کا مقدس فریضہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہی انجام دیا۔ عہد نبوی میں جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ سعادت حاصل ہوئی ان میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور

❶ علوم الحدیث از ڈاکٹر صبحی صالح، اردو ترجمہ غلام احمد حریری، صفحہ 33

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مذکورہ بالا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تحریر شدہ احادیث میں سے ''صحیفہ صادقہ'' کو بہت اہمیت حاصل ہے جسے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مرتب فرمایا۔ صحیفہ صادقہ 5374 احادیث کا مجموعہ تھا۔ یاد رہے کہ بخاری اور مسلم کی غیر مکرر احادیث کی تعداد 4000 سے زیادہ نہیں۔ ❶

صحیفہ صحیحہ یا صحیفہ ''ہمام بن منبہ'' عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کی مایہ ناز یادگار تالیف ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد رشید ہمام بن منبہ سے املا کرایا۔ یاد رہے صحیفہ صحیحہ (یا صحیفہ ہمام بن منبہ) کی تمام احادیث مسند احمد اور صحاح ستہ کی کتب میں من وعن ایک جیسے الفاظ کے ساتھ موجود ہیں۔

''صحیفہ بشیر بن نہیک'' بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد بشیر بن نہیک کا مرتب کردہ مجموعہ ہے۔

بعض احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ضرورت خود تحریر کروائیں۔ مثلاً گورنر یمن حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجموعہ احادیث مرتب کروایا جس میں تلاوت قرآن، نماز، زکوۃ، طلاق، عتاق (غلام آزاد کرنا)، قصاص، دیت نیز فرائض وسنن کے متعلق احادیث تھیں۔ یہ مجموعہ احادیث ''صحیفہ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ'' کے نام سے مشہور ہے۔

عہد نبوی میں کاتبین وحی کی تعداد چالیس کے قریب تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسب ضرورت ان میں سے جس سے چاہتے کتابت کرواتے، لیکن کاتبین وحی میں سے بعض کاتب اپنے تقوی کی وجہ سے از خود احادیث لکھنے میں محتاط تھے تاہم یہ بات مُسلَّم ہے کہ قرآن مجید کی طرح احادیث کو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہی محفوظ فرمایا جن پر آج امت مسلمہ بڑے اطمینان سے عمل پیرا ہے۔

قرآن وحدیث کو محفوظ کرنا کوئی معمولی کام نہ تھا بلکہ بڑا محنت طلب اور جان جوکھوں کا کام تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حفاظت قرآن کے بارے میں کس قدر محتاط تھے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جنہیں قرآن مجید جمع کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی فرماتے ہیں ''اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے کوئی پہاڑ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو میرے لئے اتنا مشکل نہ ہوتا جتنا مجھے قرآن مجید کو جمع کرنا مشکل لگا۔'' اس سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ انہوں نے حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو نماز میں سورۃ فرقان پڑھتے سنا تو سخت مضطرب ہوئے جب حضرت ہشام رضی اللہ عنہ نماز ختم کر چکے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً اپنی چادر حضرت ہشام رضی اللہ عنہ کے گلے میں ڈالی

❶ کتابت حدیث عہد نبوی میں، از سید ابو بکر غزنویؒ

اور سیدھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور شکایت کی ''یا رسول اللہ ﷺ! یہ شخص ایسے لہجے میں سورۃ فرقان پڑھ رہا ہے جس لہجے میں آپ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائی۔'' رسول اللہ ﷺ نے حضرت ہشام رضی اللہ عنہ سے سورۃ سنی اور فرمایا ''یہ سورۃ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سورۃ فرقان سنی اور فرمایا ''یہ سورۃ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔'' اور ساتھ یہ فرمایا ''قرآن مجید سات حروف پر نازل ہوا ہے جو تمہارے لئے آسان ہو اسی طرح پڑھ لو۔''

جلیل القدر صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، قرآن مجید کی کوئی سورت ایسی نہیں جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ وہ کہاں نازل ہوئی اور قرآن مجید کی کوئی آیت ایسی نہیں جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ اس کا شان نزول کیا ہے اس کے باوجود اگر کسی شخص کے بارے میں مجھے پتا چل جائے کہ فلاں آدمی قرآن مجید کا مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے اور اونٹ وہاں تک جا سکتے ہیں تو میں اونٹ پر سوار ہو کر ضرور اس کے پاس جاؤں اور وہ علم حاصل کروں۔''

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''اگر مجھے قرآن مجید کی کوئی آیت نہ ملے اور مجھے پتا چلے کہ برک غماد (یمن کا ایک شہر) میں کوئی شخص اسے جانتا ہے تو میں اس سے بھی جا کر ضرور حاصل کروں گا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس طرز عمل سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید کے معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس قدر محتاط رویہ رکھتے تھے۔''

حدیث شریف کا معاملہ قرآن مجید کی نسبت کہیں زیادہ احتیاط کا متقاضی تھا۔ اولاً اس لئے کہ قرآن اور حدیث آپس میں خلط ملط نہ ہوں ثانیاً اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ کے نام کوئی غلط بات منسوب نہ ہو، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حفاظت حدیث میں بھی درجہ کمال تک احتیاط ملحوظ رکھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پانچ سو احادیث جمع کرنے کے بعد انہیں جلا دیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے استفسار پر فرمایا ''مجھے اندیشہ ہوا کہ ان احادیث میں کسی ایسے شخص کی کوئی حدیث نہ ہو جس کی امانت پر میں نے اعتماد کیا ہو لیکن اس کی امانت کا معاملہ ویسا نہ ہو جیسا کہ میں نے سمجھا۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کثیر الروایت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے پہلے نمبر پر ہیں وہ کثرت سے احادیث بیان فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا ''یا تو احادیث بیان کرنی ترک کر دو، ورنہ میں تمہیں قبیلہ دوس کی سرزمین (یمن) میں پہنچا کے چھوڑوں گا۔'' جواب میں حضرت ابو

ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی ''جس نے دانستہ مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنی جگہ آگ میں بنالے۔'' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو احادیث بیان کرنے کی اجازت دے دی۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بڑھاپے کی عمر میں اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ سے مصر کا سفر کیا۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور فرمایا ''میں تم سے ایک حدیث پوچھنے آیا ہوں جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حدیث سنی تھی ان میں سے میرے اور تمہارے سوا اب کوئی بھی زندہ نہیں مجھے بتاؤ کہ مومن کا پردہ رکھنے والی حدیث تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کن الفاظ میں سنی تھی؟'' حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص دنیا میں کسی مومن (کے عیب) پر پردہ ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس (کے عیب) پر پردہ ڈالے گا۔'' حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے حدیث سنی اونٹ کا کجاوہ بھی نہ کھولا اور واپس مدینہ پلٹ آئے۔

مشہور صحابی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے صرف ایک حدیث دریافت کرنے کے لئے اونٹ خریدا۔ ایک ماہ کا سفر کر کے شام پہنچے اور قصاص کے بارے میں حدیث سن کر واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔ یاد رہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جنہوں نے عہد نبوی میں احادیث پر مشتمل اپنے اپنے صحیفے مرتب کر رکھے تھے۔

ان واقعات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے قرآن وحدیث کی حفاظت کرنا کس قدر دقت طلب اور کٹھن کام تھا جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے سرانجام دیا۔

قرآن وحدیث ہی مسلمانوں کی ہدایت کے دو بنیادی سرچشمے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ''میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ان پر عمل کرو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔'' (حاکم) جس کا مطلب یہ ہے کہ امتِ محمدیہ کی ہدایت کا تمام تر انحصار قرآن و حدیث کی حفاظت پر ہی تھا۔

پہلی امتیں نہ تو اپنی الہامی کتب کی حفاظت کر سکیں اور نہ ہی اپنے انبیاء کی سنت محفوظ کر سکیں جس کے نتیجہ میں وہ گمراہ بھی ہوئیں اور اللہ کے ہاں مغضوب بھی ٹھہریں۔ امتِ محمدیہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ احسان عظیم ہے کہ انہوں نے قرآن وحدیث کی حفاظت کر کے امت مسلمہ کو اس تباہی سے بچالیا جس سے پہلی امتیں دوچار ہوئی تھیں، رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نزول قرآن:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ خوش نصیب اور پاکباز ہستیاں تھیں جن کی موجودگی میں قرآن مجید نازل ہوتا تھا۔بعض اوقات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود کوئی سوال کرتے اور اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں آیات نازل فرماتے۔اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوال کے جواب میں کسی آیت کا نازل ہونا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے باعث عز وشرف تھا،لیکن کسی صحابی کے حسن عمل کے نتیجہ میں اس کی تحسین اور تعریف کے طور پر خود اللہ تعالیٰ کا آیت نازل فرمانا تو بہت بڑے اِعزاز اور فضیلت کی بات تھی۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بہت سے خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے تھے جنہیں یہ اعزاز اور سعادت بھی حاصل ہوئی۔چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

① ہجرت کے انتہائی پرخطر موقع پر غار ثور میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں سورۃ توبہ کی آیت 40 نازل فرمائی۔

ترجمہ:''اگر تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کی (تو جان لو کہ) اللہ نے نبی کی اس وقت مدد کی جب کافروں نے انہیں (مکہ سے) نکال دیا تھا اس وقت وہ (نبی ؐ) دو میں سے ایک تھا جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے ساتھی (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہا تھا۔''غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

② والدین کے اصرار کے باوجود ایمان پر ثابت قدم رہنے پر اللہ تعالیٰ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں سورۃ العنکبوت کی آیت 8 نازل فرمائی:

ترجمہ:''اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کی نصیحت کی ہے اور اگر وہ دونوں تم پر زور ڈالیں تاکہ تم میرے ساتھ کسی کو شریک کرو جس کا تمہیں علم نہیں تو ان کی بات نہ مانو تم سب کو میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے پھر میں تمہیں بتاؤں گا جو اعمال تم نے کئے۔''

③ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ، حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد بن عمرو (اسود رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جیسے سابقون الاولون کو قریشی سرداروں کی طرف سے مجلس سے ہٹانے کے مطالبہ پر اللہ تعالیٰ نے سابقون الاولون کی فضیلت میں سورۃ الانعام کی آیت 52 نازل فرمائی۔

ترجمہ:''(اے محمد) ان لوگوں کو اپنے آپ سے دور نہ کریں جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور

اس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔ان کا حساب آپ کے ذمہ نہیں اور نہ ہی آپ کا حساب ان کے ذمہ ہے اگر آپ ان کو اپنے سے دور کریں گے تو ظالموں سے ہو جائیں گے۔''

④ قریشی سرداروں کی موجودگی میں دینی مسائل کی دریافت کے لئے حاضر ہونے والے نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں سورۃ عبس کی درج ذیل پہلی دس آیات نازل فرمائیں۔

ترجمہ:''ترش رُو ہوئے اور منہ پھیر لیا کہ ان کے پاس اندھا آ گیا اور آپ کو کیا معلوم شاید اس کی اصلاح ہو جاتی یا نصیحت کی بات سنتا تو نصیحت اس کے کام آتی ،لیکن جو شخص بے پرواہی کرتا ہے اس پر آپ توجہ دیتے ہیں حالانکہ اگر وہ نصیحت حاصل نہیں کرتا تو آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں اور جو شخص آپ کے پاس دوڑتا آیا ہے، اپنے رب سے ڈرتا ہے اس سے آپ بے رخی برت رہے ہیں (ایسا تو ہرگز نہیں (ہونا چاہئے) بے شک قرآن تو ایک نصیحت ہے جو چاہے اس سے فائدہ حاصل کرے۔''

⑤ اپنے مشرک آقا کے ظلم کے باوجود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار نہ کرنے پر حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں سورۃ مریم کی آیات 78-77 نازل فرمائیں۔

ترجمہ:''کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا یقیناً میں (آخرت میں بھی) مال اور اولاد ضرور دیا جاؤں گا کیا اسے غیب کا علم ہے یا اس نے رحمٰن سے اس بات کا وعدہ لے رکھا ہے۔''

⑥ ہجرت مدینہ کے دوران راستے میں وفات پانے والے حضرت حمزہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں سورۃ النساء کی آیت 100 نازل فرمائی۔

ترجمہ:''اور جو شخص اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں بہت سی پناہ گاہیں پائے گا اور کشادگی پائے گا اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کی نیت سے نکلے پھر اسے موت آ جائے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور اللہ بڑا بخشنہار اور رحم فرمانے والا ہے۔''

⑦ ہجرت مدینہ کی خاطر اپنا مال تجارت کفار کے حوالے کرنے پر اللہ تعالیٰ نے حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں سورۃ البقرۃ کی آیت 207 نازل فرمائی۔

ترجمہ:''اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان تک بیچ دیتے ہیں اور اللہ بندوں پر بڑی شفقت فرمانے والا ہے۔''

⑧ غزوہ بدر کے ابتدائی مرحلہ میں دادشجاعت دینے والے تین جاں باز صحابہ کرام حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں سورۃ حج کی آیت 19 نازل فرمائی۔

ترجمہ: ''یہ دو گروہ ہیں جن کے درمیان اپنے رب کے بارے میں جھگڑا ہوا پس جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان کے لئے آگ کے کپڑے کاٹے گئے ہیں اور ان کے سروں پر کھولتا پانی ڈالا جائے گا۔''

⑨ غزوہ احد میں سربکف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے والے صحابی حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں سورۃ الاحزاب کی آیت 22 نازل فرمائی۔

ترجمہ: ''مومنوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا ان میں سے کوئی تو وہ ہے جو اپنی نذر پوری کر چکا اور کوئی ایسا ہے جو اپنی نذر پوری کرنے کے انتظار میں ہے اور انہوں نے اپنے ارادے میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔''

⑩ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے ''ہزمیجسٹی'' عبداللہ بن ابی کو ترکی بہ ترکی جواب دینے والے کمسن صحابی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں سورۃ التوبہ کی آیت 74 نازل فرمائی۔

ترجمہ: ''منافقین اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے کوئی بات نہیں کہی حالانکہ انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اسلام لانے کے بعد انہوں نے کفر کا ارتکاب کیا ہے لیکن جس کام کا انہوں نے ارادہ کیا وہ کر نہ سکے۔''

⑪ نابینا ہونے کے باوجود جہاد میں شمولیت کی تمنا کرنے والے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی آیت 95 دوبارہ نازل فرمائی۔

ترجمہ: ''عذر کے بغیر گھر بیٹھ رہنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے اور اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے گھر بیٹھنے والوں پر ایک درجہ فضیلت عطا فرمائی ہے البتہ اچھے اجر کا وعدہ تو دونوں سے ہے۔''

⑫ رات کی تاریکی میں خود بھوکے رہ کر مہمانوں کو کھانا کھلانے پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ کی فضیلت میں سورۃ الحشر کی آیت 9 نازل فرمائی۔

ترجمہ: ''وہ لوگ جو مہاجرین کے آنے سے پہلے مدینہ میں مقیم ہیں اور ایمان لا چکے ہیں وہ مہاجرین سے محبت کرتے ہیں اور جو مال غنیمت ان مہاجرین کو دیا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں وہ اپنے دلوں میں اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور اپنے مقابلہ میں مہاجرین کو ترجیح دیتے ہیں خواہ خود اس

کے حاجت مند ہی ہوں اور جو شخص نفس کی بخیلی سے بچالیا گیا وہی فلاح پانے والے ہیں۔''

⑬ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کرنے والے انصاری صحابی کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی آیت 69 نازل فرمائی۔

ترجمہ: ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ (جنت میں) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ان لوگوں کی رفاقت کیا ہی خوب رفاقت ہے۔''

⑭ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے دیگر ساتھیوں کے ایمان لانے پر اللہ تعالیٰ نے ان کی فضیلت میں سورۃ الاحقاف کی آیت 10 نازل فرمائی۔

ترجمہ: ''کہو، کبھی تم نے غور کیا اگر یہ قرآن واقعی اللہ ہی کی طرف سے ہوا اور تم نے اس کا انکار کیا حالانکہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ اس قرآن کی گواہی دے چکا ہے اور تم تکبر کر رہے ہو (تو پھر تمہارا انجام کیا ہوگا) بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

⑮ مشرق و مغرب میں در بدر کی ٹھوکریں کھا کر خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ایمان لانے والے صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں سورۃ محمد کی آیت 38 نازل فرمائی۔

ترجمہ: ''تم ہی وہ لوگ ہو جنہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو تم میں سے بعض بخل سے کام لیتے ہیں اور جو بخل سے کام لیتا ہے اس کے بخل کا وبال اس کی ذات پر پڑتا ہے اللہ تو غنی ہے اور تم فقیر ہو۔ اگر تم دین سے پھر جاؤ گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے۔''

⑯ غزوہ تبوک میں عدم شرکت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سچ بولنے پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی آیت 118 نازل فرمائی۔

ترجمہ: ''اور اللہ نے ان تینوں کو بھی معاف کر دیا جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا تھا، جب زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور ان پر ان کی اپنی جانیں بھی بار ہونے لگیں اور انہوں نے جان لیا کہ اللہ کے مقابلے میں کوئی جائے پناہ نہیں سوائے اللہ کی پناہ کے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر نظر کرم فرمائی تا کہ وہ

اس کے حضور توبہ کریں، بے شک اللہ بہت توبہ قبول فرمانے والا اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔"

⑰ غزوہ بدر میں حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کو، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں کو، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو جہنم رسید کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت میں سورۃ المجادلۃ کی آیت 22 نازل فرمائی۔

ترجمہ: "تم کبھی ایسا نہ پاؤ گے کہ اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھنے والے ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے۔ خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے والے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالی نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی روح کے ساتھ ان کی مدد فرمائی ہے۔ اللہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ لوگ اللہ کا لشکر ہیں اور سنو، اللہ کا لشکر ہی کامیاب ہونے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعض پسندیدہ نیک اعمال پر ان کی تحسین اور تعریف میں آیات نازل فرمانا بلاشبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے بہت بڑا اعزاز اور شرف تھا لیکن یہ سلسلہ رسول اکرم رضی اللہ عنہ کی وفات کے ساتھ ہی ختم ہو گیا اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ ایسی منفرد فضیلت ہے جس میں امت کا کوئی بھی دوسرا فرد ان کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ اس اعتبار سے یقیناً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام مخلوق (باستثنا انبیاء کرام علیہم السلام) سے اعلیٰ اور افضل قرار پاتے ہیں۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ۔

تمغہ ہائے فضیلت:

اس بات پر اہل علم کا اِجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم درجہ صحابیت میں تو ایک جیسے ہیں لیکن خدمات کے اعتبار سے ان کے درجات اور مراتب میں فرق موجود ہے۔ درجات کی ایک تقسیم تو وہ ہے جو خود قرآن مجید نے کر دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ لَا یَسۡتَوِیۡ مِنۡکُمۡ مَّنۡ اَنۡفَقَ مِنۡ قَبۡلِ الۡفَتۡحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعۡظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیۡنَ اَنۡفَقُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ وَقٰتَلُوۡا وَّکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الۡحُسۡنٰی وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ۞﴾ ترجمہ: "تم میں سے جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا ان لوگوں کے

مساوی نہیں ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے درجہ کے اعتبار سے بہت عظیم ہیں البتہ بھلائی کا وعدہ تو اللہ نے سب کے ساتھ ہی کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ پوری طرح باخبر ہے جو تم عمل کرتے ہو۔'' (سورۃ الحدید: آیت 10)

یعنی بحیثیت مجموعی فتح مکہ سے قبل ایمان لانے والے بلاشبہ فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والوں سے افضل ہیں۔

دوسری تقسیم اہل علم نے قرآن وحدیث کی روشنی میں درج ذیل کی ہے.

① خلفاء اربعہ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بالترتیب تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔

② خلفاء اربعہ کے بعد سابقون الاولون اور دیگر مہاجرین کا درجہ ہے۔

③ سابقون الاولون کے بعد اہل عقبہ کا درجہ ہے جنہوں نے 11، 12، 13 نبوت میں مدینہ منورہ سے حاضر ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی۔

④ اہل عقبہ کے بعد اہل بدر کا درجہ ہے، جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے ان پر جنت واجب کر دی ہے۔

⑤ اہل بدر کے بعد جو صحابی جتنے زیادہ غزوات میں شریک ہوا وہ اس صحابی سے افضل ہے جو اس سے کم غزوات میں شریک ہوا۔ [1] واللہ اعلم بالصواب!

احادیث کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا درجہ فرشتوں سے بھی افضل ہے۔ مثلاً تمام مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرشتوں سے افضل ہیں۔ (حاکم) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے کو فرشتوں نے کندھا دیا۔ (ترمذی) حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو غزوہ اُحد میں شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا۔ (حاکم) حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی تلاوت سننے کے لئے فرشتے آسمان سے نازل ہوئے۔ (بخاری) حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے فرشتے حیا کرتے تھے۔ (مسلم) غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق، اور غزوہ بنو قریظہ میں فرشتوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معاون اور مددگار کے طور پر حصہ لیا۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی خصوصی خدمات کے اعتراف کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمغہ فضیلت بھی عطا فرمائے ہیں۔ مثلاً:

[1] حاشیہ: یاد رہے فضائل صحابہ مرتب کرتے ہوئے صحابہ کرام کے اسماء گرامی کا انتخاب ہم نے مذکورہ بالا تقسیم کو ہی مدنظر رکھتے ہوئے کیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو "عَتِیقٌ"، "صِدِّیقٌ"، "نِعْمَ الرَّجُلُ"، "صَاحِبُ الْغَارِ"، "صَاحِبُ الْحَوْضِ"----- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو "فَارُوقٌ"، اور "نِعْمَ الرَّجُلُ"---- حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو "اَمِینُ الْاُمَّۃِ" اور "نِعْمَ الرَّجُلُ"------ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو "رجلٌ صالح"----- حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو "سَیِّدُ الشُّھَدَاءِ"---- حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو "حَوَارِيٌّ" (مددگار)----حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو "اَلْفَارِسُ" (شہسوار)-----حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو "طَیِّبُ الْمُطَیَّب" (پاکباز اور مصفیٰ)----حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو "نِعْمَ الرَّجُلُ"------حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو "نِعْمَ الْعَبْدُ"--- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو "نِعْمَ الرَّجُلُ"------ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو "اَلْخَیْرُ" اور "اَلْجَوَّادُ" اور "اَلْفَیَّاضُ"-----حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو "سَیْفُ اللّٰہِ"--- --- حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو "نِعْمَ الرَّجُلُ"------حضرت معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کو "نِعْمَ الرَّجُلُ" ---- حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کو "جَاھِدٌ مُجَاھِدٌ"-----حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو "اَبُو الْمُنْذِر" اور حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کو "ذُوْالشَّھَادَتَیْنْ" کا تمغہ فضیلت عطا فرمایا۔[1]

اپنے ان الگ الگ فضائل اور اِعزازات کے باوجود اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایمان میں سچا---ھُمُ الصَّادِقُونَ (8:59) ہدایت یافتہ--- ھُمُ الرَّاشِدُونَ (7:49) کامیاب--- ھُمُ الْفَائِزُونَ (111:23) فلاح پانے والے--- ھُمُ الْمُفْلِحُونَ (74:8)-لَھُمْ مَغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ--- مغفرت اور اجرِ عظیم پانے والے (3:49) قرار دیا ہے اور "رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوا عَنْہُ" کی بشارت تو اللہ تعالیٰ نے تین چار مرتبہ دی ہے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور لسان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اِعزازات حاصل کرنے کی فضیلت بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہ منفرد اعزاز ہے جس میں کوئی غیر صحابی ان کا ہمسر نہیں ہوسکتا۔اس اعتبار سے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت باقی تمام مخلوق سے اعلیٰ اور افضل قرار پاتی ہے۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ.

[1] یاد رہے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مبارک یہ ہیں:((شَھَادَۃُ خُزَیْمَۃَ بِشَھَادَۃِ رَجُلَیْنِ)) یعنی "خزیمہ کی گواہی دو آدمیوں کی گواہی کے برابر ہے۔" (ابوداؤد) ان الفاظ کی وجہ سے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں "ذُوالشَّھَادَتَیْنِ" کے نام سے پکارے جاتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عاجزی اور انکسار:

دین اسلام کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمات محتاج بیان نہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مغفرت اور جنت کے وعدے بھی فرمائے ہیں۔ان ساری باتوں کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں اپنی ان خدمات یا اعزازات پر کبھی فخر یا غرور پیدا نہیں ہوا بلکہ اللہ کے حضور حاضری کے خوف سے ہمیشہ لرزاں و ترساں رہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت طیبہ کا یہ پہلو بھی دراصل ان کے تقوی اور عظمت کی دلیل ہے۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی۔''مجھے جتنا فائدہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال نے پہنچایا اتنا فائدہ اور کسی کے مال نے نہیں پہنچایا۔'' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ایک ایسی مسلمہ حقیقت تھی جسے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے تھے لیکن اس کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے اور عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اور میرے مال کی کیا حیثیت ہے یہ تو سب کچھ آپ ہی کا ہے۔''(ابن ماجہ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تمنا فرماتے ''کاش میں درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔''(صفۃ الصفوۃ) اور خواہش فرماتے ''کاش میں کسی بندہ مومن کے جسم کا بال ہوتا۔''(احمد)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زمین سے تنکا اُٹھاتے اور فرماتے ''کاش میں یہ تنکا ہوتا۔کاش میں پیدا نہ کیا گیا ہوتا۔کاش مجھے میری ماں نہ جنتی۔کاش میں کوئی چیز نہ ہوتا یا لوگ مجھے بھول بھلا دیتے۔''(صفۃ الصفوۃ)

زندگی کے آخری لمحات میں فرمایا ''اللہ کی قسم! میرے پاس زمین برابر سونا ہوتا تو اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے صدقہ کر دیتا۔''(بخاری)

وفات سے قبل تدفین کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جگہ حاصل کرنے کے لئے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بھیجا تو انہیں یہ پیغام دیا ''ام المومنین عائشہؓ کے پاس جاؤ ان سے عرض کرنا، عمر سلام پیش کرتا ہے اور ہاں دیکھو امیر المومنین کا لفظ استعمال نہ کرنا کیوں کہ اب میں امیر المومنین نہیں ہوں۔'' (بخاری)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی کے آخری الفاظ یہ تھے ''ہلاکت ہے میرے لئے اور میری ماں کے لئے اگر اللہ نے میرے گناہ معاف نہ فرمائے۔'' یہی الفاظ کہتے کہتے جان جان آفریں کے سپرد کردی۔(صفۃ الصفوۃ)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ : حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آخرت کے بارے میں ہمیشہ فکرمند رہتے۔قبر کا ذکر ہوتا تو اتنا روتے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی اور فرماتے ''قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے جس نے اس سے نجات پالی اس کی اگلی منزلیں بھی آسان ہو جائیں گی اور جسے اس منزل میں نجات نہ ملی اس کی اگلی منزلیں اس سے کہیں زیادہ سخت ہوں گی۔'' (ترمذی)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں سے سب سے افضل کون ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔'' پوچھنے والے نے دوبارہ سوال کیا ''حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد کون؟'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ '' سوال کرنے والے نے تیسری مرتبہ کہا ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ افضل ہیں؟'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام مسلمان ہوں۔'' (بخاری)

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرض الموت میں رونے لگے تو لوگوں نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں فرمانے لگے ''سفر بہت لمبا ہے اور زادِ راہ بہت تھوڑا ہے آگے دو ہی منزلیں ہیں جنت یا جہنم اور میں نہیں جانتا میری منزل کونسی ہے؟'' (صفۃ الصفوۃ)

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ : آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح بہت خوشحال تھے۔افطاری کے لئے انواع واقسام کا کھانا سامنے آیا تو فکرمند ہو گئے فرمانے لگے ''مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر تھے غزوہ احد میں جب شہید ہوئے، تو انہیں کفن بھی میسر نہ آیا۔اسی طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی مجھ سے بہتر تھے اور وہ جب شہید ہوئے تو انہیں بھی کفن میسر نہ آیا۔اب ہم پر دنیا فراخ کردی گئی ہے کہیں ہمیں ہماری نیکیوں کا بدلہ دنیا میں ہی نہ دے دیا گیا ہو۔'' پھر رونے لگے اور کھانا کھائے بغیر اٹھ کھڑے ہوئے۔(بخاری)

حضرت عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللہ عنہ : قرآن مجید کے جید عالم اور جنت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی بشارت پانے والے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی آدمی نے کہا ''قیامت

کے روز مجھے اصحاب الیمین کے بجائے مقربین میں شامل ہونا زیادہ پسند ہے۔'' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ''لیکن یہاں تو ایک ایسا آدمی بھی ہے جس کی خواہش یہ ہے کہ مرنے کے بعد کاش اسے زندہ ہی نہ کیا جائے۔'' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اشارہ اپنی ذات کی طرف تھا۔(صفة الصفوة)

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ : آپ نے اسلام کی خاطر جو مظالم اور مصائب برداشت کئے ان سے کون واقف نہیں اس کے باوجود مرض الموت میں رونے لگے، لوگوں نے پوچھا تو فرمانے لگے ''ہم سے پہلے جو بھائی رخصت ہو گئے انہوں نے یقیناً اپنا اجر پالیا ہوگا لیکن میں ڈرتا ہوں کہ ان کے بعد ہمیں دنیا کی جو نعمتیں دی گئیں کہیں وہ ہمارے اعمال کے اجر وثواب میں شامل نہ کر لی جائیں۔'' حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ اپنی آخری زندگی میں بہت خوشحال ہو گئے تھے۔(صفة الصفوة)

حضرت زید بن سعید رضی اللہ عنہ : حضرت زید بن سعید عشرۃ مبشرۃ میں سے ہیں ایک بار انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیوں کو جنت کی بشارت دی ہے۔لوگوں نے پوچھا ''بتایئے وہ کون سے خوش نصیب آدمی ہیں؟'' حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنے علاوہ باقی نو افراد کے نام گنوا دئے اور پھر خاموش ہو گئے، تو لوگوں نے اللہ کی قسم دے کر اصرار کیا کہ دسویں آدمی کا نام بھی بتائیں۔حضرت زید رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ''تم نے مجھے اللہ کی قسم دی ہے اس لئے بتا دیتا ہوں کہ دسواں آدمی میں ہوں۔'' (ترمذی)

حضرت عبد اللّٰہ بن رواحة رضی اللہ عنہ : حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ غزوہ موتہ میں خلعتِ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ایک مرتبہ گھر میں بیٹھے بیٹھے رونے لگے اہلیہ نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا ''مجھے اللہ تعالیٰ کا فرمان یاد آ رہا ہے (ترجمہ) ''تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا جہنم سے گزر نہ ہو۔'' (سورہ مریم آیت 71) اور مجھے معلوم نہیں کہ پل صراط سے گزرتے ہوئے میں بچوں گا یا نہیں؟'' (حاکم)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ : علماء وفضلاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا مقام بہت بلند ہے۔ وفات سے قبل رونے لگے لوگوں نے پوچھا تو فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے دو مٹھیاں بھریں ایک میں اہل جنت اور دوسری میں اہل دوزخ ہیں اور میں نہیں جانتا کہ میرا تعلق دونوں میں سے کونسے گروہ سے ہے۔'' (جہنم کا بیان)

حضرت عبداللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ : آپ پندرہ سال کی عمر میں غزوہ خندق میں شریک ہوئے اور اس کے بعد دیگر غزوات میں بھی شریک رہے۔نفل عبادت (نماز، روزہ اور تلاوت قرآن) کے بہت

شوقین تھے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ٹھنڈا پانی پیا تو بہت روئے۔لوگوں نے پوچھا تو فرمایا ''قیامت کے روز جہنمی اسی پانی سے محروم کردیئے جائیں گے اور وہ اہل جنت سے درخواست کریں گے ''تھوڑا سا پانی ہمیں بھی دو۔'' (سورہ اعراف آیت 50) (صفۃ الصفوۃ)

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ دونوں آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ چلے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے لوگوں نے پوچھا تو فرمایا ''ابھی ابھی مجھے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بتا کر گیا ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس آدمی کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔'' (احمد)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ : آپ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت سلمان فارسی کے دیدار کی منتظر ہے۔'' (حاکم) لیکن ان کا حال یہ تھا کہ مرض الموت میں رونے لگے۔لوگوں نے پوچھا ''آپ کیوں روتے ہیں؟'' فرمایا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ دنیا سے اتنا ہی مال لینا جتنا ایک مسافر زادِراہ لیتا ہے۔'' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عہد کی پاسداری نہیں کرسکا۔میں نے دنیا کا مال جمع کرلیا ہے۔'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ان کے پاس 20 درہم سے کچھ زیادہ موجود تھے جو انہوں نے اپنی ضرورت کے لئے رکھے ہوئے تھے۔'' (ابن ماجہ)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں کم عمری کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے البتہ غزوہ احد میں پندرہ سال کی عمر پوری ہوگئی تو اس میں شریک ہوئے اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے۔ایک آدمی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دی کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور اصحاب شجر میں شامل ہونے کا شرف پایا۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ''میرے بھتیجے یہ باتیں تو ٹھیک ہیں لیکن تمہیں کیا معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم نے کیا کیا نئے کرتوت کئے۔'' (بخاری)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت میں سے ہم نے چند مثالیں یہاں پیش کی ہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت طیبہ کے اس پہلو میں ہمارے لئے بڑے اہم دروس ہیں۔

اولاً : اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دی گئی بار بار بشارتوں کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں اپنے نیک اعمال پر کبھی فخر اور بڑائی پیدا نہیں ہوئی۔

ثانیاً : اللہ کا ڈر اور خوف ہمیشہ ان کی زندگیوں میں غالب رہا وہ کسی بھی لمحے اللہ کی پکڑ سے بے خوف نہیں ہوئے۔

ثالثاً : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دوسروں کی عیب چینی اور تنقیص کے بجائے ہمیشہ اپنے گناہوں کی فکر میں غلطاں رہتے تھے۔

رابعاً : ساری امت میں سے رسول اکرم ﷺ کی شفاعت کے سب سے زیادہ حقدار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محض رسول اللہ ﷺ کی شفاعت پر توکل نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اعمال صالحہ کی فکر میں لگے رہے۔

جن لوگوں کا دین سے سرسری سا تعلق ہے ان کی بات تو چھوڑ یئے، دین کی دعوت اور درس و تدریس کا مقدس فریضہ ادا کرنے والے افراد یا جماعتوں کو تو بہر حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت طیبہ کے اس آئینے میں اپنا آپ ضرور دیکھنا چاہیے اور تجزیہ کرنا چاہیے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟

دین کی دعوت اور تعلیم و تدریس بلاشبہ بڑے اجر و ثواب کی بات ہے لیکن اس پر عاجزی اور انکساری کے بجائے فخر و مباہات سراسر ہلاکت اور بربادی ہے۔

ہمارے ہاں شخصیات کے حلقے ہوں یا جماعتوں کے، ان میں عموماً یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ جیسا کچھ دین ہم نے سمجھا ہے ویسا کسی اور نے نہیں سمجھا اور جو دین کی خدمت ہم کر رہے ہیں وہ کوئی دوسرا نہیں کر رہا اور بعض خادمان دین اپنی اس بڑائی اور فضیلت کو ثابت کرنے کے لیے دوسروں کے کام میں عیب چینی اور نقائص بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ!

دینی خدمات پر فخر و مباہات کا یہ اندازِ فکر دراصل نتیجہ ہے اللہ کے حضور جواب دہی سے بے خوفی کا۔۔۔جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین کی ایسی عظیم اور بے لوث خدمت کے باوجود، جو کسی دوسرے کے بس میں نہیں، ہر وقت اللہ کے حضور جواب دہی کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتے تھے۔۔۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اور عقیدت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے اندر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والے اوصاف پیدا کریں اور اگر یہ نہیں تو پھر بقول اکبر الہ آبادیؒ:

؎ گر یہ نہیں ہے بابا، پھر سب کہانیاں ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اور عقیدت کے دعوے کے ساتھ ساتھ ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بھی عطا فرمائیں۔آمین!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم......اللہ تعالیٰ کے چنیدہ بندے:

جس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں مبعوث فرمایا اس زمانے میں روم اور ایران کو پوری دنیا پر غلبہ حاصل تھا۔فلسطین کی سرسبز وشاداب سرزمین صدیوں سے بعثت انبیاء کا مرکز چلی آرہی تھی جبکہ حجاز میں کوئی باضابطہ حکومت نہ تھی ،قبائلی نظام تھا،جس میں ہر قبیلہ آزاد اور خود مختار تھا۔خوں ریزی اور غارت گری عام تھی۔لکھائی پڑھائی سے عوام ناآشنا تھے،معاشی طور پر علاقہ بے آب وگیاہ تھا۔شرک اور توہم پرستی عام تھی ان تمام عیوب کے باوجود روم،ایران یا فلسطین کو چھوڑ کر آخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں ہی کیوں مبعوث فرمایا گیا؟

سیرت نگاروں نے اپنی اپنی سوچ کے مطابق اس پر بحث فرمائی ہے۔بعض کے نزدیک عرب کا جغرافیائی محل ووقوع اس کا سبب ہے جو کرہ ارض کے عین وسط میں واقع ہے۔ایشیاء یورپ اور افریقہ تینوں براعظموں سے بری اور بحری راستوں سے عربوں کے تجارتی روابط موجود تھے،لہٰذا یہاں سے پوری دنیا میں دعوت پہنچانا آسان تھا۔

بعض سیرت نگاروں کے نزدیک قبائلی نظام اس کا سبب تھا۔اگر کوئی باقاعدہ منظّم حکومت ہوتی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو اسی طرح ختم کر ڈالتی جس طرح پہلے کئی انبیاء کی دعوت کو منظّم حکومتوں نے ختم کیا۔

بعض سیرت نگاروں کے نزدیک عربی زبان اس انتخاب کا باعث تھی جو اپنی فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے دیگر تمام زبانوں کے مقابلہ میں فوقیت رکھتی ہے۔

بعض سیرت نگاروں نے ایسے ہی کچھ دوسرے اسباب بھی بیان فرمائے ہیں،لیکن ہماری ناقص رائے میں یہ اسباب کسی جدوجہد کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں معاون تو ہو سکتے ہیں،لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی غلبہ اسلام کے لئے کی گئی کامیاب جدوجہد کا بنیادی سبب قرار نہیں دیا جا سکتا۔

اگر کرہ ارض کے وسط میں واقع ہونا ہی دنیا پر غلبہ کی ضمانت ہوتی تو آج دنیا کے انتہائی کونے میں واقع امریکہ کا دنیا پر کبھی غلبہ نہ ہوتا،اگر کسی زبان کی فصاحت و بلاغت دنیا پر غلبہ کی ضمانت ہو سکتی تو انتہائی

غیر فصیح ، اور غیر معقول [1] زبان رکھنے والا برطانیہ کبھی دنیا پر حکومت نہ کر پاتا۔ اگر منظم حکومتیں کسی با مقصد تحریک کو حصول مقصد سے روکنے پر قادر ہوتیں تو ہندوستان کبھی انگریزوں سے آزادی حاصل نہ کر پاتا۔ دراصل کامیابی یا ناکامی کا انحصار کسی قوم کے افراد کے اوصاف پر ہوتا ہے۔ افراد کے اچھے اوصاف کامیابی کا ضامن بنتے ہیں اور برے اوصاف ناکامی کا سبب بنتے ہیں۔

عربوں میں بعض خرابیوں اور برائیوں کے باوجود بعض ایسی خوبیاں اور اوصاف بھی پائے جاتے تھے جو اس وقت پوری دنیا میں کسی دوسری قوم میں نہیں تھے۔ عربوں کی یہی خوبیاں اور اوصاف دراصل بعثت مبارک کے لئے عربوں کے انتخاب کا باعث تھے۔ ان خوبیوں اور اوصاف میں اسلامی تعلیمات نے مزید نکھار پیدا کیا اور عرب قوم ایک عظیم الشان قوت بن کر ساری دنیا پر چھا گئی۔ عربوں کی وہ قابل قدر خوبیاں اور اوصاف حمیدہ درج ذیل تھے۔

① **ذھانت اور حافظه:** عرب قوم ذہانت اور حافظہ میں دیگر تمام اقوام کے مقابلہ میں بہت ہی ممتاز مقام رکھتے تھے۔ ایام جاہلیت میں ایک عرب شاعر دوران سفر اپنے دشمن کے ہاتھ آ گیا جو اسے قتل کرنا چاہتا تھا۔ شاعر نے کہا ''مجھے بے شک قتل کر دو، لیکن قتل کے بعد میرا ایک پیغام میری دو بیٹیوں کو پہنچا دینا۔ پیغام یہ ہے ''أَلَا اَيَّتُهَا الْبِنْتَانِ اِنَّ اَبَاكُمَا'' ترجمہ: ''اے میری بیٹیو! آگاہ رہو کہ تمہارا باپ......'' قاتل یہ پیغام لے کر مقتول کی بیٹیوں کے پاس گیا اور انہیں باپ کا پیغام پہنچایا۔ مقتول کی بیٹیوں نے قاتل کو رکنے کے لئے کہا اور خود اپنے قبیلے کے مردوں کو بلا لائیں اور کہنے لگیں ''یہ آدمی ہمارے باپ کا قاتل ہے، اسے قتل کر دو۔'' قاتل نے ثبوت مانگا تو مقتول کی بیٹیوں نے کہا کہ اس مصرع کا اگلا مصرع یہ ہونا چاہیے ۔

''قَتِيلٌ خُذَ الثَّارَ مِمَّنْ اَتَاكُمَا'' ترجمہ: ''تمہارا باپ قتل کیا گیا ہے اس شخص کے ہاتھوں جو تمہارے پاس آیا ہے، لہٰذا اس سے بدلہ لے لو۔'' چنانچہ قاتل کو قتل کر دیا گیا۔ [2] اس واقعہ سے اندازہ لگائیے کہ عرب لوگ کس قدر ذہین و فطین تھے؟

حافظہ کے معاملے میں بھی عرب قوم کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ اپنے انساب کو یاد رکھنا تو کوئی تعجب کی بات

---

[1] غیر معقول اس اعتبار سے کہ ''But'' تو زبر کے ساتھ ''بَٹ'' کہلاتا ہے جبکہ اسی طرح کا دوسرا لفظ ''Put'' پیش کے ساتھ ''پُٹ'' کہلاتا ہے۔ ''Talk'' ''ل'' کے بغیر ''ٹاک'' پڑھا جاتا ہے جبکہ ''Colonel'' کو ''ر'' کے اضافہ کے ساتھ کرنل پڑھا جاتا ہے۔

[2] سنہرے اوراق، از عبدالمالک مجاہد، ص 313

نہیں، البتہ اپنے گھوڑوں کے سلسلہ ہائے نسب کو یاد رکھنا واقعی تعجب کی بات ہے۔جس قوم سے اللہ سبحانہ' و تعالیٰ نے قرآن اور حدیث کی حفاظت کا کام لینا تھا اس کا حافظہ تو ایسا ہی بلا کا ہونا چاہئے تھا۔

دمشق کے حاکم مروان بن حکم کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے زیادہ احادیث بیان کرنے پر اعتراض تھا۔ امتحان لینے کے لئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اپنے سیکرٹری سے کہا قلم دوات لے کر پردے کے پیچھے بیٹھ جاؤ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو احادیث بیان کریں انہیں لکھتے جانا۔مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بہت سی احادیث سنیں۔مجلس برخاست ہونے کے بعد مروان نے سیکرٹری سے کہا ''یہ مجموعہ احادیث اپنے پاس محفوظ کر لو۔'' ایک سال کی مدت گزرنے کے بعد مروان نے دوبارہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور سیکرٹری کو پس پردہ بٹھا دیا اور کہا ''میں ابو ہریرہ سے اب بھی وہی احادیث پوچھوں گا تم دیکھتے رہنا کہ اب ابو ہریرہ کن الفاظ میں احادیث بیان کرتے ہیں؟'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ تمام احادیث دوبارہ اس طرح سنائیں کہ ان میں کسی لفظ کا اضافہ کیا نہ کمی کی۔اس کے بعد مروان کو اطمینان ہو گیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر حدیث بیان کرنے کے بارے میں کبھی اعتراض نہ کیا۔

② **سخت جانی اور قوتِ برداشت:** عربوں میں حیرت انگیز حد تک مصائب و مشکلات اور تکلیفیں برداشت کرنے کا بے پناہ حوصلہ پایا جاتا تھا۔شاید یہ اثر تھا بے آب و گیاہ سنگلاخ علاقے میں رہنے کا نیز سردی گرمی میں اپنی معیشت کے لئے دن رات طول طویل سفر کرنے کا۔سابقون الاولون نے قریش مکہ کے جو غیر انسانی مظالم برداشت کئے وہ آج بھی پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کیا وہ لوگ واقعی اسی گوشت پوست کے انسان تھے جس گوشت پوست کے انسان ہم ہیں؟ سخت جانی اور قوت برداشت میں خواتین کا کردار بھی ویسا ہی حیرت انگیز تھا جیسا مردوں کا۔

مسیلمہ کذاب کا فتنہ بڑھنے لگا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کے نام خط دے کر روانہ فرمایا جس میں اسے ایمان لانے کی دعوت دی۔خط پڑھ کر مسیلمہ کذاب دیوانہ ہو گیا۔حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے پوچھنے لگا ''کیا تم گواہی دیتے ہو محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟'' حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔'' پھر مسیلمہ نے پوچھا ''کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟'' حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''میں تمہاری بات نہیں سن رہا۔'' مسیلمہ نے جلاد کو حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور جلاد نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کاٹ دیا۔مسیلمہ نے حضرت

حبیب رضی اللہ عنہ سے پھر وہی سوال کیا۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے پھر وہی جواب دیا، تو مسیلمہ نے جلاد کو حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کا پورا بازو کاٹنے کا حکم دیا۔ جلاد نے بازو کاٹ دیا۔ ہر سوال کے جواب پر حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے جسم کا کوئی نہ کوئی حصہ کاٹ دیا جاتا حتی کہ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے رسالتِ محمدی کی شہادت دیتے دیتے اپنی جان، جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ ذرا اندازہ لگایئے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کی قوتِ برداشت اور حوصلے کا، ایسی استقامت اور عزیمت کے لئے تو شیر یا چیتے سے بھی بڑا دل گردہ ہونا چاہئے انسان کا۔ جب حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کی والدہ (ام عمارہ) کو بیٹے کی اس طرح سے شہادت کی خبر ملی تو فرمانے لگیں ''میں نے اپنے بیٹے کو اسی دن کے لئے پالا تھا، اب میں اللہ سے ثواب کی امید رکھتی ہوں۔'' ہے کوئی مرد جو اس خاتون کے حوصلے اور قوت برداشت کا مقابلہ کر سکے؟

③ **فیاضی اور سخاوت** : عربوں میں فیاضی اور سخاوت کا وصف بہت نمایاں تھا۔ مہمان کے آنے پر اپنی ضرورت کی ایک ہی بکری یا ایک ہی اونٹنی ذبح کر دینا عام سی بات تھی۔ عرب لوگ حاتم طائی کو اس کی سخاوت کی وجہ سے بہت پسند کرتے تھے، لیکن حاتم طائی خود اپنا واقعہ بیان کرتا ہے کہ وہ ایک دفعہ ایک یتیم لڑکے کے ہاں مہمان ٹھہرا۔ اس یتیم لڑکے کے پاس دس بکریاں تھیں، پہلے روز اس نے میری مہمانی کے لئے ایک بکری ذبح کی اور اس کا مغز پیش کیا جو مجھے بہت لذیذ لگا۔ میں نے اس کی بڑی تحسین کی۔ یتیم لڑکا روزانہ ایک ایک بکری میرے لئے ذبح کرتا رہا۔ واپس جاتے ہوئے میں نے یتیم لڑکے سے پوچھا ''تم نے ساری بکریاں میری خاطر کیوں ذبح کر دیں؟'' اس نے جواب دیا ''سبحان اللہ! آپ جیسے محترم مہمان کو کوئی ایسی چیز اچھی لگے جو میرے پاس ہو اور میں اسے روک لوں، تو یہ عربوں کی شان کے خلاف ہے۔'' حاتم طائی اس لڑکے کا یہ جواب سن کر خوش ہوا اور اسے تین سو سرخ اونٹنیاں اور پانچ سو بکریاں دیں اور ساتھ یہ کہا ''یتیم لڑکا مجھ سے زیادہ سخی ہے جس نے میرے لئے اپنا سارا مال قربان کر دیا جبکہ میں نے تو اپنے مال میں سے ایک چھوٹا سا حصہ اسے دیا ہے۔''[1]

اسلام قبول کرنے کے بعد انصار مدینہ نے جس طرح مہاجرین کے ساتھ فیاضی اور دریا دلی کا معاملہ کیا، تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ مکہ سے آنے والے مہاجر کو اپنے ہاں مہمان بنانے کے لئے انصار مدینہ آپس میں قرعہ ڈالتے اور جھگڑا کرتے کہ آنے والا مہاجر بھائی میرا مہمان بنے گا!

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس چار لاکھ درہم کہیں سے آئے تو اسی روز سارے درہم مساکین

---

[1] سنہرے حروف، از عبدالمالک مجاہد، ص 53

میں تقسیم کر دیئے۔

گورنر حمص حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ اپنی ساری تنخواہ مسکینوں میں تقسیم کر دیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو ذاتی ضروریات پوری کرنے کے لئے الگ درہموں کی ایک تھیلی ارسال کی۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے وہ درہم بھی اگلے روز مجاہدین میں تقسیم کر دیئے۔

بحیثیت عرب قوم سخاوت اور فیاضی ان کا ایک بہت بڑا وصف تھا۔ اسلامی تعلیمات نے مہمیز کا کام کیا اور وہ پہلے کی نسبت کہیں زیادہ فیاض اور سخی بن گئے۔

③ **بے خوفی و جنگجوئی**: عرب لوگ فطری طور پر بہت بہادر، نڈر اور جنگجو تھے۔ محض ایک اونٹنی کے قتل پر دو قبیلوں بنو بکر اور بنو ثعلب میں چالیس سال تک جنگ ہوتی رہی۔ گھوڑ دوڑ میں دھوکے سے گھوڑا آگے بڑھانے پر دو قبیلوں میں جنگ شروع ہوگئی۔ اوس اور خزرج کی جنگ بعاث بھی جاہلیت کی مشہور جنگوں میں سے ایک ہے۔

عرب لوگ جنگ میں موت کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے۔ ایک شخص کو جب اس کے بھائی کے قتل کی خبر دی گئی تو اس نے کہا کہ اگر وہ قتل ہوا ہے تو کیا ہوا اس کا باپ، بھائی اور چچا بھی قتل ہوئے تھے۔ اللہ کی قسم! ہم میں سے کوئی بھی طبعی موت نہیں مرا ہم تو نیزوں اور تلواروں کے سائے میں مرتے ہیں۔

گیارہ سال کی عمر شعوری اعتبار سے عمر ہی کیا ہے۔ لڑکپن میں شمار ہوتی ہے۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی عمر صرف گیارہ سال تھی جب مکہ میں انہوں نے یہ افواہ سنی کہ قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو گرفتار کر لیا ہے اسی وقت اپنی تلوار میان سے نکالی، ننگی تلوار لے کر اس عزم سے نکلے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو گرفتار کیا ہے اسے قتل کر دوں گا یا خود اس کے ہاتھوں قتل ہو جاؤں گا۔ تلاش کرتے کرتے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جا پہنچے۔ نبی اکرم ﷺ نے سبب دریافت فرمایا، جواب سن کر رسول اللہ ﷺ مسرور ہوئے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

بیعت عقبہ ثانی کے موقع پر حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ قابل غور ہیں ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم سے بیعت لیجئے۔ اللہ کی قسم! ہم جنگ کے بیٹے ہیں، ہتھیار ہمارا کھلونا ہے اور باپ دادا سے ہماری یہی روایت چلی آ رہی ہے۔''

بلاشبہ اسلام سے قبل عربوں کی یہ بہادری اور جنگجوئی زیادہ تر بگاڑ اور فساد کا باعث تھی، لیکن وہی لوگ

جب دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے اور انہیں جنگ کے آداب اور قواعد وضوابط بتا دیئے گئے تو ان کے یہی اوصاف دنیا میں عدل وانصاف اور امن وامان قائم کرنے کا باعث بنے۔

⑤ **بعض دیگر اوصافِ حمیدہ**: عرب لوگ قول وقرار کے بہت پکے تھے، تلوار کی دھار پر بھی سچی اور کھری بات کہتے، کسی سے عہد کرتے تو اسے ہر قیمت پر پورا کرتے۔ کسی کو امان دیتے، تو اپنی جان پر کھیل کر اس کی حفاظت کرتے، مظلوم کی حمایت کرتے، حرام مہینوں کا احترام کرتے، ان ایام میں لڑائیاں ملتوی کر دیتے، حرم شریف کا احترام بھی کرتے۔ حرم شریف میں اپنے باپ کا قاتل دیکھ لیتے تو اس سے بھی صرف نظر کرتے۔ حجاج کو کھلانا، پلانا باعث ثواب سمجھتے۔ بیت اللہ شریف کی خدمت باعث فخر اور باعث سعادت سمجھتے۔ بیت اللہ شریف کی عظمت اور احترام ان کے دلوں میں اس قدر تھا کہ بعثت مبارک سے پہلے بیت اللہ شریف کی تعمیر کے وقت قریش مکہ نے یہ عہد کیا کہ اس کی تعمیر پر صرف حلال کمائی استعمال کریں گے، چنانچہ حلال کمائی ختم ہونے کے بعد تعمیر روک دی گئی۔ حطیم کی نامکمل دیوار کا سبب ان کا یہی عہد ہے۔

عرب قوم کے یہ وہ اوصاف حمیدہ اور اخلاق فاضلہ تھے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کی اقوام میں سے عرب قوم کو چنا اور عرب قوم میں سے رسول اکرم ﷺ کی معاونت اور نصرت کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چنا اور یوں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی نصرت کرنے کا جو عہد لیا تھا، ﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا تھا کہ میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر رہا ہوں تمہارے بعد اگر کوئی دوسرا رسول (مراد ہیں محمد ﷺ) اسی تعلیم کی تصدیق کرتا ہو تو تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا ہم "اقرار کرتے ہیں" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "اچھا گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔" (سورۃ آل عمران، آیت 81) ---عملاً وہ سعادت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت کے حصہ میں آئی۔ ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾ "یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت فضل فرمانے والا ہے۔" (سورۃ الجمعہ، آیت 4)

☪☪☪

محترم قارئین کرام! سلسلہ تفہیم السنۃ کی 29 ویں کتاب ''فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم''، جس میں عشرہ مبشرہ کے علاوہ 10 سابقون الاولون صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل شامل ہیں، آپ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بے حد وحساب انعام اور احسان ہے کہ اس نے مجھ جیسے بے علم، بے عمل اور خطا کار انسان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل لکھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ لکھنے کے لیے زندگی کی مہلت بھی اسی کی دی ہوئی ہے صحت اور عافیت بھی اسی نے عطا فرمائی ہے، لکھنے والے ہاتھ اور سوچنے سمجھنے والے دل اور دماغ بھی اسی کے عطا کردہ ہیں، دیکھنے والی آنکھیں، سننے والے کان اور بولنے والی زبان بھی اسی نے عطا فرمائی ہے، وسائل اور اسباب بھی اسی نے مہیا فرمائے ہیں انسان کا اپنا تو کچھ بھی نہیں، زندگی کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک سانس اسی ذات پاک کا عطا کردہ ہے انسان ہر پل اس کی رحمت کا محتاج ہے اپنی مرضی سے ایک لفظ بھی لکھنا چاہے تو نہیں لکھ سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بے حد وحساب نعمتوں کا کوئی شمار نہیں۔ ''وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا'' (14:34) اور ان نعمتوں کا حق شکر ادا کرنا کس کے بس کی بات ہے؟ اگر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمارے جسم کے ایک ایک بال اور ایک ایک رویں کو زبان عطا فرما دیں اور سب مل کر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے رہیں تب بھی اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا حق شکر ادا نہیں ہوسکتا۔ سچ فرمایا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ''وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفاً'' ترجمہ: اور انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ (سورۃ النساء؛ آیت 28)

ابتداءً خیال تھا کہ مشہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ایک حصہ میں اور دوسرے حصہ میں صحابیات کے فضائل مرتب کروں گا، لیکن جب فضائل لکھنے شروع کئے تو محسوس ہوا کہ صرف مشہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ہی دو یا تین حصوں میں مکمل ہوں گے، لہٰذا ارادہ بدلنا پڑا اب اس کتاب کا دوسرا حصہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل پر ہی مشتمل ہوگا اور اس کے بعد تیسرے یا چوتھے حصہ میں صحابیات کے فضائل ہوں گے۔ ان شاء اللہ!

کتاب کی تیاری میں حصہ لینے والے علمائے کرام اور دیگر معاونین کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ خاص طور پر محترمہ ام عبد منیب صاحبہ (حفظہا اللہ) کا جنہوں نے میری عدم موجودگی میں طباعت سے قبل کتاب کی نظر ثانی فرمائی اور کتاب کو طباعت کے قابل بنانے میں خصوصی تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تمام معاونین کو دنیا اور آخرت میں جزائے خیر عطا فرمائیں۔

احادیث کی صحت کے بارے میں حسبِ سابق شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیق پر اعتماد کیا گیا ہے بعض اہم واقعات سیرت ابن ہشام اور البدایہ والنہایہ سے بھی لئے گئے ہیں۔

کتاب میں خیر اور بھلائی کے تمام پہلو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اور خامیاں شیطان اور میرے نفس کے شر کی وجہ سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمیں شیطان کی اکساہٹوں اور نفس کے شر سے اپنی پناہ میں رکھیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا.

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ صمدی میں دست بستہ دعا ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے میری اس حقیر کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور عامۃ الناس کے لئے نفع بخش بنائے۔ اسے میرے لئے میرے والدین، اہل و عیال، اعزہ واقارب، اساتذہ کرام نیز کتاب کے مترجمین ناشرین اور قارئین کے لئے بھی صدقہ جاریہ بنائے دنیا اور آخرت میں باعث رحمت وباعث مغفرت بنائے۔ آمین!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیعُ العَلِیْمُ وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَوَّابُ الرَّحِیْمُ ○
وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

محمد اقبال کیلانی عفی اللہ عنہ

الرياض ، المملكة العربية السعودية

4 رجب 1434ھ مطابق 4 مئی 2013

فَضُلُ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم فِیُ ضَوُءِ الُقُرُآنِ

فضائلِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کی روشنی میں

مَسئلہ 1 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا ایمان لانے والے لوگ ہی ہدایت یافتہ ہیں۔

﴿ فَاِنُ اٰمَنُوُا بِمِثُلِ مَآ اٰمَنُتُمُ بِهٖ فَقَدِ اهُتَدَوُا ج وَاِنُ تَوَلَّوُا فَاِنَّمَا هُمُ فِيُ شِقَاقٍ ج فَسَيَكُفِيُكَهُمُ اللّٰهُ ج وَهُوَ السَّمِيُعُ الُعَلِيُمُ ○﴾(137:2)

''اگر اہلِ کتاب ویسا ایمان لے آئیں جیسا تم (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) لاتے ہو تو ہدایت پا گئے اور اگر منہ پھیر لیں تو گویا ضد میں پڑ گئے (اس صورت میں) اُن کے مقابلے میں اللہ تمہارے لئے کافی ہے اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 137)

مَسئلہ 2 اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيُنَ يَغُضُّوُنَ اَصُوَاتَهُمُ عِنُدَ رَسُوُلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيُنَ امُتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوُبَهُمُ لِلتَّقُوٰى ط لَهُمُ مَّغُفِرَةٌ وَّ اَجُرٌ عَظِيُمٌ ○﴾(3:49)

''بے شک وہ لوگ جو اپنی آواز رسول اللہ کی آواز سے نیچی رکھتے ہیں ان کے دلوں کے تقویٰ کا اللہ نے امتحان لیا اور وہ مغفرت اور اجر عظیم کے مستحق قرار پائے۔'' (سورہ الحجرات، آیت 3)

مَسئلہ 3 اللہ تعالیٰ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے راضی ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔

﴿ وَالسّٰبِقُوُنَ الُاَوَّلُوُنَ مِنَ الُمُهٰجِرِيُنَ وَالُاَنُصَارِ وَالَّذِيُنَ اتَّبَعُوُهُمُ بِاِحُسَانٍ لا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنُهُمُ وَرَضُوُا عَنُهُ وَ اَعَدَّ لَهُمُ جَنّٰتٍ تَجُرِيُ تَحُتَهَا الُاَنُهٰرُ خٰلِدِيُنَ فِيُهَا اَبَدًا ط ذٰلِكَ الُفَوُزُ الُعَظِيُمُ ○﴾(100:9)

''وہ مہاجر اور انصار جنہوں نے سب سے پہلے ایمان لانے میں پیش قدمی کی نیز وہ لوگ جنہوں نے نیکی میں اُن کی پیروی کی ، اللہ اُن سب سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے ۔ اللہ نے اُن کے لئے جنت تیار کی ہے جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ، یہی فوزِ عظیم ہے ۔'' (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 100)

مَسئلہ 4 **اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔**

﴿ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ط وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○﴾ (8:63)

''منافق کہتے ہیں ہم مدینہ واپس جا کر عزت والے ذلیل لوگوں کو نکال باہر کریں گے حالانکہ عزت تو اللہ کے لیے اس کے رسول کے لیے اور مومنوں کے لیے ہے لیکن منافق نہیں جانتے ۔'' (سورۃ المنافقون: آیت 8)

مَسئلہ 5 **صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بکثرت عبادت میں مشغول رہتے تھے۔**

مَسئلہ 6 **صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کا فضل اور خوشنودی چاہنے والے تھے۔**

مَسئلہ 7 **صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفار کے مقابلہ میں بڑے سخت جان تھے۔**

مَسئلہ 8 **صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں محبت اور وفا کرنے والے تھے۔**

مَسئلہ 9 **اللہ تعالیٰ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گناہ معاف فرما چکے ہیں۔**

مَسئلہ 10 **اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجر عظیم کے مستحق ہیں۔**

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰاةِ ج وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ج كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ○﴾ (29:48)

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے لیے سخت اور آپس میں رحمدل ہیں تو انہیں رکوع و سجود کرتے دیکھے گا۔ اپنے رب کا فضل اور رضامندی چاہنے والے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر نشان ہیں۔ ان کی یہی شان تورات میں بیان کی گئی ہے اور انجیل میں ان کی مثال ایسے بیان کی گئی ہے جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی کونپل نکالی پھر اسے مضبوط کیا اور موٹی ہو گئی اور اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ کسان اسے دیکھ کر خوش ہوتا ہے تا کہ کافر اس کی وجہ سے جلیں۔ ان ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں سے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرما رکھا ہے۔'' (سورۃ الفتح: آیت 29)

مسئلہ 11 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کی رضا کے طلب گار اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے تھے۔

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (28:18)

''(اے محمد ﷺ!) اپنے دل کو ان لوگوں کی معیت پر مطمئن رکھ جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار ہیں اور صبح و شام اپنے رب کو پکارنے والے ہیں۔ ان لوگوں سے اپنی آنکھیں مت پھیر۔ کیا تم حیاتِ دنیا کی زینت چاہتے ہو؟'' (سورۃ الکہف: آیت 28)

مسئلہ 12 تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فوز و فلاح پانے والے اور جنتی ہیں۔

﴿ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ز وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○﴾ (9:88-89)

''لیکن رسول ﷺ اور جو لوگ اس پر ایمان لائے، اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا انہی کے لئے بھلائی ہے اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔'' (سورۃ التوبہ: آیت 88-89)

مسئلہ 13 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت ہی نیکی اور ہدایت کی راہ پر ہے۔

﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ط لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ O﴾ (7:49)

''اور جان لو، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے درمیان موجود ہیں اگر وہ بہت سے کاموں میں تمہاری بات مان لیں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ۔لیکن اللہ نے تمہارے لیے ایمان کو محبوب بنا دیا ہے اور تمہارے دلوں کو اس سے زینت بخشی ہے اور تمہارے لیے کفر، گناہ اور نافرمانی کو قابل نفرت بنا دیا ہے یہی لوگ نیکی کی راہ پر ہیں۔'' (سورۃ الحجرات: آیت 7)

مسئلہ 14 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کا لشکر ہے۔

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْا آبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ط اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ط اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O﴾ (22:58)

''اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھنے والوں کو تم کبھی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت کرتے نہ پاؤ گے خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی یا ان کے کنبے قبیلے کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں، ان لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور اپنی روح سے ان کی مدد فرمائی ہے۔ اللہ انہیں ایسے باغات میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ اللہ کا لشکر ہے بے شک اللہ کا لشکر ہی کامیاب ہونے والا ہے۔'' (سورۃ المجادلہ: آیت 22)

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

فَضْلُ الصَّحَابَةِ فِی التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیْلِ

فضائلِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تورات اورانجیل کی روشنی میں

مَسئلہ 15 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بکثرت رکوع وسجود کرنے والے، اللہ کا فضل اور خوشنودی چاہنے والے اور آپس میں محبت اور رحم دلی کا سلوک کرنے والے تھے۔''

وضاحت: آیت مسئلہ نمبر 5 تا مسئلہ نمبر 10 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 16 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کی بکثرت حمد وثنا کرنے والے تھے۔

مَسئلہ 17 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز اور قتال کے لئے سیدھی اور مضبوط صفیں بنانے والے تھے۔

مَسئلہ 18 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رات کے وقت قیام کرنے والے اور اللہ کا ذکر کرنے والے تھے۔

عَنْ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اِنِّیْ اَجِدُ فِی التَّوْرَاةِ مَکْتُوْبًامُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،لا فَظٌّوَلا غَلِیْظٌ وَلا سَخَّابٌ فِی الْاَسْوَاقِ وَلا یَجْزِی السَّیِّئَةَ بِالسَّیِّئَةِ وَلٰکِنْ یَّعْفُوْ وَ یَصْفَحُ اُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ یَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِیْ کُلِّ مَنْزِلَةٍ وَیُکَبِّرُوْنَهٗ عَلٰی کُلِّ نَجْدٍ یَأْتَزِرُوْنَ اِلٰی اَنْصَافِهِمْ وَ یُوَضِّئُوْنَ اَطْرَافَهُمْ ، صَفُّهُمْ فِی الصَّلَاةِ وَ صَفُّهُمْ فِی الْقِتَالِ سَوَاءٌ، مُنَادِیْهِمْ یُنَادِیْ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ لَهُمْ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ دَوِیٌّ کَدَوِیِّ النَّحْلِ مَوْلِدُهٗ بِمَکَّةَ وَمُهَاجَرُهٗ بِطَابَةَ وَمُلْکُهٗ بِالشَّامِ. رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ. [1] **(صحیح)**

[1] شرح السنة ، للارناؤوط ، الجزء الثالث عشر ، رقم الحدیث 3628

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے تورات میں لکھا ہوا پایا ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہوں گے، نہ تیز مزاج نہ ترش رو، بازاروں میں شور وشغب کرنے والے نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دینے والے بلکہ معاف کرنے والے اور درگزر کرنے والے ہوں گے۔ اُن کی اُمت بہت زیادہ حمد وثنا کرنے والی ہوگی۔ ہر جگہ وہ اللہ کی حمد وثنا بیان کریں گے۔ ہر اونچی جگہ پر (چڑھتے ہوئے) اللہ اکبر کہیں گے۔ اُن کے تہ بند پنڈلیوں تک ہوں گے، اپنے اعضاء کا وضو کریں گے، نماز اور قتال کے لئے ایک ہی طرح صف بنائیں گے۔ اُن کا منادی (یعنی مؤذن) کھلی فضا میں اذان دے گا۔ آدھی رات کے وقت اُن کے اذکار کی آواز شہد کی مکھیوں کی طرح آہستہ ہوگی۔ اس رسول کی جائے پیدائش مکہ ہوگی، جائے ہجرت طابہ (یعنی مدینہ منورہ) ہوگی اور اُس کی حکومت کی سرحدیں شام تک پہنچیں گی۔'' اسے دارمی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں تبوک تک کا علاقہ فتح ہوا تھا جو اس وقت ملکِ شام کی سرحد میں واقع تھا اور ملک شام رومی سلطنت کا حصہ تھا۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ

❀❀❀

فَضُلُ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم فِیُ السُّنَّةِ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل،سنت کی روشنی میں

مَسئلہ 19 دین،ایمان،تقویٰ اوراخلاق،ہراعتبار سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعد میں آنے والے تمام مسلمانوں سے افضل اوراعلیٰ ہیں۔

عَنُ عَبُدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ : رَسُوُلُ اللّٰهِ ﷺ : اَیُّ النَّاسِ خَیُرٌ ؟ قَالَ ((قَرُنِیُ ، ثُمَّ الَّذِیُنَ یَلُوُنَهُمُ ثُمَّ الَّذِیُنَ یَلُوُنَهُمُ .)) رَوَاهُ مُسُلِمٌ. ❶

حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے کسی نے دریافت کیا ''کون سے لوگ افضل ہیں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میرے زمانے کے لوگ،پھران کے بعد آنے والے (دوسرے درجہ پر)،پھران کے بعد آنے والے (تیسرے درجہ پر)۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 20 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد آنے والا کوئی بھی متقی سے متقی اور صالح سے صالح آدمی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔

عَنُ اَبِیُ هُرَیُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوُ لُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَسُبُّوُا اَصُحَابِیُ ، لَا تَسُبُّوُا اَصُحَابِیُ ،فَوَ الَّذِیُ نَفُسِیُ بِیَدِهٖ لَوُ اَنَّ اَحَدَکُمُ اَنُفَقَ مِثُلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَااَدُرَکَ مُدَّ اَحَدِهِمُ وَلَا نَصِیُفَهٗ.))رَوَاهُ مُسُلِمٌ. ❷

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''میرے ساتھیوں کو بُرا مت کہو،میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا مت کہو۔اُس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے،اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے مُد یا آدھے مُد (جو) کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

❶ کتاب الفضائل،باب فضل الصحابة رضی اللہ عنہم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم

❷ کتاب الفضائل،باب تحریم سب الصحابة رضی اللہ عنہم

وضاحت : ایک مد تقریباً500 گرام کے برابر ہے۔

مَسئلہ 21 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام اُمّت میں سے سب سے زیادہ خوش نصیب ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رضی اللہ عنہ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((طُوْبٰی لِمَنْ رَآنِیْ وَ طُوْبٰی لِمَنْ رَأٰی مَنْ رَأٰنِیْ وَلِمَنْ رَاٰی مَنْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ)) رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ.❶ (حسن)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ کہتے ہیں : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مبارک ہو جس نے مجھے دیکھا (یعنی صحابی) اور مجھ پر ایمان لایا اور مبارک ہو اُسے جس نے اُسے دیکھا جس نے مجھے دیکھا (یعنی تابعی) اور ایمان لایا اور مبارک ہو اُسے جس نے صحابی کو دیکھنے والے (یعنی تبع تابعی) کو دیکھا اور ایمان لایا۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 22 رسولِ اکرم ﷺ کی صحبت پانے والا صحابی اپنے زمانے کے لوگوں کے لئے خیر و برکت کا باعث تھا۔

مَسئلہ 23 صحابی کی صحبت پانے والا تابعی بھی اپنے زمانے کے لوگوں کے لئے خیر و برکت کا باعث تھا۔

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ اَسْقَعَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَاتَزَالُوْنَ مَادَامَ فِيْكُمْ مَّنْ رَاٰنِیْ وَصَاحَبَنِیْ، وَاللّٰهِ لَا تَزَالُوْنَ بِخَيْرٍ مَّادَامَ فِيْكُمْ مَّنْ رَأٰی مَنْ رَأٰنِیْ وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِیْ ، وَ اللّٰهِ لَا تَزَالُوْنَ بِخَيْرٍ مَادَامَ فِيْكُمْ مَّنْ رَأٰی مَنْ رَأٰنِیْ وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِیْ.)) رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ.❷ (صحيح)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے مجھے دیکھا اور میری صحبت پائی (یعنی صحابی) جب تک وہ شخص تمہارے درمیان موجود رہے گا تم ہمیشہ خیر پر رہو گے۔اللہ کی قسم ! جس نے میرے صحابی کو دیکھا اور اُس کی صحبت پائی (یعنی تابعی) جب تک وہ تمہارے درمیان موجود رہے

❶ سلسلة الاحاديث الصحيحة للالبانی ،الجزء الثالث،رقم الحديث : 1254

❷ سلسله احاديث الصحيحة ، للالبانی ، الجزء السابع ، رقم الحديث 3283

گا تم لوگ ہمیشہ خیر پر رہو گے۔ اللہ کی قسم! جس نے تابعی کو دیکھا (یعنی تبع تابعی) اور اُس کی صحبت پائی جب تک وہ تمہارے درمیان موجود رہے گا تم لوگ ہمیشہ خیر پر رہو گے۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 24 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وجود جہاد میں کامیابی اور کامرانی کا باعث تھا۔

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ لَهُمْ فِیْكُمْ مَّنْ رَّاٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَیَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ ، فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِیْكُمْ مَّنْ رَّاٰی مَنْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَیَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ ، فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ لَهُمْ : فِیْكُمْ مَّنْ رَّاٰی مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَیَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.[1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جب ان کے لشکر جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا'' کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا آدمی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو (یعنی صحابی رضی اللہ عنہ)؟ وہ کہیں گے 'ہاں' تو اس کی برکت سے فتح ہوگی۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں کئی جماعتیں جہاد کریں گی اور ان سے پوچھا جائے گا ' کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے صحابی رسول ﷺ کو دیکھا ہو؟'' وہ کہیں گے ''ہاں'' چنانچہ اس کی برکت سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا جب جماعتیں جہاد کریں گی تو ان سے پوچھا جائے گا'' اچھا تمہارے درمیان کوئی ایسا آدمی ہے جس نے تابعی کو دیکھا ہو؟'' وہ کہیں گے ''ہاں'' چنانچہ اس کی برکت سے انہیں فتح حاصل ہوگی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 25 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وجود امت محمدیہ کے لیے فتنوں سے بچاؤ کا باعث تھا۔

عَنْ اَبِی مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلنُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَی السَّمَاءَ مَا تُوْعَدُ وَاَنَا اَمَنَةٌ لِاَصْحَابِیْ فَاِذَا ذَهَبْتُ اَتٰی اَصْحَابِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِیْ اَمَنَةٌ لِّاُمَّتِیْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِیْ اَتَی اُمَّتِی مَا یُوْعَدُوْنَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

---

[1] کتاب الفضائل ، باب فضل صحابة ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم

[2] کتاب الفضائل ، باب ان بقاء النبی ﷺ امان لاصحابه رضی اللہ عنہم

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ستارے آسمان کے لیے امن کا باعث ہیں۔ جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان کو وہ چیز آلے گی جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی آسمان پھٹ جائے گا)۔ اور میں (فتنوں سے) امن کا باعث ہوں اپنے اصحاب کے لیے۔ جب میں (دنیا سے) رخصت ہو جاؤں گا تو صحابہ کو وہ چیز آلے گی جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی ارتداد، باہمی اختلافات اور دیگر فتنے وغیرہ) اور میرے صحابہ میری امت کے لیے (فتنوں سے) امن کا باعث ہیں۔ جب میرے اصحاب بھی رخصت ہو جائیں گے تو میری امت کو وہ چیز آلے گی جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی فسادات، شرک، بدعات اور دیگر منکرات وغیرہ)۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 26 اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سر بلندی کے لیے تمام مخلوق میں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار بنایا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهٖ فَابْتَعَثَهٗ بِرِسَالَتِهٖ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فَوَجَدَ قَلْبَ اَصْحَابِهٖ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَجَعَلَهُمْ وُزَرَآءَ نَبِيِّهٖ يُقَاتِلُوْنَ عَلٰى دِيْنِهٖ فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ وَّمَا رَأَوْا سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ سَيِّءٌ. رَوَاهُ اَحْمَدُ[1] (حسن)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ نے بندوں کے دلوں کو جانچا تو تمام بندوں کے دلوں میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو بہتر پایا اور اسے اپنے لیے چن لیا اور اسے اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل (کو منتخب کرنے) کے بعد دوبارہ بندوں کے دلوں کو جانچا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کو سارے بندوں کے دلوں سے بہتر پایا چنانچہ انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار بنا دیا۔ وہ اپنے دین کی خاطر لڑتے ہیں۔ پس جس بات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اچھا جانیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھی ہے اور جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم برا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 27 صحابی رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھڑی بھر کی رفاقت غیر صحابی کی ساری زندگی کے نیک اعمال سے افضل ہے۔

---

[1] 379/1 تحقیق شعیب الارناؤط (3600/6)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَلَمُقَامُ اَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ اَحَدِكُمْ عُمُرَهُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ. ❶ (حسن)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ''اصحاب محمد ﷺ کو برا نہ کہو، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی گھڑی بھر کی رفاقت تمہاری ساری زندگی کے نیک اعمال سے بہتر ہے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 28 صحابی رسول ﷺ کا کسی ایک غزوہ میں محض غبار آلود ہونا غیر صحابی کی ہزار سالہ زندگی کے نیک اعمال سے افضل ہے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : وَاللّٰهِ لَمَشْهَدُ شَهِدَهُ رَجُلٌ يُغَبَّرُ فِيْهِ وَجْهُهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ مِنْ عَمَلِ اَحَدِكُمْ وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوْحٍ علیہ السلام. رَوَاهُ اَحْمَدُ. ❷ (صحیح)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم کسی صحابی کا رسول اللہ ﷺ کے ایک غزوہ میں شریک ہونا جس میں (صرف) اس کا چہرہ غبار آلود ہوا ہو تمہارے سارے اعمال سے افضل ہے خواہ تمہیں نوح علیہ السلام کے برابر عمر دی گئی ہو۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

مَسئلہ 29 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام کے لئے جو تکلیفیں اٹھائیں، بعد میں آنے والے اُن کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : جَلَسْنَا اِلَى الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ رضی اللہ عنہ يَوْمًا فَمَرَّ بِهٖ رَجُلٌ ، فَقَالَ : طُوْبٰى لِهَاتَيْنِ الْعَيْنَيْنِ اللَّتَيْنِ رَأَتَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ،وَاللّٰهِ لَوَدِدْنَا اَنَّا رَأَيْنَا مَارَأَيْتَ ،وَشَهِدْنَا مَاشَهِدْتَ .فَاسْتُغْضِبَ ،فَجَعَلْتُ أَعْجَبُ ،مَاقَالَ اِلَّا خَيْرًا ،ثُمَّ أَقْبَلَ اِلَيْهِ ،فَقَالَ :مَا يَحْمِلُ الرَّجُلُ عَلٰى اَنْ يَتَمَنّٰى مَحْضَرًا غَيَّبَهُ اللّٰهُ عَنْهُ ،لَا يَدْرِىْ لَوْ شَهِدَهُ كَيْفَ كَانَ يَكُوْنُ فِيْهِ ، وَاللّٰهِ لَقَدْ حَضَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْوَامٌ كَبَّهُمُ اللّٰهُ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ فِىْ جَهَنَّمَ لَمْ يُجِيْبُوْهُ وَلَمْ يُصَدِّقُوْهُ ، أَوَلَا تَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ اِذْ اَخْرَجَكُمْ لَاتَعْرِفُوْنَ اِلَّا رَبَّكُمْ ، مُصَدِّقِيْنَ لِمَاجَاءَ بِهٖ نَبِيُّكُمْ ،قَدْ كُفِيْتُمُ الْبَلَاءَ بِغَيْرِكُمْ ،وَاللّٰهِ قَدْ بَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيَّ ﷺ عَلٰى أَشَدِّ حَالٍ

❶ باب فی فضائل اصحاب رسول ﷺ (133/1)

❷ 187/1 تحقیق شعیب الارناؤوط (1629/3)

بُعِثَ عَلَيْهَا فِيهِ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فِيْ فَتْرَةٍ وَجَاهِلِيَّةٍ ، مَايَرَوْنَ أَنَّ دِيْنًا أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ ، فَجَاءَ بِفُرْقَانٍ فَرَّقَ بِهِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ ، وَفَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدِ وَوَلَدِهِ حَتّٰى اِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَرَى وَالِدَهُ وَوَلَدَهُ أَوأَخَاهُ كَافِرًا ،وَقَدْ فَتَحَ اللّٰهُ قُفُلَ قَلْبِهِ لِلْاِيْمَانِ ،يَعْلَمُ أَنَّهُ اِنْ هَلَكَ دَخَلَ النَّارَ،فَلَا تَقَرُّ عَيْنُهُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ حَبِيْبَهُ فِي النَّارِ ،وَاَنَّهَا لَلَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ ﴾ (سورةالفرقان : 74) **رَوَاهُ اَحْمَدُ.** [1] **(صحيح)**

حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ہم لوگ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے، ایک آدمی اُن کے پاس سے گزرا اور کہنے لگا ''مبارک ہو اِن دو آنکھوں کو جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا، واللہ! کاش ہم بھی وہ دیکھتے جو کچھ تم نے دیکھا ہے اور ہم بھی اس جدوجہد میں شریک ہوتے جس میں آپ شریک رہے ہیں۔'' حضرت مقداد رضی اللہ عنہ یہ سُن کر غصے سے بھر گئے۔ مجھے اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ اُس آدمی نے تو اچھی بات ہی کہی تھی۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اُس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے'' آخر اس آدمی کو اس زمانے میں پیدا ہونے کی خواہش کیوں ہوئی جس میں اللہ نے اُسے پیدا نہیں فرمایا؟ یہ نہیں جانتا اگر یہ اُس زمانے میں موجود ہوتا تو اس کا معاملہ کیسا ہوتا؟ اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کتنے ایسے لوگ موجود تھے جنہیں اللہ نے منہ کے بل جہنم میں گرادیا۔ اس لئے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کی نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔ کیا تم لوگ اس بات پر اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے کہ اُس نے تمہیں اس زمانہ میں پیدا فرمایا جب پیدا ہوتے ہی تم نے اپنے رب کو پہچان لیا اور اپنے نبی پر نازل ہونے والی تعلیم کی تصدیق کی، تکلیفیں دوسروں پر آئیں اور تم اُن سے محفوظ رہے۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام انبیاء میں سے صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفر کے ایسے بدترین لمحات میں مبعوث فرمایا (جیسے مکہ میں تھے) یہ وہ زمانہ تھا جب لوگ بتوں کی پوجا کو بہترین دین سمجھتے تھے۔ اس زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق اور باطل میں فرق کرنے والی کتاب (قرآن مجید) لے کر آئے اور اُس کتاب نے باپ اور بیٹے کے راستے الگ کردیئے اور صورتِ حال یہ تھی کہ ایک آدمی دیکھتا تھا اُس کا باپ، اُس کا بیٹا اور اُس کا بھائی کافر ہیں اور خود اُس کے لئے اللہ نے ایمان کا دروازہ کھول دیا ہے، اور وہ جانتا تھا کہ اُس کا باپ، بیٹا اور بھائی اسی حالت میں مرگئے تو آگ میں

[1] 3/6 تحقيق شعيب الارناؤوط (23810/39)

جائیں گے، پھر یہ سوچو جب اُسے یہ یقین ہو کہ اُس کے پیارے آگ میں جانے والے ہیں تو اُس کی آنکھیں کیسے ٹھنڈی رہ سکتی تھیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا مانگنے کی ہدایت فرمائی تھی ﴿اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا ۔۔۔﴾ ترجمہ ''عباد الرحمٰن اپنے رب سے دعا مانگتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔'' (سورۃ الفرقان، آیت نمبر :74) اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 30 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی میں نجات ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :((لَیَأْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ مَا أَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْهُمْ مَّنْ أَتٰی اُمَّهٗ عَلَانِیَةً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ، وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی اِثْنَتَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِیْنَ مِلَّةً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً)) قَالَ : مَنْ هِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ : ((مَا أَنَا عَلَیْهِ وَ أَصْحَابِیْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ. [1] (حسن)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت پر ایک وقت ویسا ہی آئے گا جیسا بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ دونوں کی حالت اس طرح ایک جیسی ہو جائے گی جس طرح ایک نعل دوسری نعل جیسی ہوتی ہے حتیٰ کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کوئی شخص اپنی ماں سے علانیہ زنا کرے گا تو میری اُمت میں سے بھی ایسا کرنے والا ہوگا۔ بے شک بنی اسرائیل بہتر (72) فرقوں میں تقسیم ہوئی ،میری اُمت تہتر (73) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ تمام فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سا فرقہ ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے پر چلنے والا ہوگا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 31 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت بھی نجات کا ذریعہ ہے۔ ان شاء اللہ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَتَی السَّاعَةُ ؟ قَالَ ((وَمَا اَعْدَدْتَ لَهَا؟)) قَالَ : حُبَّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ، قَالَ ((فَاِنَّکَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ)) قَالَ : اَنَسٌ رضی اللہ عنہ فَمَا فَرِحْنَا بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرَحًا اَشَدَّ مِنْ قَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ

[1] ابواب الایمان ،باب افتراق هذه الامة.

فَاِنَّکَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ رضی اللہ عنہ فَاَنَا اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَاَبَا بَکْرٍ رضی اللہ عنہ وَّعُمَرَ رضی اللہ عنہ فَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ مَعَھُمْ وَاِنْ لَّمْ اَعْمَلْ بِاَعْمَالِھِمْ. رَوَاہُ مُسْلِمٌ.[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب آئے گی؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟'' آدمی نے عرض کی ''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''(قیامت کے روز) تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اسلام لانے کے بعد ہمیں اتنی خوشی اور کسی بات سے نہیں ہوئی جتنی خوشی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوئی کہ تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ (قیامت کے روز) ان کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میں نے ان جیسے اعمال نہیں کیے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ

[1] کتاب البر والصلة باب المرء مع من احب

فَضْلُ اَهْلِ الْبَيْتِ

اہل بیت کے فضائل [1]

مَسئلہ 32 اہلِ ایمان کو تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعظیم اور تکریم اپنی حقیقی ماؤں سے بڑھ کر کرنی چاہیئے۔

﴿ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ ط﴾(33 : 6)

''اہلِ ایمان کے لئے نبی کی ذات اُن کی اپنی ذات پر مقدم ہے، اور نبی کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔'' (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 6)

مَسئلہ 33 ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی عزت اور ناموس کا دفاع کرنا ہر مومن پر واجب ہے۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ط لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ط لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ج وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا لا وَّ قَالُوْا هٰذَا اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ○﴾ (12-11:24)

''جو لوگ یہ بہتان گھڑ لائے ہیں وہ تمہارے اندر کا ہی ایک گروہ ہے۔ اس واقعہ کو اپنے حق میں شر نہ سمجھو بلکہ اس میں تمہارے لئے خیر ہی ہے۔ جس نے اس شر میں جتنا حصہ لیا، اتنا ہی اُس نے گناہ سمیٹا، اور جس نے اس گناہ میں سب سے زیادہ حصہ ڈالا اُس کے لئے عذابِ عظیم ہے۔ جس وقت تم لوگوں نے اسے سنا، اُسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ نیک گمان کیا اور کیوں نہ کہا یہ تو صریح بہتان ہے۔ (سورۃ النور، آیت نمبر:12-11)

[1] قرآن مجید کی رُو سے اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں اور حدیث شریف کی رُو سے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بھی اہل بیت میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

مَسئلہ 34 اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو ہر طرح کے گناہوں سے پاک اور صاف کر دیا۔

﴿ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا ○ وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِکْمَةِ ط اِنَّ اللّٰهَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا○ ﴾ (33:33-34)

''(اے نبی کی بیویو!) اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور دورِ جاہلیت کے بناؤ سنگھار جیسا بناؤ سنگھار نہ کرو، نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو، اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو۔ اللہ چاہتا ہے کہ تم سے یعنی نبی کے گھر والوں سے (گناہوں کی) گندگی دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جن آیات اور حکمت کی تلاوت کی جاتی ہے انہیں یاد رکھو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔'' (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر:33-34)

مَسئلہ 35 اہلِ ایمان پر اہلِ بیت سے محبت کرنا اور ان کا ادب و احترام کرنا واجب ہے۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ .....: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمًا فِیْنَا خَطِیْبًا بِمَاءٍ یُدْعٰی خُمًّا بَیْنَ مَکَّةَ وَالْمَدِیْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ وَوَعَظَ وَ ذَکَّرَ ثُمَّ قَالَ :((اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَیُّهَاالنَّاسُ ! فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبَ وَ اَنَا تَارِکٌ فِیْکُمْ ثَقَلَیْنِ : اَوَّلُهُمَا کِتَابُ اللّٰهِ فِیْهِ الْهُدٰی وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِکِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِکُوْا بِهٖ))فَحَثَّ عَلٰی کِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِیْهِ ثُمَّ قَالَ : ((وَاَهْلَ بَیْتِیْ اُذَکِّرُ کُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ، اُذَکِّرُ کُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ .)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ. ❶

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی کی ایک جگہ ہے جسے ''خم'' کہتے ہیں (حجۃ الوداع سے واپسی پر) ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی، وعظ ونصیحت ارشاد فرمائی، پھر فرمایا: اما بعد، اے لوگو! میں ایک آدمی ہوں (جسے موت

❶ کتاب الفضائل ، من فضائل علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

آنی ہے) قریب ہے کہ اللہ کا فرستادہ (یعنی فرشتہ) میرے پاس آئے اور میں اُسے لبیک کہوں۔ (یاد رکھو!) میں تمہارے درمیان دو اہم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان میں سے پہلی تو اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت ہے اور روشنی ہے۔ اس سے احکام لینا اور اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا۔'' غرض آپ ﷺ نے لوگوں کو قرآن مجید پر عمل کرنے پر ابھارا اور اس کی ترغیب دلائی۔ پھر فرمایا: ''دوسری چیز میرے اہلِ بیت ہیں۔ اپنے اہلِ بیت کے معاملہ میں، میں تمہیں اللہ (کا خوف) یاد دلاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے دوبار یہ بات ارشاد فرمائی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 36 **اہلِ بیت سے دشمنی رکھنے والے جہنم میں جائیں گے۔**

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُبْغِضُنَا اَهْلَ الْبَیْتِ اَحَدٌ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ.)) رَوَاهُ الْحَاكِمُ. [1] **(حسن)**

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ''اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ہم اہلِ بیت سے جو کوئی بھی دشمنی رکھے گا اللہ اُسے آگ میں داخل فرمائے گا۔'' اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

❄❄❄

---

[1] 150/3 تحقیق ابو عبداللہ عبدالسلام الحلوش ، سلسلة الاحاديث الصحيحة ، للالبانی ، الجزء الخامس ، رقم الحديث 2488

فَضْلُ الْمُهَاجِرِيْنَ
مہاجرین کے فضائل [1]

مسئلہ 37 اللہ تعالیٰ نے تمام مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنت میں داخل کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

﴿ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝﴾(3:195)

''پس وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے، پھر میری راہ میں ستائے گئے پھر جنگ کی اور شہید کئے گئے، میں اُن کے گناہ ضرور مٹاؤں گا اور انہیں ضرور داخل کروں گا اس جنت میں جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ یہ اُن کے لئے ثواب ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کے پاس تو بہترین ثواب ہے۔'' (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 195)

مسئلہ 38 مہاجرینِ مکہ اور انصارِ مدینہ رضی اللہ عنہم اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے میں بہت مخلص اور سچے تھے۔

مسئلہ 39 مہاجرینِ مکہ اور انصارِ مدینہ فلاح پا چکے ہیں۔

﴿ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

[1] مہاجرین سے مراد عہد نبوی میں اسلام لانے کے بعد اپنا وطن چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لانے والے اہل ایمان ہیں۔

الْمُفْلِحُوْنَ ﴾(59:9-8)

''مالِ فَے اُن فقیر مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں اور مال و دولت سے (صرف اس لئے) نکال دیئے گئے کہ وہ اللہ کا فضل اور رضا مندی چاہتے ہیں، اور اُس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، وہی سچے لوگ ہیں۔ وہ مال اُن لوگوں کے لئے بھی ہے جو مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی مدینہ میں مقیم تھے اور ایمان لا چکے تھے۔ وہ مہاجرین سے محبت کرتے ہیں اور مالِ غنیمت میں سے جو کچھ مہاجرین کو دیا جائے اُس پر وہ اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہیں کرتے اور انہیں اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ خود تنگی میں ہوں اور جو نفس کی بخیلی سے بچالیا گیا پس وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔'' (سورۃ الحشر، آیت نمبر 9-8)

مَسئلہ 40 **مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بہترین ٹھکانہ اور آخرت میں بہت بڑے اجر کا وعدہ فرما رکھا ہے۔**

﴿وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (16:41)

''اور وہ لوگ جنہوں نے ظلم برداشت کرنے کے بعد اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہم انہیں دنیا میں بہترین ٹھکانہ مہیا کریں گے اور آخرت میں اجر کبیر سے نوازیں گے، کاش لوگ جان لیں۔'' (سورۃ النحل: آیت 41)

مَسئلہ 41 **تمام مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہے۔**

وضاحت : آیت مسئلہ نمبر 3 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 42 **قیامت کے روز مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سونے کے منبروں پر جلوہ فرما ہوں گے۔**

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لِلْمُهَاجِرِيْنَ مَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ يَجْلِسُوْنَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَدْ اَمِنُوْا مِنَ الْفَزَعِ.)) رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ[1] (صحیح)

---

[1] 7262/16 تحقیق شعیب للارناؤوط

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے روز مہاجرین سونے کے منبروں پر بیٹھیں گے اور گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے۔'' اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 43 مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اُن کی اولاد کا ادب واحترام نہ کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ فرض یا نفل عبادت قبول نہیں فرمائیں گے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا حَضَرَ النَّبِيَّ ﷺ الْوَفَاةُ ، قَالُوْا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَوْصِنَا ، قَالَ :((أُوْصِيْكُمْ بِالسَّابِقِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَبِاَبْنَائِهِمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ لَايُقْبَلُ مِنْكُمْ صَرفٌ وَلَا عَدْلٌ.)) رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.[1] (حسن)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ! ہمیں کوئی وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں تمہیں مہاجرین میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں اور اُن کی اولاد اور اُن کے بعد آنے والوں (یعنی ان کی اولاد) کا ادب اور احترام کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ جو شخص ان کا ادب اور احترام نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کا فرض یا نفل کچھ بھی قبول نہیں فرمائے گا۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 44 مہاجرین سب سے پہلے جنت میں بلاحساب کتاب داخل ہوں گے۔

مَسئلہ 45 تمام مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرشتوں سے افضل ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَا صِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :((اِنَّ أَوَّلَ ثُلَّةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرُوْنَ الَّذِيْنَ تُتَّقٰى بِهِمُ الْمَكَارِهُ اِذَا اُمِرُوْا سَمِعُوْا وَاَطَاعُوْا وَاِنْ كَانَتْ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ حاجَةٌ اِلَى السُّلْطَانِ لَمْ تُقْضَ لَهُ حَتّٰى يَمُوْتَ وَهِيَ فِيْ صَدْرِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ يَدْعُوْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْجَنَّةَ فَتَأْتِيْ بِزُخْرُفِهَا وَزِيْنَتِهَا : فَيَقُوْلُ أَيْنَ عِبَادِيَ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَأُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ ؟ أُدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَيَدْخُلُوْنَهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَاعَذَابٍ فَتَأْتِي الْمَلَائِكَةُ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا نُسَبِّحُ لَكَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَوَنُقَدِّسُ لَكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ اٰثَرْتَهُمْ عَلَيْنَا ؟ فَيَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ

[1] مجمع الزوائد، كتاب المناقب، باب ماجاء فی اصحاب النبی ﷺ عبدالله محمد الدرويش

وَتَعَالٰی هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ قَاتَلُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَأُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ فَتَدْخُلُ عَلَیْهِمُ الْمَلَائِکَةُ مِنْ کُلِّ بَابٍ ﴿ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ○ ﴾ رَوَاهُ الْحَاکِمُ. ❶ (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والی جماعت مساکین مہاجرین کی ہوگی، جو مصیبتوں اور آزمائشوں میں مبتلا رہے، جب کوئی حکم ملا، تو اسے سنا اور اس پر عمل کیا، ان میں سے اگر کسی کو بادشاہ وقت سے کوئی کام تھا تو موت تک وہ پورا نہ ہوسکا اور وہ خواہش اس کے دل میں ہی رہی۔ (ان کے داخل ہونے کے بعد) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنت کو طلب فرمائے گا اور جنت اپنی تمام تر زیب و زینت کے ساتھ حاضر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے ''میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں لڑائی کی اور قتل کیے گئے، اللہ کی راہ میں تکلیفیں برداشت کیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا؟ (وہ حاضر ہوں گے اور انہیں کہا جائے گا) جنت میں داخل ہو جاؤ پس وہ بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ فرشتے بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے ''اے ہمارے رب! ہم دن رات تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں، یہ کون لوگ ہیں جنہیں تو نے ہم پر فضیلت عطا فرمائی ہے؟'' اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے ''یہ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا، میری راہ میں تکلیفیں برداشت کیں۔'' پھر فرشتے ہر ہر دروازے پر ان کے پاس حاضر ہوں گے اور یہ کہہ کر سلام پیش کریں گے ''تم پر سلامتی ہو، اس صبر کے بدلے میں جو تم نے دنیا میں کیا، آخرت کے گھر کا بدلہ کتنا اچھا ہے۔'' (سورہ الرعد، آیت نمبر 24) اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 46 مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دوسرے لوگوں سے چالیس سال قبل جنت میں داخل ہوں گے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَتَعْلَمُ أَوَّلَ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ ؟)) قُلْتُ : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ ، فَقَالَ ((اَلْمُهَاجِرُوْنَ یَأْتُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلٰی بَابِ الْجَنَّةِ وَیَسْتَفْتِحُوْنَ ،فَیَقُوْلُ لَهُمُ الْخَزَنَةُ أَوَقَدْ حُوْسِبْتُمْ ؟ فَیَقُوْلُوْنَ بِأَیِّ شَیْءٍ نُحَاسَبُ ؟ وَ اِنَّمَا کَانَتْ أَسْیَافُنَا عَلٰی عَوَاتِقِنَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ حَتّٰی مِتْنَا عَلٰی ذٰلِکَ .قَالَ : فَیُفْتَحُ لَهُمْ فَیَقِیْلُوْنَ فِیْهِ أَرْبَعِیْنَ عَامًا قَبْلَ أَنْ یَّدْخُلَهَا النَّاسُ. رَوَاهُ الْحَاکِمُ. ❷ (صحیح)

❶ 71/2 تحقیق ابو عبداللہ عبدالسلام الحلوش (2440/2)

❷ سلسلہ احادیث الصحیحۃ ، رقم الحدیث 853

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو میری اُمت میں کون سا گروہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا؟'' میں نے عرض کی ''اللہ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مہاجر لوگ (مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے والے) قیامت کے روز جنت کے دروازے پر آئیں گے تو دروازہ کھولا جائے گا۔ جنت کا خازن اُن سے پوچھے گا: کیا تمہارا حساب ہوگیا ہے؟ وہ جواب دیں گے: حساب کس چیز کا؟ ہماری تلواریں اللہ کی راہ میں ہمارے کندھوں پر تھیں، اور اسی حالت میں ہمیں موت آ گئی۔ چنانچہ جنت کا دروازہ اُن کے لئے کھول دیا جائے گا اور وہ دوسرے لوگوں کے جنت میں داخل ہونے سے چالیس سال پہلے جنت میں مزے کریں گے۔'' اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

❊❊❊

فَضْلُ الْاَنْصَارِ

انصارِ مدینہ کے فضائل

مَسئلہ 47 **انصارِ مدینہ کے سارے گناہ اللہ نے معاف فرمادیئے ہیں۔**

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ ﴾(8:74)

''اور وہ لوگ جو ایمان لائے ،ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا نیز وہ لوگ جنہوں نے (ان مہاجرین کو) پناہ دی اور اُن کی مدد کی ،وہ لوگ سچے مومن ہیں۔اُن کے لئے بخشش اور عزت والا رزق ہے۔''(سورۃ الانفال،آیت نمبر 74)

مَسئلہ 48 **تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (مہاجرین وانصار) سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔**

وضاحت : آیت مسئلہ نمبر 3 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 49 **انصارِ مدینہ فلاح پاچکے ہیں۔**

وضاحت : آیت مسئلہ نمبر 12 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 50 **انصار رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں۔**

مَسئلہ 51 **انصارِ مدینہ رضی اللہ عنہم سے دشمنی رکھنے والے منافق ہیں۔**

عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ ((اَلْاَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ.)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ. [1]

حضرت براء (بن عازب رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

[1] کتاب مناقب الانصار، باب :حب الانصار من الایمان

''انصار سے وہی محبت کرے گا جومومن ہوگا اوراُن سے وہی دشمنی کرے گا جو منافق ہوگا۔ پس جس نے انصار سے محبت کی اس سے اللہ محبت کرے گا اور جس نے انصار سے دشمنی کی اُس سے اللہ دشمنی کرے گا۔''
اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 52 رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصارِ مدینہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حُسنِ سلوک کی وصیت فرمائی۔

مَسئلہ 53 انصارِ مدینہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قلب وجگر قرار دیا۔

مَسئلہ 54 انصار مدینہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں جانے کی ضمانت دی ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : مَرَّ اَبُوْبَكْرٍ وَ الْعَبَّاسُ رضی اللہ عنہما بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ ، فَقَالَ : مَا يُبْكِيْكُمْ ؟ قَالُوْا : ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ ،قَالَ : فَخَرَجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَدْ عَصَبَ عَلٰى رَأْسِهٖ حَاشِيَةَ بُرْدٍ، قَالَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ :((اُوْصِيْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِيْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ.)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.❶

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے تو دیکھا وہ رو رہے ہیں۔انہوں نے پوچھا ''کیوں رو رہے ہو؟''انہوں نے کہا ''ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتیں یاد آرہی ہیں۔ یہ سن کر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔(آپ کو انصار کی بات بتائی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر (درد کی وجہ سے) چادر باندھے ہوئے باہر نکلے، منبر پر تشریف لائے۔بس یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کی حیات طیبہ) کا آخری خطبہ تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد وثنا فرمائی ۔پھر ارشاد فرمایا ''لوگو! میں تم کو انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، وہ میرے قلب وجگر ہیں، اُن پر جو میرا حق تھا وہ ادا کر چکے، اب اُن کا حق (جنت) باقی ہے۔اُن میں سے جو کوئی نیک ہو اُس کی قدر کرنا اور جو کوئی بُرا ہو، اُس کے قصوروں سے درگزر کرنا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

❶ کتاب مناقب الانصار،باب :قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقبلوا من محسنهم وتجاوزوا عن مسيئهم

مَسئلہ 55 رسولِ اکرم ﷺ انصارِ مدینہ رضی اللہ عنہم کوسب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَای صِبْیَانًا وَنِسَاءً مُقْبِلِیْنَ مِنْ عُرْسٍ، فَقَامَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ مُمْثِلاً فَقَالَ : ((اَللّٰهُمَّ ! اَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ، اَللّٰهُمَّ ! اَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ)) يَعْنِیْ الْاَنْصَارَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.❶

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے (انصار کے) بچوں اور عورتوں کو ایک شادی سے واپس آتے دیکھا تو سیدھے کھڑے ہوگئے اور فرمایا ''واللہ! تم لوگ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو، واللہ! تم لوگ مجھے سارے لوگوں سے زیادہ عزیز ہو۔'' یعنی انصارِ مدینہ۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 56 انصارِ مدینہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے قبیلہ کے لوگوں سے بھی زیادہ محبوب تھے۔

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((خَیْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ دَارُ بَنِیْ نَجَّارٍ، وَ دَارُ بَنِیْ عَبْدِالْاَشْهَلِ ، وَدَارُ بَنِی الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، وَدَارُ بَنِیْ سَاعِدَةَ .)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.❷

حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''انصار کے سب گھروں میں سے بہتر بنونجار کا گھر، پھر بنوعبدالاشہل کا گھر، پھر بنوحارث کا اور پھر بنوساعدہ کا گھر ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میں اِن گھروں پر کسی کو ترجیح دینے والا ہوتا تو اپنے قبیلے کے لوگوں کو ترجیح دیتا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے بنونجار آپ ﷺ کے ننھیال کا قبیلہ ہے۔

مَسئلہ 57 انصارِ مدینہ کی وفاداری وجان نثاری پر رسولِ اکرم ﷺ نے انصارِ مدینہ کو مغفرت اور عزت کی دعائیں دیں۔

عَنْ سَهْلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَ نَنْقُلُ التُّرَابُ عَلٰی اَكْتَادِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ.)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.❸

---

❶ كتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب : فضائل الانصار

❷ كتاب فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم، باب : خير دور الانصار

❸ كتاب المناقب باب دعا النبی ﷺ اصلح الانصار والمهاجرة

حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم لوگ غزوہ احزاب میں خندق کھود کر مٹی اپنی پیٹھ پر ڈھو رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''یا اللہ! زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے ☆ مہاجرین اور انصار کی مغفرت فرمادے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 58 رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے لئے، انصار کی اولاد اور اولاد کی اولاد، نیز اُن کی عورتوں کے لئے بھی مغفرت کی دُعا فرمائی۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ : ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَ نْصَارِ ،وَلِأَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ ،وَلِاَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَلِنِسَاءِ الْأَ نْصَارِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.❶ (صحيح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یا اللہ! انصار کی مغفرت فرما، انصار کی اولاد کی مغفرت فرما، انصار کی اولاد کی اولاد کی مغفرت فرما، نیز اُن کی عورتوں کی مغفرت فرما۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 59 انصار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی متاع اور جائیداد قرار دیا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ : ((أَ لَا اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ تَرِكَةً وَضِيْعَةً وَاِنَّ تَرِكَتِيْ وَضَيْعَتِيْ اَ لْأَ نْصَارُ فَاحْفَظُوْا لِيْ فِيْهِمْ.)) رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ.❷ (صحيح)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا ''ہر چیز کی کوئی بنیاد اور اصل ہوتی ہے۔ میری بنیاد اور اصل انصار ہیں۔ میری خاطر ان کا خیال رکھنا۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 60 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''مکّی'' ہونے کی بجائے ''مدنی'' ہونے کی تمنا فرمائی۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَوْ قَالَ اَبَاالْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَوْ اَنَّ الْاَنْصَارَ سَلَكُوْا وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ فِيْ وَادِي الْاَنْصَارِ وَلَوْلَا الْهِجْرَةَ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْاَنْصَارِ)) فَقَالَ:

❶ ابواب المناقب،باب: فضل الأنصاروقريش(3608/3)

❷ سلسلة الاحاديث الصحيحيه للالبانى، الجزء السابع،رقم الحديث: (3560)

اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَا ظَلَمَ بِاَبِیْ وَ اُمِّیْ آوَوْهُ وَ نَصَرُوْهُ اَوْ كَلِمَةً اُخْرٰى. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی (اُن کے ساتھ) اُسی وادی میں چلوں گا۔ اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی تو انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک آدمی ہوتا۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے: میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بے جا نہیں فرمائی کیونکہ انصارِ مدینہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی اور مدد کی یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کوئی اور کلمہ کہا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 61 حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ عمر میں بڑا ہونے کے باوجود انصار مدینہ کی خدمت کرنا باعث فخر سمجھتے تھے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِیِّ رضی اللہ عنہ فِی سَفَرٍ فَكَانَ يَخْدِمُنِیْ فَقُلْتُ لَهُ: '' لَا تَفْعَلْ '' فَقَالَ: اِنِّیْ قَدْ رَاَيْتُ الْاَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَيْئًا اٰلَيْتُ اَنْ لَّا اَصْحَبَ اَحَدًا مِّنْهُمْ اِلَّا خَدَمْتُهُ وَ كَانَ جَرِيْرٌ رضی اللہ عنہ اَكْبَرَ مِنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں نکلا اس دوران وہ میری خدمت کرتے رہے۔ میں نے ان سے کہا ''تم میری خدمت نہ کرو (کیونکہ عمر میں بڑے ہو۔)'' حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ''میں نے انصار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر بڑی قربانیاں دیتے دیکھا ہے۔ اس لیے میں نے قسم کھائی ہے کہ جب بھی کسی انصار کے ساتھ ہوں گا تو اس کی خدمت کروں گا'' اور حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ عمر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بڑے تھے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ یمن سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

❊❊❊❊❊

---

[1] كتاب المناقب ،باب مناقب الانصار

[2] كتاب الفضائل باب من فضائل الانصار

فَضُلُ السِّتَّةِ مِنَ السَّابِقِيُنَ الاَوَّلِيُنَ الُمَدَنِيِّيُنَ

چھ مدنی سابقون الاولون کے فضائل

مَسئله 62 نبوت کے گیارہویں سال یثرب سے حج کے لئے آنے والے چھ سعادت مند انقلابیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سنتے ہی بلا تامل اسلام قبول فرمالیا۔

مَسئله 63 یثرب واپس آکر ان چھ خوش نصیب نوجوانوں نے صرف ایک سال میں یثرب کے ہر گھر میں اسلام کی دعوت پہنچادی۔

مَسئله 64 مذکورہ بالا چھ مدنی سابقون الاولون کے نام نامی درج ذیل ہیں:

عَنُ عَاصِمِ بُنِ عُمَرَبُنِ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ ،عَنُ اَشُيَاخٍ مِّنُ قَوُمِهٖ ، قَالُوُا : لَمَّا لَقِيَهُمُ رَسُوُلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ، قَالَ لَهُمُ:((مَنُ أَنُتُمُ ؟)) قَالُوُا: نَفَرٌ مِّنَ الُخَزُرَجِ ،قَالَ :((أَ مِنُ مَوَالِيُ يَهُوُدَ ؟)) قَالُوُا: نَعَمُ؛ قَالَ : ((أَ فَلَا تَجُلِسُوُنَ أُكَلِّمُكُمُ؟)) قَالُوُا: بَلٰى، فَجَلَسَ مَعَهٗ،فَدَعَاهُمُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ،وَعَرَضَ عَلَيُهِمُ الُاِسُلَامَ،وَ تَلَا عَلَيُهِمُ الُقُرُآنَ ،قَالَ : وَكَانَ مِمَّا صَنَعَ اللّٰهُ بِهِمُ فِي الُاِسُلَامِ ، أَنَّ يَهُوُدَ كَانُوُا مَعَهُمُ فِيُ بِلَادِهِمُ ،وَكَانُوُا أَهُلَ كِتَابٍ وَعِلُمٍ،وَكَانُوُا هُمُ أَهُلَ شِرُكٍ وَأَصُحَابَ أَوُثَانٍ،وَكَانُوُا قَدُ غَزَوُهُمُ ببِلَادِهِمُ ،فَكَانُوُا اِذَاكَانَ بَيُنَهُمُ شَيُءٌ قَالُوُا لَهُمُ : اِنَّ نَبِيًّا مَبُعُوُثٌ الآنَ ،قَدُ اَظَلَّ زَمَانُهٗ ، نَتَّبِعُهٗ فَنَقُتُلُكُمُ مَعَهٗ قَتُلَ عَادٍ وَاِرَمَ.فَلَمَّا كَلَّمَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أُوُلٰئِكَ النَّفَرَ ، وَدَعَاهُمُ اِلَى اللّٰهِ ،قَالَ بَعُضُهُمُ لِبَعُضٍ : يَاقَوُمِ ! تَعَلَّمُوُا وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَلنَّبِيُّ الَّذِيُ تَوَعَّدَكُمُ بِهٖ يَهُوُدُ، فَلَا تَسُبِقُنَّكُمُ اِلَيُهِ.فَأَجَابُوُهُ فِيُمَادَعَاهُمُ اِلَيُهِ ، بِأَنُ صَدَّقُوُهُ وَقَبِلُوُا مِنُهُ مَاعَرَضَ عَلَيُهِمُ مِنَ الُاِسُلَامِ وَهُمُ سِتَّةُ نَفَرٍ كُلُّهُمُ مِنَ الُخَزُرَجِ : أَبُوُاُمَامَةَ أَسُعَدُ بُنُ زُرَارَةَ بُنِ عُدَسٍ ، عَوُفُ بُنُ الُحَارِثِ بُنِ رِفَاعَةَ،رَافِعُ بُنُ مَالِكِ بُنِ الُعَجُلَانِ ، قُطُبَةُ بُنُ عَامِرِبُنِ حَدِيُدَةَ ، عُقُبَةُ بُنُ عَامِرِبُنِ نَابِيُ وَجَابِرُبُنُ عَبُدِ اللّٰهِ بُنِ رِئَابٍ رضی اللہ عنہم فَلَمَّا قَدِمُوا الُمَدِيُنَةَ اِلٰى

قَوْمِهِمْ ذَكَرُوْا لَهُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ دَعَوْهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ حَتّٰى فَشَافِيْهِمْ فَلَمْ يَبْقَ دَارٌ مِنْ دُوْرِ الْأَنْصَارِ اِلَّا وَفِيْهَا ذِكْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ ❶

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے اُن بزرگوں سے روایت کرتے ہیں جنہوں نے (حج کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ سے مُلاقات کا شرف حاصل کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن سے پوچھا ”تم لوگ کون ہو؟“ انہوں نے عرض کی ”ہم خزرج کے لوگ ہیں۔“ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ”یعنی یہودیوں کے حلیف؟“ انہوں نے جواب دیا ”ہاں۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”کیا آپ حضرات بیٹھتے ہیں کہ میں آپ سے کچھ باتیں کرسکوں؟“ انہوں نے عرض کی ”کیوں نہیں۔“ وہ لوگ آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اللہ عزوجل کی طرف بلایا، اُن کے سامنے اسلام کی تعلیمات پیش کیں اور قرآن مجید کی تلاوت فرمائی، اللہ تعالیٰ نے اسلام لانے کے معاملہ میں اُن کی راہ نمائی فرمائی۔ اُن کے شہر میں یہودی بھی تھے جو اہلِ کتاب اور اہلِ علم بھی تھے، جبکہ یہ (خزرجی) لوگ شرک کرتے تھے اور بتوں کی عبادت کرتے تھے اور اُن کی یہودیوں کے ساتھ لڑائی بھی ہوتی تھی۔ جب کبھی اُن کی آپس میں لڑائی ہوتی تو یہودی کہتے: ”ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے، اُس کا وقت آچکا ہے، ہم اُس کے ساتھ مل کر عاد اور ارم کی طرح تمہیں قتل کریں گے۔“ رسول اللہ ﷺ نے جب اُن کے ساتھ گفتگو فرمائی اور انہیں اللہ کی طرف دعوت دی تو انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا ”جان لو! واللہ، یہ تو وہی نبی ہے جس کا یہود تمہیں ڈراوا دیتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نبی پر ایمان لانے میں یہود تم پر سبقت لے جائیں۔“ لہٰذا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی دعوت قبول کر لی، آپ ﷺ کی تصدیق کی اور اسلام کے حوالہ سے جو کچھ آپ ﷺ نے اُن کے سامنے پیش کیا اُس پر ایمان لے آئے۔ وہ چھ افراد تھے۔ سب کا تعلق خزرج سے تھا۔ ① حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ بن عدس رضی اللہ عنہ ② حضرت عوف بن حارث بن رفاعہ رضی اللہ عنہ ③ حضرت رافع بن مالک بن عجلان رضی اللہ عنہ ④ حضرت قطبہ بن عامر بن حدیدہ رضی اللہ عنہ ⑤ حضرت عقبہ بن عامر بن نابی رضی اللہ عنہ ⑥ حضرت جابر بن عبداللہ بن رئاب رضی اللہ عنہ۔ جب یہ لوگ مدینہ اپنی قوم کے پاس واپس آئے تو اُن سے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور انہیں اسلام کی دعوت دی جس کے نتیجہ میں اسلام خوب پھیل گیا حتیٰ کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہ ہو۔ اسے ابنِ کثیر نے بیان کیا ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

❶ البداية والنهاية، الجزء الثالث، رقم الصفحة: ناشر: دارالمعرفة، بيروت، لبنان

فَضْلُ اَهْلِ بَيْعَةِ الْعَقَبَةِ الْاُوْلٰى

بیعتِ عقبہ اُولیٰ میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل

مَسئلہ 65 بیعت عقبہ اولیٰ (12 نبوت) میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا وعدہ فرمایا۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنْتُ فِيْمَنْ حَضَرَ الْعَقَبَةَ الْاُوْلٰى وَ كُنَّا اثْنَىْ عَشَرَ رَجُلًا ، فَبَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى بَيْعَةِ النِّسَاءِ ، وَ ذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تُفْتَرَضَ الْحَرْبُ : عَلٰى اَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا ، وَلَا نَسْرِقَ ، وَلَا نَزْنِىَ ، وَ لَا نَقْتُلَ اَوْلَادَنَا ، وَ لَا نَاْتِىَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيْهِ بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَ اَرْجُلِنَا ، وَلَا نَعْصِيَهٗ فِىْ مَعْرُوْفٍ ((فَاِنْ وَفَّيْتُمْ فَلَكُمُ الْجَنَّةُ وَ اِنْ غَشِيْتُمْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَاَمْرُكُمْ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَذَّبَكُمْ وَ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَكُمْ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ[1] (صحیح)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بیعت عقبہ اولیٰ میں جو لوگ حاضر ہوئے ان میں میں بھی موجود تھا اور ہم بارہ آدمی تھے۔ ہم نے عورتوں والی (شرائط پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اور یہ بیعت جہاد فرض ہونے سے پہلے ہوئی تھی۔ اس کی شرائط یہ تھیں۔ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے، ہم اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے کوئی بہتان نہیں تراشیں گے، نیکی کے کام میں نافرمانی نہیں کریں گے۔ (بیعت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ''اگر تم نے یہ عہد پورا کیا تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر اس سے کوئی چیز کم کی تو تمہارا معاملہ اللہ کے پاس ہے چاہے تو عذاب دے، چاہے تو معاف فرما دے۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ❶ یاد رہے بیعت عقبہ اولیٰ میں بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شریک تھے، جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

① حضرت معاذ بن حارث رضی اللہ عنہ ② حضرت ذکوان بن عبدالقیس رضی اللہ عنہ ③ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ④ حضرت یزید بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ ⑤ حضرت عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہ ⑥ حضرت ابوالہیثم التیہان رضی اللہ عنہ ⑦ حضرت معظم بن ساعد رضی اللہ عنہ ⑧ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ ⑨ حضرت عون بن حارث رضی اللہ عنہ ⑩ حضرت رافع بن مالک رضی اللہ عنہ ⑪ حضرت قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ⑫ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

❷ ''عَقَبَہ'' منیٰ کے مغربی حصہ میں ایک تنگ گھاٹی (گزرگاہ) تھی جہاں حجاج کی آمد و رفت بہت کم ہوتی تھی اس لئے اسے محفوظ جگہ سمجھ کر بیعت کے لئے منتخب کیا گیا۔ اب اس جگہ پر سڑکیں تعمیر ہو چکی ہیں۔

---

[1] 324/5 تحقیق شعیب الارناؤوط (22754/37)

فَضْلُ اَهْلِ بَيْعَةِ الْعَقَبَةِ الثَّانِيَةِ

بیعتِ عقبہ ثانی میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل

مَسئلہ 66 بیعت عقبہ ثانی (13 نبوت) میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی ضمانت عطا فرمائی۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ عَشَرَ سِنِيْنَ يَتَّبِعُ النَّاسَ فِيْ مَنَازِلِهِمْ بِعُكَاظٍ وَمَجَنَّةَ وَالْمَوَاسِمِ بِمِنًى يَقُوْلُ: ((مَنْ يُؤْوِيْنِيْ؟ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ؟ حَتّٰى أُبَلِّغَ رِسَالَةَ رَبِّيْ، وَلَهُ الْجَنَّةُ)) حَتّٰى اِنَّ الرَّجُلَ لَيَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ أَوْ مِنْ مِصْرَ -- كَذَا قَالَ -- فَيَأْتِيْهِ قَوْمُهُ، فَيَقُوْلُوْنَ: أَحْذَرْ غُلَامَ قُرَيْشٍ، لَايَفْتِنُكَ. وَيَمْشِيْ بَيْنَ رِجَالِهِمْ، وَهُمْ يُشِيْرُوْنَ بِالْأَصَابِعِ، حَتّٰى بَعَثَنَا اللّٰهُ لَهُ مِنْ يَّثْرِبَ، فَآوَيْنَاهُ وَصَدَّقْنَاهُ، فَيَخْرُجُ الرَّجُلُ مِنَّا، فَيُؤْمِنُ بِهٖ، وَيُقْرِئُهُ الْقُرْآنَ، فَيَنْقَلِبُ اِلٰى أَهْلِهٖ، فَيُسْلِمُوْنَ بِاِسْلَامِهٖ، حَتّٰى لَمْ يَبْقَ دَارٌ مِنْ دُوْرِ الْأَنْصَارِ اِلَّا وَفِيْهَا رَهْطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُظْهِرُوْنَ الْاِسْلَامَ. ثُمَّ ائْتَمَرُوْا جَمِيْعًا، فَقُلْنَا: حَتّٰى مَتٰى نَتْرُكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُطْرَدُ فِيْ جِبَالِ مَكَّةَ وَيَخَافُ؟ فَرَحَلَ اِلَيْهِ مِنَّا سَبْعُوْنَ رَجُلًا، حَتّٰى قَدِمُوْا فِي الْمَوْسِمِ، فَوَاعَدْنَاهُ شِعْبَ الْعَقَبَةِ، فَاجْتَمَعْنَا عِنْدَهُ مِنْ رَجُلٍ وَرَجُلَيْنِ، حَتّٰى تَوَافَيْنَا، فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! عَلَامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ ﷺ: ((تُبَايِعُوْنِيْ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي النَّشَاطِ وَالْكَسَلِ، وَالنَّفَقَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَعَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَأَنْ تَقُوْلُوْا فِي اللّٰهِ، لَاتَخَافُوْنَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَعَلٰى أَنْ تَنْصُرُوْنِيْ، فَتَمْنَعُوْنِيْ اِذَا قَدِمْتُ عَلَيْكُمْ مِمَّا تَمْنَعُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَزْوَاجَكُمْ وَ اَبْنَاءَكُمْ وَ لَكُمُ الْجَنَّةُ)) قَالَ: فَقُمْنَا اِلَيْهِ فَبَايَعْنَاهُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ. ❶ (صحيح)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں (بیعت عقبہ ثانی سے قبل) دس برس مکہ میں

---

❶ 323/3 تحقيق شعيب الارناؤوط(14456/22)

ٹھہرے اوراس دوران لوگوں کی قیام گاہوں، عکاظ اور مجنہ کے ٹیلوں اور موسمِ حج میں منٰی کے چکر لگاتے رہے اورلوگوں سے کہتے رہے ''کون ہے جو مجھے پناہ دے یا کون ہے جو میری مدد کرے تاکہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچا سکوں؟ اُس کے لئے جنت کا وعدہ ہے۔'' (لیکن کوئی بھی تیار نہ ہوا) حتی کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ایک آدمی یمن یا مضر قبیلہ سے (مکہ جانے کے لئے گھر سے) نکلتا تو اُس کے قبیلہ کے لوگ اُس کے پاس آتے اوراُسے کہتے ''قریشی جوان سے بچ کے رہنا، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دے۔'' مکہ میں آپ ﷺ کا حال یہ تھا کہ جب آپ ﷺ لوگوں کے پاس سے گزرتے تو وہ انگلیوں سے آپ کی طرف اشارہ کرتے، پھر اللہ نے ہمیں یثرب سے آپ ﷺ کے پاس بھیج دیا۔ ہم نے آپ ﷺ کو پناہ دی اور آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ پھر صورتِ حال یہ ہوگئی کہ ایک آدمی گھر سے نکلتا، آپ ﷺ پر ایمان لاتا، قرآن پڑھتا اور جب اپنے گھر واپس پلٹتا تو اُس کی دعوت پر گھر والے بھی مسلمان ہوجاتے۔ اس طرح انصار کے گھروں میں کوئی گھر ایسا باقی نہ رہا جس میں مسلمانوں کا گروہ نہ پایا جاتا ہو اور اپنے اسلام کا (کھلم کھلا) اظہار نہ کرتا ہو۔ (ایک روز) ہم سب اکٹھے ہوئے اور باہم مشورہ کیا کہ آخر ہم کب تک رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں چھوڑے رکھیں گے کہ وہ مکہ کے پہاڑوں میں ٹھوکریں کھاتے رہیں اور خوف کی زندگی بسر کریں، چنانچہ ہم میں سے ستر (70) افراد روانہ ہوئے اور حج کے موسم میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عقبہ کی گھاٹی میں آپ سے (رات کے وقت) ملنے کا وعدہ کیا، چنانچہ ہم سب (نہایت رازداری سے)، ایک ایک، دودو، کرکے طے شدہ مقام پر پہنچ گئے اور ہم نے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! ہم کس بات پر آپ ﷺ کی بیعت کریں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم لوگ ان باتوں پر میری بیعت کروگے، اچھے اور بُرے ہر حال میں میری بات سنو گے اور اُس پر عمل کروگے، تنگی اور خوشحالی دونوں صورتوں میں مال خرچ کروگے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض بجالاؤ گے، اللہ کے معاملہ میں حق بات کہو گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرو گے اور جب میں تمہارے پاس آجاؤں تو تم میری مدد کروگے اور جس طرح اپنی جانوں اور بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہو، اسی طرح میری بھی حفاظت کروگے۔ اس کے بدلہ میں تمہارے لئے جنت ہوگی۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''(آپ ﷺ کے ارشاد کے بعد) ہم اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے کہ عقبہ ثانی میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد 73 تھی جن میں سے 71 مرد اور دو خواتین تھیں۔ مذکورہ حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اقرب عدد کا ذکر فرمایا ہے۔

مَسئلہ 67 بیعت عقبہ ثانی میں 73 افراد شریک ہوئے۔

مَسئلہ 68 قبیلہ اوس میں سے گیارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شریک ہوئے جن کے اسماء گرامی اور مختصر فضائل درج ذیل ہیں:

قَالَ ابْنِ اِسْحٰقَ : وَ شَهِدَهَا مِنَ الْاَوْسِ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا اُسَيْدَ بْنِ حُضَيْرٍ رضی اللہ عنہ اَحَدَ النُّقَبَاءِ وَ اَبَا الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيِّهَانِ رضی اللہ عنہ بَدْرِيٌّ اَيْضًا وَ سَلَمَةَ بْنِ سَلَامَةَ رضی اللہ عنہ بَدْرِيٌّ وَ ظَهِيْرَ بْنِ رَافِعٍ وَ اَبَا بَرْدَةَ بْنِ دِيْنَارٍ بَدْرِيٌّ وَ نَهِيْرَ بْنِ الْهَيْثَمِ وَ سَعَدَ بْنِ خَيْثَمَةَ اَحَدَ النُّقَبَاءِ بَدْرِيٌّ وَ قُتِلَ بِهَا شَهِيْدًا وَ رِفَاعَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ نَقِيْبٌ بَدْرِيٌّ وَ عَبْدَ اللّٰهِ بْن جُبَيْرٍ بَدْرِيٌّ وَ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ شَهِيْدًا اَمِيْرًا عَلَى الرُّمَاةِ وَ مَعْنَ بْنِ عَدِيِّ حَلِيْفٌ لِلْاَوْسِ شَهِدَ بَدْرًا وَ مَا بَعْدَهَا وَقُتِلَ بِالْيَمَامَةِ وَ عَوَيْمَ بْنِ سَاعِدَةٍ رضی اللہ عنہ شَهِدَ بَدْرًا وَ مَا بَعْدَهَا . ذَكَرَهُ فِي الْبَدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ[1]

ابن اسحٰق رحمہ اللہ کہتے ہیں بیعت عقبہ ثانی میں قبیلہ اوس کے گیارہ افراد شریک ہوئے تھے جن میں ① حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ، جونقیب بھی بنائے گئے ② حضرت ابوالہیثم التیہان رضی اللہ عنہ، جوغزوہ بدر میں بھی شریک ہوئے ③ حضرت سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ جوغزوہ بدر میں شریک ہوئے ④ حضرت ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ ⑤ حضرت ابوبردہ بن دینار رضی اللہ عنہ، جوغزوہ بدر میں بھی شریک ہوئے ⑥ حضرت نہیر بن ہیثم رضی اللہ عنہ ⑦ حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ، جواپنے قبیلے کے نقیب بھی مقرر ہوئے اورغزوہ بدر میں شریک ہوئے اور شہادت پائی ⑧ حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ، جونقیب بنائے گئے اورغزوہ بدر میں شریک ہوئے ⑨ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ، جوغزوہ بدر میں شریک ہوئے، جبل احد میں جبل رماۃ کے دستہ کے امیر بنائے گئے اور شہادت پائی ⑩ حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہ، قبیلہ اوس کے حلیف تھے، غزوہ بدر میں شرکت فرمائی اوراس کے بعد دیگر غزوات میں بھی شریک رہے اور جنگ یمامہ میں خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے اور ⑪ حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ جوغزوہ بدراور بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے، شامل ہیں۔ اسے البدایہ والنہایہ میں بیان کیا گیا ہے۔

مَسئلہ 69 قبیلہ خزرج سے 60 مرد بیعت عقبہ ثانی میں شریک ہوئے جن کے اسماء گرامی اور مختصر فضائل درج ذیل ہیں:

---

[1] الجزء الثالث ، رقم الصفحه 180، مطبوعه دار المعرفة ، بيروت

قَالَ ابْنِ اِسْحٰقَ رَحِمَهُ اللّٰهُ : شَهِدَهَا مِنَ الْخَزْرَجِ اثْنَانِ وَ سِتُّوْنَ رَجُلًا اَبُوْ اَيُّوْبَ خَالِدَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ وَ شَهِدَ بَدْرًا وَ مَا بَعْدَهَا وَ مَاتَ بِاَرْضِ الرُّوْمِ زَمَنَ مُعَاوِيَةَ شَهِيْدًا وَ مُعَاذُ بْنُ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہ وَ اَخُوَاهُ عَوْفٌ رضی اللہ عنہ وَ مُعَوَّذٌ رضی اللہ عنہ وَ هُمْ بَنُوْ عَفْرَاءَ رضی اللہ عنہا بَدْرِيُّوْنَ وَ عَمَّارَةُ بْنِ حَزَمٍ رضی اللہ عنہ شَهِدَ بَدْرًا وَ مَا بَعْدَهَا وَ قُتِلَ بِالْيَمَامَةِ وَاَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ رضی اللہ عنہ اَبُوْ اُمَامَةَ اَحَدُ النُّقَبَاءِ مَاتَ قَبْلَ بَدْرٍ وَ سَهْلُ بْنِ عَتِيْكٍ رضی اللہ عنہ بَدَرِيٌّ وَ اَوْسُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ الْمُنْذِرِ رضی اللہ عنہ بَدَرِيٌّ وَ اَبُوْ طَلْحَةَ زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ رضی اللہ عنہ بَدَرِيٌّ وَ قَيْسُ بْنُ اَبِيْ صَعْصَعَةَ رضی اللہ عنہ كَانَ اَمِيْرًا عَلَى السَّاقَةِ يَوْمَ بَدْرٍ وَ عَمْرُو بْنُ غَزِيَّةَ رضی اللہ عنہ وَ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ رضی اللہ عنہ اَحَدُ النُّقَبَاءِ شَهِدَ بَدْرًا وَ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ وَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ شَهِدَ بَدْرًا وَ قُتِلَ يَوْمِ اُحُدٍ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ رضی اللہ عنہ اَحَدُ النُّقَبَاءِ شَهِدَ بَدْرًا وَ اُحُدٍ وَالْخَنْدَقِ وَ قُتِلَ يَوْمَ مُؤْتَةِ اَمِيْرًا وَ بَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ بَدَرِيٌّ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ اَلَّذِيْ اَرَى النِّدَاءَ وَ هُوَ بَدَرِيٌّ

ابن اسحٰق رحمہ اللہ کہتے ہیں قبیلہ خزرج سے بیعت عقبہ ثانی میں 62 افراد شریک ہوئے جن میں ① حضرت ابوایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ ہیں جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور اس کے بعد تمام غزوات میں شامل ہوئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں ارض روم میں شہادت پائی ② حضرت معاذ بن حارث رضی اللہ عنہ اور ان کے دو بھائی ③ حضرت عوف رضی اللہ عنہ اور ④ حضرت معوذ رضی اللہ عنہ، تینوں عفراء رضی اللہ عنہا (بنت عبید انصاریہ رضی اللہ عنہا) کے بیٹے تھے، تینوں غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ ⑤ عمارہ بنت حزم رضی اللہ عنہ جو غزوہ بدر اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے، جنگ یمامہ میں شہادت پائی ⑥ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ، جن کی کنیت ابوامامہ ہے (بیعت کے بعد) نقیب مقرر ہوئے اور غزوہ بدر سے پہلے ہی فوت ہو گئے۔ ⑦ حضرت سہل بن عتیک رضی اللہ عنہ، غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ ⑧ حضرت اوس بن ثابت بن منذر رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ ⑨ حضرت ابوطلحہ زید بن سہل رضی اللہ عنہ، غزوہ بدر میں شریک رہے۔ ⑩ حضرت قیس بن ابی صعصعہ رضی اللہ عنہ، غزوہ بدر میں لشکر کے پچھلے حصہ کے امیر تھے۔ ⑪ حضرت عمرو بن غزیہ رضی اللہ عنہ ⑫ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ (بیعت کے بعد) نقیب بنائے گئے، غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے۔ ⑬ حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ، غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں شہادت پائی۔ ⑭ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ، نقیب بنائے گئے، غزوہ بدر، غزوہ احد اور غزوہ احزاب میں شریک ہوئے، جنگ موتہ میں لشکر اسلام کے امیر بنائے گئے اور شہادت پائی۔ ⑮ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ، غزوہ بدر میں

شریک ہوئے۔ ⑯ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ، جنہوں نے خواب میں اذان کے کلمات سنے (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کلمات کا حکم دے دیا) غزوہ بدر میں شریک رہے، شامل ہیں۔

وَ خَلَّادُ بْنُ سُوَيْدٌ رضی اللہ عنہ بَدَرِيٌّ وَاُحُدِيٌّ خَنْدَقِيٌّ وَ قُتِلَ يَوْمَ بَنِيْ قُرَيْظَةَ شَهِيْدًا طُرِحَتْ عَلَيْهِ رَحْيٌ فَشَدَّخَتْهُ فَيُقَالُ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِنَّ لَهُ لَاَجْرُ شَهِيْدَيْنِ)) وَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَلْبَدَرِيُّ وَ زِيَادُ بْنِ لُبَيْدٍ رضی اللہ عنہ بَدَرِيٌّ وَ فَرْوَةُ بْنُ عَمْرِو بْنِ وَدْفَةَ رضی اللہ عنہ وَ خَالِدُ بْنُ قَيْسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ بَدَرِيٌّ وَ رَافِعُ بْنُ مَالِكٍ اَحَدُ النُّقَبَاءِ وَ ذَكْوَانُ بْنُ عَبْدِ قَيْسِ بْنِ خَلْدَةَ وَهُوَ الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ مُهَاجِرِيٌّ اَنْصَارِيٌّ لِاَنَّهُ اَقَامَ عِنْدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَكَّةَ حَتّٰى هَاجَرَ مِنْهَا وَ هُوَ بَدَرِيٌّ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ وَ عَبَّادُ بْنُ قَيْسِ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ بَدَرِيٌّ وَ اَخُوْهُ الْحَارِثُ بْنُ قَيْسِ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ بَدَرِيٌّ اَيْضًا وَالْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ اَحَدُ النُّقَبَاءَ وَ اَوَّلُ مَنْ بَايَعَ فِيْمَا تَزْعَمُ بَنُوْ سَلَمَةَ وَ قَدْ مَاتَ قَبْلَ مُقَدَّمَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْمَدِيْنَةَ وَ اَوْصٰى لَهُ بِثُلُثِ مَالِهِ فَرَدَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى وَرَثَتِهٖ وَابْنُهُ بِشْرُ بْنُ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ وَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَ اُحُدًا وَالْخَنْدَقَ وَ مَاتَ بِخَيْبَرَ شَهِيْدًا مِنْ اَكْلِهٖ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ تِلْكَ الشَّاةِ الْمَسْمُوْمَةِ رضی اللہ عنہ

اور ان میں ⑰ خلاد بن سوید رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں جو غزوہ بدر، غزوہ احد اور غزوہ خندق میں شریک ہوئے اور غزوہ بنوقریظہ میں شہادت پائی۔ کسی عورت نے (دیوار سے) ان کے اوپر چکی کا پتھر گرایا جس سے وہ کچلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس کے لئے دو شہیدوں کا اجر ہے۔ ⑱ حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ ⑲ حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ، جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ ⑳ حضرت فروہ بن عمرو بن ودفہ رضی اللہ عنہ ㉑ حضرت خالد بن قیس بن مالک رضی اللہ عنہ، غزوہ بدر میں بھی شرکت فرمائی۔ ㉒ حضرت رافع بن مالک رضی اللہ عنہ، جنہیں نقیب بھی بنایا گیا۔ ㉓ حضرت ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ رضی اللہ عنہ، انہیں مہاجر بھی کہا جاتا ہے اور انصاری بھی، حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ مدینہ سے مکہ چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں قیام تک مکہ میں ہی رہے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ بھی ہجرت کر کے مدینہ آ گئے، غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں شہادت پائی۔ ㉔ حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت حارث بن قیس بن عامر رضی اللہ عنہ بھی بیعت میں شریک ہوئے اور غزوہ بدر میں بھی شریک ہوئے۔ ㉕ حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ، نقیب بھی مقرر ہوئے اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی، جو کہ قبیلہ بنوسلمہ میں

سے تھے۔رسول اکرم ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے پہلے ہی فوت ہو گئے۔حضرت براء رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے بعد اپنے مال کا ایک تہائی حصہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کی وصیت فرمائی۔رسول اللہ ﷺ نے ان کا مال ان کے ورثاء اوران کے بیٹے بشر بن براء رضی اللہ عنہ کولوٹا دیا۔بشر بن براء رضی اللہ عنہ غزوہ بدر،غزوہ احد اورغزوہ احزاب میں شریک ہوئے اورغزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زہر آلود بکری کا گوشت کھانے کی وجہ سے شہید ہو گئے۔رضی اللہ عنہ

وَ سِنَانُ بْنُ صَيْفِيٍّ رضی اللہ عنہ بَدْرِيٌّ وَ الطُّفَيْلُ بْنُ النُّعْمَانِ بْنِ خُنَسَاءَ رضی اللہ عنہ بَدْرِيٌّ قُتِلَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَ مَعْقَلُ بْنُ الْمُنْذِرِ بْنِ سَرْحٍ رضی اللہ عنہ بَدْرِيٌّ وَ اَخُوْهُ يَزِيْدُ بْنُ الْمُنْذِرِ رضی اللہ عنہ بَدْرِيٌّ وَ مَسْعُوْدُ بْنُ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ وَالضَّحَاكُ بْنُ حَارِثَةَ رضی اللہ عنہ بَدْرِيٌّ وَ يَزِيْدُ بْنُ خَذَامِ بْنِ سَبِيْعٍ وَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ رضی اللہ عنہ بَدْرِيٌّ وَالطُّفَيْلُ بْنُ مَالِكِ بْنِ خُنَسَاءَ رضی اللہ عنہ بَدْرِيٌّ وَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ وَ سَلِيْمُ بْنُ عَامِرِ بْنِ جَدِيْدَةَ رضی اللہ عنہ بَدْرِيٌّ وَ قُطْبَةُ بْنُ عَامِرِ بْنِ جَدِيْدَةَ رضی اللہ عنہ بَدْرِيٌّ وَ اَخُوْهُ اَبُو الْمُنْذِرَ يَزِيْدٍ رضی اللہ عنہ بَدْرِيٌّ اَيْضًا وَ اَبُو الْيُسْرِ كَعْبُ بْنُ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ بَدْرِيٌّ وَ صَيْفِي بْنُ سَوَادِ بْنِ عِبَادٍ رضی اللہ عنہ وَ ثَعْلَبَةُ بْنُ غَنَمَةَ بْنِ عَدِيٍّ رضی اللہ عنہ بَدْرِيٌّ وَاسْتُشْهِدَ بِالْخَنْدَقِ وَ اَخُوْهُ عَمْرُو بْنُ غَنَمَةَ بْنِ عَدِيٍّ رضی اللہ عنہ وَ عَبَسُ بْنُ عَامِرِ بْنِ عَدِيٍّ رضی اللہ عنہ بَدْرِيٌّ وَ خَالِدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَدِيِّ بْنِ نَابِيْ رضی اللہ عنہ وَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُنَيْسٍ رضی اللہ عنہ

اور (26) حضرت سنان بن صیفی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔(27) حضرت طفیل بن نعمان بن خنساء رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اورغزوہ خندق میں شہادت پائی۔(28) حضرت معقل بن منذر بن سرح رضی اللہ عنہ ،غزوہ بدر میں شریک ہوئے اوران کے بھائی (29) حضرت یزید بن منذر رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔(30) حضرت مسعود بن زید رضی اللہ عنہ اور (31) حضرت ضحاک بن حارثہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔(32) حضرت یزید بن خذام بن سبیع رضی اللہ عنہ اور (33) حضرت جبار بن صخر رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔(34) حضرت طفیل بن مالک بن خنساء رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔(35) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور (36) حضرت سلیم بن عامر بن جدیدہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور (37) حضرت قطبہ بن عامر بن جدیدہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اوران کے بھائی (38) حضرت ابی المنذر یزید رضی اللہ عنہ،غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔(39) حضرت ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔(40) حضرت صیفی بن سواد بن عباد رضی اللہ عنہ اور (41) حضرت ثعلبہ بن غنمہ بن عدی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اورغزوہ خندق میں

شہادت پائی اور ان کے بھائی (42) عمرو بن غنمہ بن عدی رضی اللہ عنہ اور (43) عبس بن عامر بن عدی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ (44) حضرت خالد بن عمرو بن عدی بن نابی رضی اللہ عنہ اور (45) حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ شامل تھے۔

وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ رضی اللہ عنہ اَحَدُ النُّقَبَاءَ بَدَرِیٌّ وَاسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَابْنُهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ وَ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ رضی اللہ عنہ بَدَرِیٌّ وَ ثَابِتُ بْنُ الْجِذْعِ رضی اللہ عنہ بَدَرِیٌّ وَ قُتِلَ شَهِيْدًا بِالطَّائِفِ وَ عُمَيْرُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ ثَعْلَبَةَ رضی اللہ عنہ بَدَرِیٌّ وَ خُدَيْجُ بْنُ سَلَامَةَ رضی اللہ عنہ وَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ شَهِدَ بَدْرًا وَ مَا بَعْدًا وَ مَاتَ بِطَاعُوْنِ عَمَوَاسٍ فِیْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ وَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ اَحَدَ النُّقَبَاءِ شَهِدَ بَدْرًا وَ مَا بَعْدَهَا وَالْعَبَّاسُ بْنُ عُبَادَةَ بْنِ نَضْلَةَ رضی اللہ عنہ وَ قَدْ اَقَامَ بِمَكَّةَ حَتّٰى هَاجَرَ مِنْهَا فَكَانَ يُقَالُ لَهُ مُهَاجِرِیٌّ اَنْصَارِیٌّ اَيْضًا وَ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ شَهِيْدًا وَ اَبُوْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ يَزِيْدَ بْنِ ثَعْلَبَةَ رضی اللہ عنہ وَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ بْنِ كِنْدَةَ رضی اللہ عنہ وَ رِفَاعَةُ بْنُ عَمْرِو بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ بَدَرِیٌّ وَ عُقْبَةُ بْنُ وَهَبِ بْنِ كَلْدَةَ رضی اللہ عنہ بَدَرِیٌّ وَ كَانَ مِمَّنْ خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فَأَقَامَ بِهَا حَتّٰى هَاجَرَ مِنْهَا فَهُوَ مِمَّنْ يُقَالُ لَهُ مُهَاجِرِیٌّ اَنْصَارِیٌّ اَيْضًا وَ سَعْدُ بْنِ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ اَحَدُ النُّقَبَاءِ وَالْمُنْذِرُ بْنُ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ نَقِيْبٌ بَدَرِیٌّ اُحُدِیٌّ وَ قُتِلَ يَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ اَمِيْرًا وَ هُوَ الَّذِیْ يُقَالُ لَهُ اَعْتَقَ لِيَمُوْتَ

اور (46) حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ (بیعت کے بعد) نقیب مقرر ہوئے، غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں شہادت پائی اور ان کے بیٹے (47) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور (48) حضرت معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور (49) حضرت ثابت بن جذع رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور غزوہ طائف میں شہادت پائی اور (50) حضرت عمیر بن حارث بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور (51) حضرت خدیج بن سلامہ رضی اللہ عنہ اور (52) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ غزوہ بدر اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں (شام میں) طاعون عمواس میں وفات پائی۔ اور (53) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نقیب بنائے گئے، غزوہ بدر اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے اور (54) حضرت عباس بن عبادہ بن نضلہ رضی اللہ عنہ (ایمان لانے کے بعد) مکہ آ کر رہائش پذیر ہوگئے پھر وہاں سے مدینہ ہجرت کی۔ اس لئے انہیں مہاجر اور انصاری کہا جاتا تھا، غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ (55) حضرت ابوعبدالرحمٰن یزید بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ اور (56) حضرت عمرو بن حارث بن کندہ

رضی اللہ عنہ اور (57) حضرت رفاعہ بن عمرو بن زید رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ (58) حضرت عقبہ بن وہب بن کلدہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بھی (ایمان لانے کے بعد) مکہ آ گئے اور پھر وہاں سے مدینہ ہجرت کی۔ انہیں بھی مہاجر اور انصاری کہا جاتا تھا اور (59) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نقیب مقرر کئے گئے۔ (60) حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ نقیب بنائے گئے۔ غزوہ بدر اور غزوہ احد دونوں میں شریک ہوئے اور بیئر معونہ کے حادثہ میں شہید کئے گئے۔ حضرت منذر رضی اللہ عنہ اس جماعت کے سردار بنائے گئے تھے ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا ''اس نے موت کو گلے لگالیا۔''❶

مَسئلہ 70 بیعت عقبہ ثانی میں شریک 73 افراد میں سے قبیلہ خزرج کی دو جری اور دلیر خواتین بھی شامل تھیں جن کے اسماء گرامی اور مختصر فضائل درج ذیل ہیں:

قَالَ بْنِ اِسْحٰقَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَ اَمَّا الْمَرْأَتَانِ فَاُمُّ عَمَّارَةَ نَسِيْبَةُ بِنْتُ كَعْبِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہا . قَالَ ابْنِ اِسْحٰقَ وَ قَدْ كَانَتْ شَهِدَتِ الْحَرْبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ شَهِدَتْ مَعَهَا اُخْتَهَا وَ زَوْجُهَا زَيْدُ بْنُ عَاصِمِ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ وَابْنَاهَا حَبِيْبٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ وَ ابْنُهَا حَبِيْبٌ هٰذَا هُوَ الَّذِىْ قَتَلَهُ مُسَيْلَمَةَ الْكَذَّابِ حِيْنَ جَعَلَ يَقُوْلُ لَهُ أَ تَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ؟ فَيَقُوْلُ : نَعَمْ ! فَيَقُوْلُ : أَ تَشْهَدُ اَنِّىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَيَقُوْلُ : لاَ ! اَسْمَعُ فَجَعَلَ يَقْطَعُهُ عُضْوًا عُضْوًا حَتّٰى مَاتَ فِىْ يَدَيْهِ لاَ يَزِيْدُهُ عَلٰى ذٰلِكَ فَكَانَتْ اُمُّ عَمَّارَةَ مِمَّنْ خَرَجَ اِلَى الْيَمَامَةِ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ حِيْنَ قُتِلَ مُسَيْلَمَةَ وَ رَجَعَتْ وَ بِهَا اثْنَىْ عَشَرَ جُرْحًا مِنْ بَيْنِ طَعْنَةٍ وَ ضَرْبَةٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا وَالْاُخْرٰى اُمُّ مَنِيْعٍ اَسْمَاءُ اِبْنَةُ عَمْرِو بْنِ عَدِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا . ذَكَرَهُ فِى الْبَدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ ❷

ابن اسحق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بیعت عقبہ ثانی میں شریک ہونے والی دو خواتین میں سے ایک ام عمارہ نسیبہ بنت کعب بن عمرو رضی اللہ عنہا تھیں۔ ابن اسحق کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شامل

❶ بیئر معونہ کے حادثے میں مشرک غداروں نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کر دیا۔ صرف حضرت منذر رضی اللہ عنہ زندہ بچ گئے۔ مشرکوں نے انہیں امان دینے کی پیش کش کی، لیکن انہوں نے امان کی بجائے شہید ہونا پسند کیا۔ دو مشرکوں کو شہید کرنے کے بعد خود شہید ہو گئے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات ارشاد فرمائے۔

❷ الجزء الثالث ، رقم الصفحة 181، مطبوعة دار المعرفة ، بيروت

رہیں اورام عمارہ کے ساتھ ان کی بہن، ان کے شوہر زید بن عاصم بن کعب اور ان کے دو بیٹے حضرت حبیب اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی شریک ہوئے۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ وہی ہیں جنہیں مسیلمہ کذاب نے شہید کیا۔ مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں؟'' حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔'' پھر مسیلمہ نے پوچھا ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟'' حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا ''میں تمہاری بات نہیں سن پارہا۔'' اس کے بعد مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کا ایک ایک عضو کاٹنا شروع کیا حتی کہ وہ شہید ہوگئے، لیکن انہوں نے (اپنی زبان سے) اس سے زائد کوئی کلمہ نہ نکالا۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا جنگ یمامہ کے لئے مسلمانوں کے ساتھ روانہ ہوئیں جس میں مسیلمہ جہنم رسید ہوا۔ اس جنگ میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو نیزے کے بارہ زخم آئے۔ بیعت عقبہ میں شریک ہونے والی دوسری خاتون حضرت ام منیع اسماء بنت عمرو بن عدی رضی اللہ عنہا تھیں۔ اسے امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں بیان کیا ہے۔

مَسئلہ 71 بیعت عقبہ ثانی میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غزوہ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ وَكَانَ رِفَاعَةُ رضی اللہ عنہ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ وَكَانَ رَافِعٌ رضی اللہ عنہ مِّنْ اَهْلِ الْعَقَبَةِ فَكَانَ يَقُوْلُ لِابْنِهٖ: مَا يَسُرُّنِيْ اَنِّيْ شَهِدْتُّ بَدْرًا بِالْعَقَبَةِ. قَالَ سَئَلَ جِبْرِيْلُ عليه السلام النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم بِهٰذَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت معاذ بن رفاعۃ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رفاعۃ رضی اللہ عنہ اہل بدر میں سے تھے اور (ان کے والد) حضرت رافع رضی اللہ عنہ اہل عقبہ میں سے تھے اور حضرت رافع رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے حضرت رفاعۃ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے تھے، ''مجھے غزوہ بدر میں شریک ہونے پر اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی بیعت عقبہ ثانی میں شریک ہونے کی ہے۔'' اور حضرت رافع رضی اللہ عنہ فرماتے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کی تھی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

***

❶ کتاب المغازی، باب شهود الملائكة بدرًا

فَضْلُ اَهْلِ الْقُبَاءِ
قبا بستی والوں کی فضیلت

مَسئلہ 71 اہل قبا اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں سے تھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِیْ اَهْلِ الْقُبَاءِ ﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝﴾ قَالَ كَانُوْا يَسْتَنْجُوْنَ بِالْمَاءِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْهِمْ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ . [1] (صحيح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت ﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝﴾ ''ترجمہ: قبا میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔ (سورۃ التوبہ: آیت 108)'' اہل قبا کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اہل قبا کی عادت تھی (مٹی کے بجائے ہمیشہ) پانی سے ہی استنجا کرتے تھے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

❀❀❀

[1] ابواب تفسير القرآن باب تفسير سورة التوبة (2476/3)

فَضْلُ اَهْلِ الْبَدْرِ
اصحابِ بدر کے فضائل

مسئلہ 72 غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدد فرمائی۔

﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○﴾ (123:3)

''اور بے شک اللہ تعالیٰ غزوہ بدر میں تمہاری مدد فرما چکا ہے حالانکہ تم بہت کمزور تھے پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو امید ہے تم اس کے شکر گزار بنو گے۔ (سورۃ آل عمران: آیت 123)

مسئلہ 73 غزوہ بدر میں شریک ہونے والے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اللہ تعالیٰ نے گناہ معاف فرما دیئے ہیں

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ اِلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ : اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ))فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.❶

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: تم لوگ جیسے عمل چاہو کرو، تمہارے لئے جنت واجب ہو چکی ہے، یا فرمایا: میں نے تمہیں معاف فرما دیا ہے۔'' اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور کہنے لگے: اللہ اور اُس کا رسول خوب جانتے ہیں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 74 غزوہ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہرگز آگ میں نہیں جائیں گے۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَنْ يَّدْخُلَ النَّارَ شَهِدَ رَجُلٌ بَدْرًا

❶ كتاب المغازى، باب: فضل من شهد بدرًا

وَالْحُدَيْبِيَةَ.)) رَوَاهُ اَحْمَدُ. ❶ (حسن)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جوآدمی (غزوۂ) بدر اور (غزوۂ) حدیبیہ میں شریک ہوا، وہ ہرگز آگ میں نہیں جائے گا۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ عَبْدًالِّحَاطِبِ رضی اللہ عنہ جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَشْكُوْ حَاطِبًا رضی اللہ عنہ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ ،فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَاِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَّ الْحُدَيْبِيَةَ.)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ. ❷

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا ایک غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی شکایت کرتے ہوئے کہنے لگا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حاطب ضرور آگ میں جائے گا۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم جھوٹے ہو، وہ آگ میں نہیں جائے گا۔ وہ غزوہ بدر اور غزوہ حدیبیہ میں شریک تھا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 75 اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک غزوہ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خُدَيْجٍ رضی اللہ عنہ؛ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيْلُ اَوْمَلَكٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : مَا تَعُدُّوْنَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًافِيْكُمْ ؟ قَالَ خِيَارُنَا، قَالَ : كَذٰلِكَ هُمْ عِنْدَنَا، خِيَارُ الْمَلَائِكَةِ.رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ. ❸ (صحيح)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت جبریل یا کوئی دوسرا فرشتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ''تم میں سے جولوگ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے، اُن کا مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کیسا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ''وہ ہم میں سے بہترین لوگ ہیں۔'' جبریل (یا فرشتے) نے جواب دیا ''اسی طرح ہم بھی بدر میں شامل ہونے والے فرشتوں کو اپنے درمیان افضل سمجھتے ہیں۔'' اسے ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے۔

---

❶ 3/396 تحقیق شعیب الارناؤوط، سلسلة الاحاديث الصحيحة للالبانی ، الجزء الخامس،رقم الحديث:2160

❷ كتاب الفضائل ،باب : من فضائل حاطب بن ابى بلتعة واهلِ بدر

❸ ابواب فضائل اصحاب رسول ﷺ،باب: فضائل اهل بدر

فَضْلُ اَهْلِ الْاُحُدِ

غزوہ اُحد میں شریک ہونے والوں کے فضائل

مَسئلہ 76 غزوہ احد میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اجر عظیم ہے۔

﴿وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ط لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ لا وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ○﴾ (3:171-174)

”اور بے شک اللہ تعالیٰ مومنوں کے اجر ضائع نہیں فرماتا اور ان مومنوں کا اجر بھی ضائع نہیں فرمایا جنہوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہا، ان میں سے جنہوں نے نیکی اور تقویٰ کا راستہ اختیار کیا ان کے لیے اجر عظیم ہے۔ اور وہ جن سے لوگوں نے کہا: تمہارے خلاف بڑے لشکر جمع ہوئے ہیں ان سے ڈرو۔ یہ سن کر ان کے ایمان میں اور بھی اضافہ ہو گیا اور انہوں نے جواب دیا: ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ آخر وہ اللہ کی نعمت اور فضل لے کر پلٹے ان کو کوئی نقصان بھی نہ پہنچا اور انہوں نے اللہ کی رضا بھی پالی اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔“ (سورۃ آل عمران، آیت :171-174)

وضاحت : غزوہ احد کے اختتام پر مشرکین واپس مکہ پلٹے تو راستے میں انہیں خیال آیا کہ مسلمانوں کو قیدی بنائے اور ان کے اموال لوٹے بغیر واپس آنا ہماری سخت غلطی ہے۔ چنانچہ ابوسفیان نے مدینہ آنے والے ایک آدمی کے ہاتھ پیغام بھجوایا کہ ہم مسلمانوں کا صفایا کرنے کے لیے آ رہے ہیں۔ ابوسفیان کا پیغام سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”حسبنا الله و نعم الوكيل“ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو احد کے دوسرے روز تعاقب کا حکم دے دیا۔ مسلمانوں نے حمراء الاسد (مدینے سے آٹھ میل دور) تک مشرکین کا تعاقب کیا لیکن مشرکین مرعوب ہو کر مکہ لوٹ گئے اور یوں اصحاب احد اللہ تعالیٰ کی رضا اور اجر عظیم حاصل کر کے واپس لوٹے۔

مَسئلہ 77 غزوہ احد میں مالِ غنیمت کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سرتابی

کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی لغزش بھی اللہ تعالیٰ معاف فرما چکے ہیں۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ○﴾(155:3)

''بے شک تم میں سے وہ لوگ جو دونوں جماعتوں کے ٹکراؤ کے دوران پیٹھ پھیر گئے اس کا سبب یہ تھا کہ شیطان نے ان کے قدم ڈگمگا دیئے ان کی بعض حرکتوں کی وجہ سے جو وہ کر بیٹھے تھے، لیکن اللہ انہیں معاف فرما چکا ہے، بے شک اللہ بڑا بخشنہار اور حوصلے والا ہے۔'' (سورۃ آل عمران، آیت 155)

مسئلہ 78 غزوہ اُحد میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے رب کے پاس بڑی شاداں وفرحاں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○﴾(3:171-169)

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے انہیں تم مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ تو اپنے رب کے پاس زندہ ہیں ۔انہیں رزق دیا جاتا ہے اور اللہ نے انہیں اپنے فضل سے جو کچھ دیا ہے اُس پر وہ خوش ہیں اور جو اُن سے پیچھے ہیں اور ابھی اُن سے ملے نہیں ان کے بارے میں بھی خوش ہیں کہ اُن کے لئے بھی کسی قسم کا کوئی خوف نہیں اور نہ ہی انہیں کوئی غم لاحق ہوگا۔ وہ اللہ کی (دی ہوئی) نعمتوں سے اور اُس کے فضل سے خوش ہیں ۔ بے شک اللہ تعالیٰ مومنوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔'' (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 171-169)

مسئلہ 79 غزوہ احد میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کے ذریعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدد فرمائی۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 293 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 80 قیامت کے روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے اُحد کے ایمان کی خود گواہی

دیں گے۔

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ فِىْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ تَقُوْلُ:((أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ ؟)) فَاِذَا أُشِيْرَ لَهُ اِلٰى اَحَدٍ قَدَّمَهُ فِى اللَّحْدِ وَقَالَ :((أَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) وَأَمَرَبِدَفْنِهِمْ بِدِ مَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوْا .رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے(کہ اُحد کے روز) رسول اللہ ﷺ دوشہیدوں کوایک ہی کپڑے میں لپیٹتے ، پھر پوچھتے ’’اِن دونوں میں سے قرآن کس کوزیادہ یادتھا؟‘‘ جب ان دونوں میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا، تو آپ ﷺ اُسے قبر میں آگے کرتے ۔آپ ﷺ نے شہدائے اُحد کے بارے میں فرمایا’’ قیامت کے روز میں اُن کا گواہ ہوں گا۔‘‘ آپ ﷺ نے شہدائے اُحدکوخون سمیت دفن کرنے کاحکم دیا۔انہیں غسل دیا نہ نماز پڑھی۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 81 غزوہ احد کے شہداء کے لئے دعا فرمانے رسول اللہ ﷺ خصوصاً گنج شہیداں تشریف لے گئے۔

عَنْ عُقْبَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی اکرم ﷺ (مدینہ سے) باہر تشریف لائے اورشہدائے احد کے لئے دعا فرمائی جس طرح میت کے لئے دعا کی جاتی ہے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

❁❁❁❁

---

[1] کتاب المغازی،باب: من قتل من المسلمین یوم احد.

[2] کتاب المغازی ، باب غزوۃ احد – احد جبل یحبنا و نحبه

فَضُلُ اَهُلِ الُخَنُدَقِ

غزوہ خندق میں شریک ہونے والوں کے فضائل

مسئلہ 82 غزوہ خندق میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں پر غیر متزلزل یقین رکھنے والے تھے۔

مسئلہ 83 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ کی راہ میں جانیں قربان کرنے کا وعدہ پورا کر دیا۔

﴿وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ لا قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ○ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عٰهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ز وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ○﴾ (33:22-23)

''اور جب مومنوں نے (کفار کے) لشکر دیکھے تو کہنے لگے یہ تو وہی (آزمائش) ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا۔ (جنگ کی) اس صورت حال نے صحابہ کے ایمان اور جذبہ فرمانبرداری میں اور بھی اضافہ کر دیا۔ مومنوں میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا، کچھ ایسے ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور کچھ ایسے ہیں جو اپنی نذر پوری کرنے کے انتظار میں ہیں اور انہوں نے (اپنے ارادے میں) کوئی تبدیلی نہیں کی۔'' (سورۃ الاحزاب، آیت 22-23)

مسئلہ 84 غزوہ احزاب میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر احسان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی آندھی اور دیگر لشکروں سے مدد فرمائی۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ط وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ○﴾ (33:9)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر اس وقت کیا جب لشکر تم پر چڑھ دوڑے۔ پھر ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور ایسے لشکر بھیجے جنہیں تم دیکھ نہیں پاتے تھے اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والا ہے جو تم کر رہے تھے۔'' (سورۃ الاحزاب: آیت 9)

مَسئله 85 **غزوہ خندق میں بھی فرشتوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدد فرمائی۔**

مَسئله 86 **غزوہ خندق کے بعد غزوہ بنوقریظہ میں بھی فرشتوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدد فرمائی۔**

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ وَ وَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ عليه السلام ، فَقَالَ : قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْنَاهُ فَاخْرُجْ اِلَيْهِمْ ، ((فَاِلٰى اَيْنَ ؟)) قَالَ : هَاهُنَا وَ اَشَارَ اِلٰى بَنِىْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيْهِمْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے واپس مدینہ تشریف لائے، ہتھیار اتار دیئے اور غسل فرمالیا تو جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار اتار دیئے، اللہ کی قسم! ہم نے تو ہتھیار نہیں اتارے، ان پر بھی چڑھائی کرو۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا ''کن پر؟'' حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا ''ان پر۔'' اور بنوقریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنوقریظہ پر چڑھائی کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 87 **غزوہ خندق میں اللہ تعالیٰ نے مشرق سے چلنے والی ہوا کے ذریعہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدد فرمائی۔**

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :((نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَ اُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں (غزوہ خندق میں) مشرق سے آنے والی ہوا (پروا) کے ذریعہ مدد کیا گیا جبکہ عاد والے مغرب سے آنے والی ہوا (پچھوا) کے ذریعے ہلاک کئے گئے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

---

1. کتاب المغازی ، باب غزوة الخندق ، مرجع النبی ﷺ من الاحزاب
2. کتاب المغازی ، باب غزوة الخندق

فَضُلُ اَصُحَابِ الشَّجَرَةِ

اصحاب شجر رضی اللہ عنہم کے فضائل ❶

مَسئلہ 88 بیعتِ رضوان میں حصہ لینے والے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا اور خوشنودی کی ضمانت دی ہے۔

﴿ لَقَدُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَافِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝﴾ (18:48)

''البتہ تحقیق اللہ راضی ہو گیا اُن مومنوں سے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی، جو کچھ اُن کے دلوں میں تھا اللہ اُسے جانتا تھا (سو اُس وقت) اللہ نے اُن پر سکینت نازل فرمائی، نیز انہیں جلد ہی (ایک اور) فتح (خیبر) عطا فرمائی۔'' (سورۃ الفتح، آیت نمبر 18)

مَسئلہ 89 اللہ تعالیٰ نے غزوہ حدیبیہ میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سکینت نازل فرمائی اور انہیں تقویٰ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

﴿اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْآ اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ط وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝﴾ (26:48)

''جب کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلانہ حمیت بٹھالی تو اللہ نے اپنے رسول اور مومنوں پر سکینت

---

❶ 6 ہجری میں صلح حدیبیہ ہوئی۔ صلح سے قبل رسول اکرم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش مکہ سے مذاکرات کے لئے مکہ روانہ فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی واپسی میں تاخیر کی وجہ سے یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے رسولِ اکرم ﷺ نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیعت لی۔ یہ بیعت ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر لی گئی تھی۔ اس لئے اس بیعت میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ''اہلِ شجر'' کہا جاتا ہے، اور اس بیعت کا نام بیعتِ رضوان یعنی اللہ کی رضا حاصل کرنے والی بیعت ہے۔

نازل فرمائی اور مومنوں کو تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا کہ وہی اس کے زیادہ حق دار اور اہل تھے۔ اللہ تعالیٰ پہلے سے ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔'' (سورۃ الفتح، آیت 26)

مَسئلہ 90 **اہل شجر رضی اللہ عنہم پر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف سکینت نازل فرمائی بلکہ ان کے ایمان میں بھی اضافہ فرمایا۔**

﴿ هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْآ اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ط وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا O ﴾(4:48)

''وہ اللہ ہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں سکینت نازل فرمائی تا کہ ان کے اپنے ایمان کے ساتھ اور بھی ایمان کا اضافہ ہو۔ زمین و آسمان کے سارے لشکر اللہ ہی کے لئے ہیں اور وہ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔'' (سورۃ الفتح، آیت 4)

مَسئلہ 91 **بیعتِ رضوان میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ساری زمین کے لوگوں سے افضل ہیں۔**

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ : اَنْتُمْ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ وَكُنَّا اَلْفًا وَّاَرْبَعَ مِائَةٍ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حدیبیہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مخاطب کر کے فرمایا ''ساری زمین کے لوگوں سے تم بہتر ہو'' اور ہم لوگ تعداد میں چودہ سو تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 92 **اصحابِ شجر میں سے کوئی بھی آگ میں نہیں جائے گا۔**

عَنْ اُمِّ مُبَشِّرٍ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ عِنْدَ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا :((لَايَدْخُلُ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ مِنَ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا)) قَالَتْ : بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! فَانْتَهَرَهَا ، فَقَالَتْ حَفْصَةُ : ﴿ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ﴾(مريم : 71).فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَدْ قَالَ اللّٰهُ (عَزَّ وَجَلَّ) ﴿ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّاO ﴾ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. [2]

حضرت اُمِّ مبشر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو (ام المومنین) حضرت حفصہ

---

1. كتاب المغازى ، باب غزوة الحديبية
2. كتاب الفضائل ، باب من فضائل اصحاب الشجرة

رضی اللہ عنہا کے پاس یہ فرماتے ہوئے سنا ''اصحاب شجر رضی اللہ عنہم میں سے ان شاء اللہ کوئی بھی آگ میں نہیں جائے گا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ''کیوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!'' اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ڈانٹا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ''(قرآن مجید میں ہے) تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا جہنم پر سے گزر نہ ہو۔'' (سورۃ مریم، آیت: 71) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس کے بعد) اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں ''پھر ہم متقی لوگوں کو جہنم سے بچالیں گے اور ظالموں کو جہنم میں گھٹنوں کے بل پڑا رہنے دیں گے۔'' (سورۃ مریم، آیت: 72)

وضاحت : دوسری حدیث مسئلہ 74 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 93 غزوہ حدیبیہ میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے نعمتوں بھری جنت ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ ...... ﴿ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ﴾ قَالَ : اَلْحُدَیْبِیَۃُ ، قَالَ اَصْحَابُہٗ : ھَنِیْئًا مَّرِیْئًا فَمَالَنَا؟ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ ﴿ لِیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْھٰرُ ...... ﴾ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ﴾ سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔ (اس وقت) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ فتح بہت بہت مبارک ہو، لیکن ہمارے لئے کیا ہے؟'' تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿لِیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْھٰرُ ...... ﴾ ترجمہ ''تاکہ داخل فرمائے اللہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو جنت میں جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان کی برائیاں ختم کردے گا اور اللہ کے نزدیک یہ بڑی کامیابی ہے۔'' (سورۃ الفتح، آیت 5) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ

****

---

[1] کتاب المغازی ، باب غزوۃ الحدیبیۃ

[2] کتاب الفضائل ، باب من فضائل اصحاب الشجرۃ

فَضُلُ جَيُشِ الْعُسُرَةِ

غزوہ تبوک میں شامل ہونے والوں کے فضائل

مسئلہ 94 اللہ تعالیٰ نے غزوہ تبوک میں حصہ لینے والے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلند ترین درجات عطا فرمائے ہیں۔

مسئلہ 95 غزوہ تبوک میں سستی کی وجہ سے شریک نہ ہوسکنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی لغزش بھی اللہ تعالیٰ معاف فرما چکے ہیں۔

﴿ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ م بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ط اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ ﴾ (117:9)

''اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا نبی کو اور ان مہاجرین وانصار کو جنہوں نے سخت تنگی کے وقت نبی کا ساتھ دیا اگرچہ ان میں سے کچھ لوگوں کے دل کجی کی طرف مائل ہونے والے تھے (لیکن اتباع رسول کی وجہ سے) اللہ نے انہیں معاف فرما دیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کے ساتھ بڑی شفقت اور رحم فرمانے والا ہے۔'' (سورۃ التوبہ: آیت 117)

وضاحت : توبہ کے لئے ضروری نہیں کہ پہلے گناہ یا غلطی کا ارتکاب ہوا ہو۔ غلطی کے بغیر بھی رفع درجات اور غیر شعوری کوتاہیوں کے لئے ''تَابَ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ مذکورہ آیت میں ''تَابَ'' کا لفظ دوسرے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ (احسن البیان)

مسئلہ 96 غزوہ تبوک میں بلا سبب شرکت نہ کرنے کی غلطی کا اعتراف کرنے والے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔

﴿ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ط حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ ط ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ ﴾ (118:9)

''اور ان تین آدمیوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا جو پیچھے رہ گئے تھے جب زمین اپنی ساری وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور خود ان کی جانیں بھی ان پر بوجھ بن گئیں اور انہیں یقین ہوگیا کہ (اللہ کی پکڑ سے بچنے کے لیے) اللہ کے علاوہ اور کہیں جائے پناہ نہیں تب اللہ تعالیٰ نے ان پر نظر کرم فرمائی تا کہ وہ توبہ کریں بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول فرمانے والا اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔'' (سورۃ التوبہ، آیت 118)

عَنْ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ ﷺ وَهُوَ اَحَدُ الثَّلاَ ثَةِ الَّذِيْنَ تِيْبَ عَلَيْهِمْ قَالَ..............

....فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَوْبَتَنَا عَلٰى نَبِيِّهِ ﷺ حِيْنَ بَقِيَ الثُّلُثُ الْاٰخِرُ مِنَ اللَّيْلِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ اُمِّ سَلَمَةَ ﷺ وَكَانَتْ اُمُّ سَلَمَةَ ﷺ مُحْسِنَةً فِيْ شَأْنِيْ مَعْنِيَّةً فِي اَمْرِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا اُمَّ سَلَمَةَ ﷺ تِيْبَ عَلٰى كَعْبٍ)) قَالَتْ: اَفَلَا اُرْسِلُ اِلَيْهِ فَأُبَشِّرَهُ؟ قَالَ ((اِذًا يَحْطِمُكُمُ النَّاسُ فَيَمْنَعُوْنَكُمُ النَّوْمَ سَائِرَ اللَّيْلَةِ)) حَتّٰى اِذَا صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ آذَنَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان تین آدمیوں میں سے ایک تھے جن کی توبہ قبول ہوئی۔ وہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ کا حکم اپنے نبی ﷺ پر اس وقت نازل فرمایا جب تہائی رات باقی تھی آپ ﷺ اس وقت ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام فرما تھے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا میرے معاملہ میں بڑی فکر مند تھیں اور میری مدد کرنا چاہتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ کعب رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوگئی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: کیا میں کعب رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری پہنچا دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس وقت لوگ اکٹھے ہو جائیں گے اور رات بھر کی نیند خراب کر دیں گے'' (لہٰذا رہنے دیں)۔ پھر جب آپ ﷺ نے فجر کی نماز ادا فرمائی تو اس وقت آپ ﷺ نے لوگوں کو ہماری قبولیت توبہ کی خوشخبری سنائی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ کرام حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ تھے جو مخلص اور سچے مسلمان تھے لیکن محض عارضی سستی کی وجہ سے شریک نہ ہو پائے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

***

---

[1] كتاب التفسير باب قوله تعالٰى لقد تاب اللّٰه على النبى ﷺ والمهاجرين والانصار

نَسَبُ عَشْرَةٍ مُبَشَّرَةٍ

دس جنتی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شجرہ نسب

فِہر (قریش)

- فہر (قریش)
  - غالب ← لوئی ← کعب ← مرہ
    - عدی ← رزاح ← قرط ← عبداللہ ← ریاح ← عبدالعزیٰ ← نفیل
      - خطاب ← **حضرت عمر رضی اللہ عنہ**
      - عمرو ← زید ← **حضرت سعید رضی اللہ عنہ**
    - کلاب
      - قصی
        - عبدمناف
          - ہاشم ← عبدالمطلب
            - عبداللہ ← **محمد رسول اللہ ﷺ**
            - ابوطالب ← **حضرت علی رضی اللہ عنہ**
          - عبدشمس ← امیہ ← ابوالعاص ← عفان ← **حضرت عثمان رضی اللہ عنہ**
        - عبدالعزیٰ ← اسد ← خویلد ← عوام ← **حضرت زبیر رضی اللہ عنہ**
      - زہرہ
        - حارث ← عبد ← عبدعوف ← عوف ← **حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ**
        - عبدمناف ← زہیب ← ابی وقاص ← **حضرت سعد رضی اللہ عنہ**
    - تیم ← سعد ← کعب ← عمرو
      - عامر ← ابوقحافہ ← **حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ**
      - عثمان ← عبیداللہ ← **حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ**
  - حارث ← ضبہ ← رہیب ← ہلال ← جراح ← عبداللہ ← **حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ**

وضاحت : عشرہ مبشرہ میں شامل تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکی ، قریشی ، مہاجر اور قدیم الاسلام ہیں۔

☆☆☆

فَضْلُ سَيِّدِ نَا اَبِیْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل ❶

مَسئلہ 97 آزاد مردوں میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے۔

عَنْ عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ : رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا مَعَهُ اِلَّا خَمْسَةُ اَعْبُدٍ وَامْرَأَتَانِ وَاَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ❷

حضرت عمار (بن یاسر) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اُس وقت دیکھا جب آپ کے ساتھ پانچ غلام، دو عورتیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : پانچ خوش نصیب غلام یہ تھے: ① حضرت بلال رضی اللہ عنہ ② حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ③ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ④ حضرت ابوفکیہہ رضی اللہ عنہ ⑤ حضرت عبید بن زید رضی اللہ عنہ اور دو سعادت مند خواتین یہ تھیں ① اُمّ المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ② مقامِ شہادت پر فائز ہونے والی حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

مَسئلہ 98 ہجرت کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رسولِ اکرم ﷺ کی معیت میں غارِ ثور میں پناہ لینے کا ذکر خیر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

﴿ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ

---

❶ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ بن عثمان، کنیت ابوبکر، لقب عتیق اور صدیق ہے۔یاد رہے بکر کا معنی ''نوجوان اونٹ'' ہے۔عربوں کے ہاں اپنے بچوں کو ''بکر'' کے نام سے موسوم کرنے کا رواج عام تھا جیسے ہمارے ہاں ''ننھا'' یا ''مُنا'' وغیرہ کے الفاظ عام استعمال کئے جاتے ہیں۔عربوں میں کنیت کے لئے اس نام کا بیٹا یا بیٹی ہونا ضروری نہیں سمجھا جاتا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبداللہ ہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ ہے۔

❷ کتاب المناقب، باب : فضل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْاالسُّفْلٰى ط وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌO﴾(40:9)

''اگر تم اُس کی مدد نہ کرو گے (تو یاد رکھو!) اللہ اُس کی اُس وقت مدد کر چکا ہے جب کافروں نے اُسے نکال دیا تھا اور وہ دو میں سے ایک تھا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے تو اُس وقت وہ (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھی (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہا تھا؛''غم نہ کر! اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اُس پر اپنی طرف سے سکینت نازل فرمائی اور ایسے لشکروں سے اُس کی مدد فرمائی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے۔ اللہ نے اس طرح کافروں کی بات نیچے کر دی۔ اور اللہ کی بات تو ہے ہی بلند رہنے والی۔ اللہ غالب اور بڑی حکمتوں والا ہے۔'' (سورۃ التوبہ، آیت نمبر:40)

مَسئلہ 99 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سُنتے ہی بلا تأمل اسلام قبول فرمالیا۔

مَسئلہ 100 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر 9 افراد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: خَرَجَ أَبُوْبَكْرٍ رضي الله عنه يُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَكَانَ لَهُ صَدِيْقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ،فَلَقِيَهُ فَقَالَ يَاأَبَاالْقَاسِمِ صلى الله عليه وسلم فُقِدْتَ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِكَ وَ اتَّهَمُوْكَ بِالْعَيْبِ لِأَبَائِهَا وَأُمَّهَاتِهَا .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم :((اِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ أَدْعُوْكَ اِلَى اللّٰهِ)) فَلَمَّا فَرَغَ كَلَامَهُ أَسْلَمَ أَبُوْبَكْرٍ ،فَانْطَلَقَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَمَابَيْنَ الْاَخْشَبَيْنِ أَحَدٌ أَكْثَرُ سُرُوْرًا مِنْهُ بِاِسْلَامِ أَبِيْ بَكْرٍ رضي الله عنه، وَ مَضٰى أَبُوْبَكْرٍ رضي الله عنه،فَرَاحَ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضي الله عنه،وَطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه،وَ الزُّبَيْرِبْنِ الْعَوَّامِ رضي الله عنه،وَسَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رضي الله عنه فَأَسْلَمُوْا ، ثُمَّ جَاءَ الْغَدَ بِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ رضي الله عنه وَ أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رضي الله عنه وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضي الله عنه،وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالْأَسَدِ رضي الله عنه وَالْأَرْقَمِ بْنِ الْأَرْقَمِ رضي الله عنه فَأَسْلَمُوْا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيْرٍفِي الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ.❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے۔ ایک روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے نکلے۔ ملنے پر کہنے لگے''اے ابوالقاسم! میں تمہیں اپنی قوم کی مجالس سے غائب پاتا ہوں اور وہ تجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ تم اُن کے ماں باپ کو برا بھلا کہتے ہو۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' میں اللہ کا رسول ہوں اور تجھے اللہ کی طرف دعوت

❶ الجزء الثالث،رقم الصفحه: 35،ناشر :دار المعرفه،بیروت.لبنان

دیتا ہوں۔'' رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی بات سے فارغ ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چل دیئے اور فرمایا'' مجھے ان دو پہاڑوں کے درمیان اتنی زیادہ خوشی کسی بات سے نہیں ہوئی جتنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے ہوئی ہے۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے پلٹے اور ① حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، ② حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ، ③ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور ④ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے (انہیں اسلام کی دعوت دی) وہ اسلام لے آئے۔ اگلے روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ⑤ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ⑥ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ، ⑦ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ، ⑧ حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ اور ⑨ حضرت ارقم بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ملے اور وہ بھی اسلام لے آئے۔ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں یہ روایت بیان کی ہے۔

مسئلہ 101 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے آدمی تھے جنہوں نے حرمِ مکی میں لوگوں کو علی الاعلان اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لانے کی دعوت دی۔

مسئلہ 102 حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوت کے نتیجہ میں قریشی سرداروں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حرم کے اندر ہی بُری طرح مارنا پیٹنا شروع کر دیا حتی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ بنوتیم نے آکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جان بچائی۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا أَجْتَمَعَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَانُوْا ثَمَانِيَةً وَّثَلَا ثِيْنَ رَجُلًا، أَلَحَّ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِى الظُّهُوْرِ فَقَالَ: ((يَا أَبَابَكْرٍ! اِنَّا قَلِيْلٌ)) فَلَمْ يَزَلْ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ يُلِحُّ حَتّٰى ظَهَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَتَفَرَّقَ الْمُسْلِمُوْنَ فِىْ نَوَاحِي الْمَسْجِدِ كُلُّ رَجُلٍ فِىْ عَشِيْرَتِهٖ، وَقَامَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ فِى النَّاسِ خَطِيْبًا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَالِسٌ، فَكَانَ أَوَّلَ خَطِيْبٍ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَ اِلٰى رَسُوْلِهٖ. وَثَارَ الْمُشْرِكُوْنَ عَلٰى أَبِىْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَعَلَى الْمُسْلِمِيْنَ، فَضُرِبُوْا فِىْ نَوَاحِي الْمَسْجِدِ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَوُطِىءَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَضُرِبَ ضَرْبًا شَدِيْدًا، وَدَنَامِنْهُ الْفَاسِقُ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ، فَجَعَلَ يَضْرِبُهٗ بِنَعْلَيْنِ مَخْصُوْفَتَيْنِ وَيَحْرِفُهُمَا لِوَجْهِهٖ، وَنَزَا عَلٰى بَطْنِ أَبِىْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ حَتّٰى مَا يُعْرَفُ وَجْهُهٗ مِنْ أَنْفِهٖ، وَجَاءَ بَنُوْ تَيْمٍ يَتَعَادَوْنَ، فَأَجْلَتِ الْمُشْرِكِيْنَ عَنْ أَبِىْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ، وَحَمَلَتْ بَنُو تَيْمٍ أَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ فِىْ ثَوْبٍ حَتّٰى أَدْخَلُوْهُ مَنْزِلَهٗ وَلَايَشُكُّوْنَ فِى مَوْتِهٖ، ثُمَّ رَجَعَتْ بَنُو تَيْمٍ فَدَخَلُوا الْمَسْجِدَ وَقَالُوْا: وَاللّٰهِ لَئِنْ مَاتَ أَبُوْبَكْرٍ

رضی اللہ عنہ لَنَقْتُلَنَّ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ. ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيرٍ. ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کی تعداد اڑتیس ہوگئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ایمان ظاہر کرنے کے لئے اصرار کرنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ابوبکر! ابھی ہم تعداد میں تھوڑے ہیں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلسل اصرار کرتے رہے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر آمادہ ہو گئے۔ (ایک روز) سارے مسلمان حرم شریف کے مختلف حصوں میں جا کر بیٹھ گئے، ہر آدمی اپنے اپنے قبیلہ کی پناہ میں تھا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کے درمیان جا کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی دعوت دی، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے آدمی تھے جنہوں نے یوں حرم مکی میں لوگوں کو مخاطب کیا۔ مشرکین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور مسجد کے اطراف میں انہیں شدید مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی شدید زدوکوب کیا۔ ملعون عتبہ بن ربیعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نیچے گرا کر پیٹ پر چڑھ بیٹھا اور انہیں گندے جوتوں سے اتنا مارا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا منہ سُوج گیا اور چہرے پر اُن کی ناک نظر نہیں آتی تھی۔ بالآخر (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ) بنو تیم کے لوگ آئے اور انہوں نے مشرکین کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دور کیا۔ بنو تیم نے ایک کپڑے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اٹھایا اور اُن کے گھر لے آئے، اور بنو تیم کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موت میں کوئی شک نہیں تھا، اس لئے بنو تیم کے لوگ پلٹ کر حرم میں گئے اور مشرکین سے کہا؛ ''اللہ کی قسم! اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ مر گئے تو ہم عتبہ بن ربیعہ کو قتل کر کے چھوڑیں گے۔'' اسے ابن کثیر نے بیان کیا ہے۔

مسئلہ 103 حرم مکی میں مار کھانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے، جیسے ہی ہوش آیا تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت فرمایا۔

مسئلہ 104 تکلیف کی اس شدید حالت میں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھے بغیر کچھ کھانے پینے سے انکار فرما دیا

❶ البداية والنهاية، الجزء الثالث، رقم الصفحة: 34

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ :...فَرَجَعُوْا اِلٰی أَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ فَجَعَلَ أَ بُوْ قُحَافَةَ وَبَنُو تَیْمٍ یُکَلِّمُوْنَ أَبَابَکْرٍ حَتّٰی أَجَابَ فَتَکَلَّمَ آخِرَ النَّهَارِ فَقَالَ :مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَمَسُّوْا مِنْهُ بِأَلْسِنَتِهِمْ وَعَذَلُوْهُ ، ثُمَّ قَامُوْا وَ قَالُوْا لِأُمِّهٖ أُمِّ الْخَیْرِ : أَنْظُرِیْ أَنْ تَطْعِمِیْهِ، شَیْئًا أَوْتَسْقِیْهِ اِیَّاهُ، فَلَمَّا خَلَتْ بِهٖ أَلَحَّتْ عَلَیْهِ وَجَعَلَ یَقُوْلُ : مَافَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ مَالِیْ عِلْمٌ بِصَاحِبِکَ فَقَالَ:اِذْهَبِیْ اِلٰی اُمِّ جَمِیْلٍ بِنْتِ الْخَطَّابِ فَاسْأَلِیْهَا عَنْهُ ، فَخَرَجَتْ حَتّٰی جَاءَ تْ أُمَّ جَمِیْلٍ ، فَقَالَتْ :اِنَّ أَبَابَکْرٍ رضی اللہ عنہ یَسْأَلُکَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالَتْ: مَاأَعْرِفُ أَبَابَکْرٍ وَلَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ،وَاِنْ کُنْتِ تُحِبِّیْنَ أَ نْ أَذْهَبَ مَعَکِ اِلٰی اِبْنِکِ ، قَالَتْ : نَعَمْ.فَمَضَتْ مَعَهَاحَتّٰی وَجَدَتْ أَ بَابَکْرٍ صَرِیْعًا دَنِفًا فَدَنَتْ أُمُّ جَمِیْلٍ وَأَعْلَنَتْ بِالصِّیَاحِ وَقَالَتْ : وَاللّٰهِ اِنَّ قَوْمًا نَالُوْا هٰذَا مِنْکَ لَأَ هْلُ فِسْقٍ وَکُفْرٍ ، وَاِنِّیْ لَأَرْجُوْ أَنْ یَنْتَقِمَ اللّٰهُ لَکَ مِنْهُمْ.قَالَ فَمَافَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَتْ هٰذِهٖ أُمُّکَ تَسْمَعُ، قَالَ فَلَا شَیْءَ عَلَیْکِ مِنْهَا،قَالَتْ: سَالِمٌ صَالِحٌ،قَالَ أَیْنَ هُوَ؟ قَالَتْ: فِیْ دَارِابْنِ الْأَرْقَمِ ،قَالَ فَاِ نَّ لِلّٰهِ عَلَیَّ أَنْ لَاأَذُوْقَ طَعَامًا وَلَا أَ شْرَبَ شَرَابًا أَوْآتِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ .فَأَمْهَلَتَاحَتّٰی اِذَا هَدَاتِ الرِّجْلُ وَسَکَنَ النَّاسُ ،خَرَجْنَابِهٖ یَتَّکِیُٔ عَلَیْهِمَا حَتّٰی أَدْخَلْنَاهُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَأَکَبَّ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَّلَهٗ وأَکَبَّ عَلَیْهِ الْمُسْلِمُوْنَ ،وَرَقَّ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رِقَّةً شَدِیْدَةً، فَقَالَ أَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ: بِأَبِیْ وَأُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَیْسَ بِیْ بَأْسٌ اِلَّا مَا نَالَ الْفَاسِقُ مِنْ وَجْهِیْ ،وَهٰذِهٖ أُمِّیْ بَرَّةٌ بِوَلَدِهَا،وَأَنْتَ مُبَارَکٌ فَادْعُهَا اِلَی اللّٰهِ وَأَدْ عُ اللّٰهَ لَهَا عَسَی اللّٰهُ أَ نْ یَسْتَنْقِذَهَا مِنَ النَّارِ .قَالَ فَدَعَالَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَدَعَاهَا اِلَی اللّٰهِ فَأَسْلَمَتْ. ذَکَرَهُ ابْنُ کَثِیْرٍ. [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ۔۔۔(حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے)لوگ حرم سے واپس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئے ۔ابو قحافہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد)اور بنوتیم کے لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بات کرنے کی کوشش کی (لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بے ہوش ہونے کی وجہ سے بات نہ کر سکے) شام تک بولنے کے قابل ہوئے تو پوچھا ''رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟''اس پر بنوتیم کے لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو زبانی بُرا بھلا کہا، ملامت کی اور اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والدہ اُم الخیر سے کہنے لگے ''اُسے کچھ کھلاؤ پلاؤ'' جب ماں بیٹا تنہا رہ گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والدہ اُن

[1] الجزء الثالث،رقم الصفحه: 35،ناشر:دارالمعرفه،بیروت.لبنان

کے سر پر کھڑی تھیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سے پھر وہی بات پوچھی ''رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟'' والدہ نے کہا ''اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں تیرے ساتھی کا کیا حال ہے؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اچھا! ذرا اُمِّ جمیل بنتِ خطاب رضی اللہ عنہا کے پاس جائیں اور اُس سے پوچھیں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والدہ اُم جمیل رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تم سے محمد بن عبداللہ ﷺ کا حال دریافت کر رہے ہیں۔ اُمِّ جمیل نے (خوف کی وجہ سے) کہا ''میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جانتی ہوں نہ محمد بن عبداللہ ﷺ کو، ہاں البتہ اگر تم چاہو تو میں تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے کے پاس چلی جاتی ہوں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والدہ کہنے لگیں ''اچھا، چلو۔'' چنانچہ اُم جمیل رضی اللہ عنہا آئیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نیم جان، بے سُدھ پڑے دیکھا تو چیخ اُٹھیں ''اللہ کی قسم! جن لوگوں نے یہ ظلم کیا ہے وہ فاسق اور کافر ہیں اور میں امید کرتی ہوں کہ اللہ اُن سے ضرور بدلہ لے گا۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُمِّ جمیل سے پوچھا: ''رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟'' اُمِّ جمیل نے (آہستہ سے) کہا ''آپ کی والدہ سن رہی ہیں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''والدہ سے تجھے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔'' اُم جمیل رضی اللہ عنہا نے بتایا ''رسول اللہ ﷺ بالکل محفوظ اور خیریت سے ہیں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''وہ ہیں کہاں؟'' ام جمیل رضی اللہ عنہا نے بتایا ''ابن ارقم کے گھر میں ہیں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اللہ کی قسم! میں اُس وقت تک کوئی چیز کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ چلا جاؤں۔'' دونوں خواتین نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کچھ دیر کے لئے روکا، پھر جب کچھ خاموشی ہو گئی اور لوگوں کا آنا جانا کم ہوا تو دونوں خواتین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس حال میں لے کر نکلیں کہ دونوں اُن کو سہارا دے رہی تھیں یہاں تک کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ اُن پر جھکے اور اُن کے چہرہ پر بوسہ دیا۔ دوسرے مسلمانوں نے بھی جھک کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ پر شدید رقت طاری ہوگئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے اور تو کوئی تکلیف نہیں، البتہ اس ملعون (عتبہ بن ربیعہ) نے میرے منہ پر جو جوتے مارے اُس کی بہت تکلیف ہے۔'' پھر عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! یہ میری والدہ ہیں، میرے ساتھ احسان کرنے والی ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات بابرکت ہے۔ اسے اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دیں اور اللہ سے دعا بھی فرمائیں، بعید نہیں اللہ آپ ﷺ کی دعا کے نتیجہ میں اسے آگ سے بچا لے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والدہ کے لئے دعا فرمائی اور وہ ایمان لے آئیں۔ ابن کثیر نے اسے البدایہ والنہایہ میں روایت کیا ہے۔

مسئلہ 105 حرم مکی میں عقبہ بن ابی معیط ملعون نے رسولِ اکرم ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش کی، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر جان بچائی۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ عَنْ أَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِيْ مُعَيْطٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَوَضَعَ رِدَائَهُ فِيْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهُ بِهٖ خَنْقًا شَدِيْدًا فَجَاءَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ حَتّٰى دَفَعَهُ عَنْهُ فَقَالَ : ﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَ كُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.[1]

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے پوچھا ''مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو شدید تکلیف کون سی پہنچائی ؟'' عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہنے لگے ''میں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ (حرم میں) نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط آیا، آپ ﷺ کے گلے میں چادر ڈالی اور بڑے زور سے آپ ﷺ کا گلا گھونٹا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آن پہنچے، اُسے دھکا دے کر آپ ﷺ کو چھڑایا اور فرمایا ''کیا تم اس آدمی کو صرف اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے ''میرا رب اللہ ہے۔ اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی نشانیاں لے کر آیا ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 106 واقعہ معراج سُن کر جب بعض ضعیف الاعتقاد مسلمان مُرتد ہو رہے تھے، اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلا تامُّل آپ ﷺ کے دعویٰ معراج کی تصدیق فرمائی۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ :لَمَّا اُسْرِىَ بِالنَّبِيِّ ﷺ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى أَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذٰلِكَ فَارْتَدَّ نَاسٌ مِمَّنْ كَانُوْا اٰمَنُوْا بِهٖ وَصَدَّقُوْهُ وَسَعَوْا بِذٰلِكَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَقَالُوْا : هَلْ لَّكَ اِلٰى صَاحِبِكَ يَزْعَمُ اَنَّهُ اُسْرِىَ بِهِ اللَّيْلَةَ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدَسِ ؟ قَالَ أَوَقَالَ ذٰلِكَ ؟ قَالُوْا:نَعَمْ ، قَالَ : لَئِنْ كَانَ قَالَ ذٰلِكَ لَقَدْ صَدَقَ، قَالُوْا : اَوَتُصَدِّقُهُ اَنَّهُ ذَهَبَ اللَّيْلَةَ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدَسِ وَجَاءَ قَبْلَ اَنْ يُصْبِحَ ؟ قَالَ : نَعَمْ اِنِّيْ لَاُصَدِّقُهُ فِيْمَا هُوَ اَبْعَدُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِيْ غَدْوَةٍ اَوْرَوْحَةٍ فَلِذٰلِكَ سُمِّىَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ نِ الصِّدِّيْقَ .رَوَاهُ الْحَاكِمُ[2]

---

[1] كتاب المناقب، باب قول النبی ﷺ لو كنت متخذ خليلا......

[2] 62/3 تحقيق ابو عبدالله الدرويش (4463/4)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے وقت مسجدِ اقصیٰ لے جایا گیا۔اس سے اگلی صبح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خبر دی۔کچھ لوگ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے اور تصدیق کی تھی وہ مُرتد ہوگئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھاگے بھاگے آئے اور کہا ''کیا تجھے اپنے دوست کے بارے معلوم ہے ؟ وہ دعویٰ کر رہا ہے کہ راتوں رات بیت المقدس سے ہو کر آیا ہے۔''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''کیا اُس نے واقعی یہ بات کہی ہے؟''لوگوں نے کہا ''ہاں! واقعی کہی ہے۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اگر اُس نے کہی ہے تو پھر اُس نے سچ ہی کہا ہے۔''لوگوں نے پھر پوچھا ''کیا تو تصدیق کرتا ہے کہ وہ رات کو بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے واپس پہنچ گئے۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ''ہاں! میں اس سے بھی زیادہ ناقابلِ یقین باتوں کی تصدیق کرتا ہوں یعنی صبح وشام آسمان سے آنے والی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں۔''تب آپ کو صدیق کا لقب دیا گیا۔اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 107 ہجرت کے انتہائی پُرخطر سفر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رفاقت کی درخواست کی۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَإِنِّيْ قَدْ اُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ الصُّحْبَةَ بِأَبِيْ أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :((نَعَمْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو) بتایا مجھے ہجرت کی اجازت دے دی گئی ہے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ آپ پر قربان! مجھے بھی ساتھ لے لیجئے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہاں! تم بھی ساتھ چلو۔''اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 108 دورانِ ہجرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بڑی دور اندیشی اور حکمت سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ فرمایا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَقْبَلَ : نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ اَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَاَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ شَيْخٌ يُعْرَفُ وَنَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ شَابٌّ لَا يُعْرَفُ قَالَ: فَيَلْقَى الرَّجُلُ اَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَيَقُوْلُ

[1] كتاب المناقب،باب: هجرة النبی ﷺ واصحابه رضی اللہ عنہم الی المدينة

: یَااَبَابَکْرٍ رضی اللہ عنہ! مَنْ ھٰذَاالرَّجُلُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْکَ ؟ فَیَقُوْلُ ھٰذَارَجُلٌ یَھْدِیْنِی السَّبِیْلَ ، قَالَ فَیَحْسِبُ الْحَاسِبُ اَنَّهٗ اِنَّمَا یَعْنِی الطَّرِیْقَ وَاِنَّمَا یَعْنِی سَبِیْلَ الْخَیْرِ. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو (اونٹنی پر) اپنے پیچھے سوار کیا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر رسیدہ تھے اور لوگ انہیں پہچانتے تھے، جب کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جوان تھے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نا آشنا تھے۔جب راستہ میں کوئی آدمی ملتا تو وہ پوچھتا:''ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! یہ تمہارے آگے کون سوار ہے؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے:''یہ آدمی مجھے راستہ بتانے والا ہے۔'' پوچھنے والا یہ سمجھتا کہ یہ (مدینہ یا شام وغیرہ کا) راستہ بتانے والا ہے،جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اس سے مطلب ایمان کا راستہ بتانے والا تھا۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 109 دورانِ ہجرت تعاقب کرنے والے سراقہ بن مالک کے قریب آجانے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پکڑے جانے کے خوف سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسلی دلائی۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ : فَارْتَحَلْنَاوَالْقَوْمُ یَطْلُبُوْنَافَلَمْ یُدْرِکْنَا اِلَّا سُرَاقَةُ بْنَ مَالِکِ بْنِ جُعْشُمٍ عَلٰی فَرَسٍ لَهٗ ، فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! ھٰذَاالطَّلَبُ قَدْلَحِقَنَا فَقَالَ((لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا))حَتّٰی اِذَادَنَا مِنَّافَکَانَ بَیْنَنَاوَبَیْنَهٗ قَدْرُرُمْحٍ اَوْرُمْحَیْنِ اَوْثَلَاثَةٍ قَالَ : قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! ھٰذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا وَبَکَیْتُ ، قَالَ((لِمَ تَبْکِیْ)) ؟ قَالَ : قُلْتُ اَمَا وَاللّٰهِ مَاعَلٰی نَفْسِیْ اَبْکِیْ وَلٰکِنْ اَبْکِیْ عَلَیْکَ ، قَالَ : فَدَعَا عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ : ((اَللّٰھُمَّ اکْفِنَاهُ بِمَا شِئْتَ)) فَسَاخَتْ قَوَائِمُ فَرَسِهٖ اِلٰی بَطْنِهَا فِیْ اَرْضٍ صَلْدٍوَوَثَبَ عَنْهَا. رَوَاہُ اَحْمَدُ.[2] (صحیح)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:''ہم (ہجرت کے لئے) روانہ ہوئے تو لوگ ہمارے تعاقب میں تھے۔ان میں سے صرف سراقہ بن مالک بن جعشم نے اپنے گھوڑے پر ہمیں پایا، میں نے عرض کی''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تعاقب میں یہ شخص ہمارے قریب پہنچ گیا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''غم نہ کر! اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' پھر وہ اس قدر ہمارے قریب

[1] کتاب المناقب،باب : هجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه رضی اللہ عنہم الی المدینة

[2] تحقیق شعیب الارناؤوط ،مطبوعة مؤسسة الرسالة بیروت،الجزء الاول،رقم الحدیث: 3

آ گیا کہ ہمارے اور اُس کے درمیان ایک، دو یا تین نیزوں کے برابر فاصلہ رہ گیا۔ میں نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ! اس نے تو ہمیں پکڑ لیا۔'' اور میں رونے لگا۔ آپ نے ﷺ ارشاد فرمایا ''ابوبکر! کیوں روتے ہو؟'' میں نے عرض کی ''اللہ کی قسم! میں اپنی جان کو خطرے میں دیکھ کر نہیں رو رہا بلکہ مجھے تو آپ ﷺ کی جان کا خطرہ ہے، اس لئے رو رہا ہوں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سراقہ کے لئے بددعا فرمائی: ''یا اللہ! تو ہم دونوں کے لئے، جیسے تو چاہے کافی ہو جا۔'' چنانچہ اُس کے گھوڑے کی ٹانگیں سخت زمین میں پیٹ تک دھنس گئیں اور سراقہ نے گھوڑے سے چھلانگ لگا دی۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 110 زندگی کے انتہائی پُر خطر مرحلہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بھی حفاظت فرمائی۔

عَنْ أَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قُلْتُ لِلنَّبِیِّ ﷺ وَأَنَا فِی الْغَارِ لَوْ أَنَّ أَحَدَھُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَیْہِ لَأَبْصَرَنَا فَقَالَ ﷺ : ((مَا ظَنُّکَ یَا أَبَابَکْرٍ رضی اللہ عنہ بِاثْنَیْنِ اَللّٰہُ ثَالِثُھُمَا.)) رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ. [1]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب میں (آپ کے ساتھ) غار میں تھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی ''اگر ان مشرکوں میں سے کوئی بھی اپنے پاؤں کی طرف دیکھے تو ہمیں پالے گا۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے ابوبکر! اُن دو آدمیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 111 رسولِ اکرم ﷺ پر سب سے زیادہ جانی اور مالی احسانات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہیں۔

مَسئلہ 112 آپ ﷺ نے مسجدِ نبوی میں دروازہ کھلا رکھنے کا اِعزاز صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ أَبَابَکْرٍ رضی اللہ عنہ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلاً غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ أَبَابَکْرٍ رضی اللہ عنہ وَلٰکِنْ أُخُوَّۃُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُہٗ لَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابَ أَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ)). رَوَاہُ

[1] ابواب المناقب، باب: مناقب ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ

اَلْبُخَارِیُّ. ❶

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”لوگوں میں سے سب سے زیادہ جس شخص نے اپنی رفاقت اور مال سے مجھ پر احسان کیا ہے، وہ (حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا دوست بنانے والا ہوتا تو (حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ البتہ اسلامی اخوت اور محبت اُن سے ہے۔ دیکھو! مسجد کی طرف کوئی دروازہ کھلا نہ رہے، سب بندکردیئے جائیں، سوائے (حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 113 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ساری امت سے افضل ہیں۔

عَنِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ ((رَاَيْتُ اٰنِفًا كَاَنِّیْ اُعْطِيْتُ الْمَقَالِيْدَ وَالْمَوَازِيْنَ فَاَمَّا الْمَقَالِيْدُ فَهِیَ الْمَفَاتِيْحُ فَوُضِعْتُ فِیْ كَفَّةٍ وَ وُضِعَتْ اُمَّتِیْ فِیْ كَفَّةٍ فَرَجَحْتُ بِهِمْ ثُمَّ جِیْءَ بِاَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَرَجَحَ بِهِمْ ثُمَّ جِیْءَ بِعُمَرَ رضی اللہ عنہ فَرَجَحَ بِهِمْ ثُمَّ جِیْءَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ فَرَجَحَ ثُمَّ رُفِعَتْ)) فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ فَاَيْنَ نَحْنُ؟ قَالَ اَنْتُمْ حَيْثُ جَعَلْتُمْ اَنْفُسَكُمْ. رَوَاهُ فِیْ كِتَابِ السُّنَّةِ. ❷ (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا ”میں نے ابھی دیکھا ہے کہ مجھے مقالید اور ترازو دیے گئے ہیں۔ مقالید سے مراد چابیاں ہیں۔ مجھے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور میری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا، میرا پلڑا بھاری ہونے کی وجہ سے جھک گیا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لائے گئے اور انھیں امت کے مقابل تولا گیا تو وہ بھاری ہو گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ لائے گئے اور امت کے مقابلہ میں تولا گیا تو وہ بھاری ہو گئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لائے گئے تو وہ امت کے مقابلہ میں بھاری ہو گئے۔ پھر ترازو اٹھا لیا گیا۔“ ایک آدمی نے کہا ”تو پھر ہم کہاں ہوئے؟“ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا ”تم وہاں ہو گے جہاں تم (اعمال کے مطابق) اپنے آپ کو رکھو گے۔“ اسے ابن ابی عاصم نے کتاب السنۃ میں روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 114 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ”عتیق“ (آگ

---

❶ كتاب المغازی، باب: مرض النبی ﷺ ووفاته

❷ كتاب السنة لابن عاصم للالبانی رقم الحديث 1138

سے آزاد کیا گیا) کالقب عطا فرمایا۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ أَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((أَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ)) فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيْقاً. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.❶ (صحيح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' تُو اللہ کی طرف سے آزاد کیا گیا ہے۔'' اُس روز سے آپ کا نام ''عتیق'' ہوگیا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 115 رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا لقب عطا فرمایا۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ أُحُدًا وَمَعَهُ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہ وَعُثْمَانُ رضی اللہ عنہ فَرَجَفَ وَقَالَ : ((اُسْكُنْ أُحُدُ)) أَظُنُّهُ ضَرَبَهُ بِرِجْلِهٖ ((فَلَيْسَ عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ.)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.❷

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اُحد پہاڑ پر چڑھے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے، پہاڑ ہلنے لگا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' اُحد! ٹھہر جا۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے آپ ﷺ نے اُحد پر اپنا پاؤں مبارک مارا اور فرمایا '' تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 116 رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے کان اور آنکھ قرار دیا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى اَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ ((هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.❸ (صحيح)

حضرت عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا: یہ دونوں (میرے) کان اور آنکھیں ہیں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

---

❶ ابواب المناقب، باب: مناقب ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ (2905/3)

❷ كتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ

❸ باب فضائل اصحاب رسول الله ﷺ (2899/3)

مَسئلہ 117 رسول اکرم ﷺ نے اپنی وفات کے بعد اہلِ ایمان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کا حکم دیا ہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنَّا جُلُوساً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((اِنِّيْ لَا أَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ فِيْكُمْ، فَا قْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ)) وَأَ شَارَ اِلىٰ أَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. ❶

(صحيح)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مجھے معلوم نہیں میں کب تک تمہارے درمیان زندہ رہوں،میرے بعد ان کی اقتداء کرنا۔'' اور آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف۔اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 118 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کوشش کے باوجود انفاق فی سبیل اللہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے نہ بڑھ سکے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ : أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَتَصَدَّقَ ، وَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ مَالاً ، فَقُلْتُ : اَلْيَوْمُ أَسْبِقُ أَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ اِنْ سَبَقْتُهُ يَوْماً، قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِيْ ،فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ ؟)) قُلْتُ : مِثْلَهُ وَأَتٰى أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ ﷺ ((يَا أَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ! مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ ؟)) فَقَالَ:'' أَبْقَيْتُ لَهُمُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلَهُ '' قُلْتُ : لَا أَسْبِقُهُ اِلٰى شَيْءٍ اَبَداً. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. ❷ (حسن)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (غزوہ تبوک کے موقع پر) صدقہ کا حکم دیا۔اُس وقت میرے پاس مال بھی بہت تھا۔میں نے سوچا آج اگر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے نکل گیا تو سمجھو کہ میں آگے نکل گیا۔پس میں اپنا آدھا مال لے آیا۔رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا ''اپنے اہل وعیال کے لئے کیا رکھا ہے؟'' میں نے عرض کی ''اتنا ہی مال اہل وعیال کے لئے رکھا ہے (جتنا لے آیا ہوں)۔'' پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ سامان لائے جو کچھ اُن کے پاس تھا۔رسول اللہ ﷺ نے دریافت

❶ ابواب المناقب،باب : مناقب ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ (2896/3)

❷ ابواب المناقب،باب : مناقب ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ (2902/3)

فرمایا ’’ابوبکر رضی اللہ عنہ! اپنے اہل وعیال کے لئے کیا رکھ آئے ہو؟‘‘ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ’’اللہ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے لئے رکھ آیا ہوں۔‘‘ تب میں نے سوچا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 119 حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خاطر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سرزنش فرمائی۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ : کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذْاَقْبَلَ اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ آخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِہٖ حَتّٰی أَبْدٰی عَنْ رُکْبَتِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَمَّا صَاحِبُکُمْ فَقَدْغَامَرَ)) فَسَلَّمَ ، وَقَالَ : اِنِّیْ کَانَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ شَیْءٌ فَأَسْرَعْتُ اِلَیْہِ ثُمَّ نَدِمْتُ فَسَأَلْتُہٗ أَنْ یَغْفِرَ لِیْ فَأَبٰی عَلَیَّ فَأَقْبَلْتُ اِلَیْکَ ، فَقَالَ ((یَغْفِرُاللّٰہُ لَکَ یَا أَبَابَکْرٍ)) ثَلاَ ثًا ، ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ نَدِمَ فَأَتٰی مَنْزِلَ اَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ فَسَأَلَ : أَثَمَّ اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ ؟ فَقَالُوْا: لاَ فَأَتَی اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَلَّمَ فَجَعَلَ وَجْہُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم یَتَمَعَّرُ حَتّٰی اَشْفَقَ اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ فَجَثَا عَلٰی رُکْبَتَیْہِ ، فَقَالَ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ! وَاللّٰہِ أَنَا کُنْتُ أَظْلَمَ مَرَّتَیْنِ ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ اِلَیْکُمْ فَقُلْتُمْ کَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ صَدَقَ وَوَاسَانِیْ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فَھَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْا لِیْ صَاحِبِیْ)) مَرَّتَیْنِ. فَمَا أُوْذِیَ بَعْدَھَا. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.[1]

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا تہبند گھٹنے تک اُٹھائے ہوئے تشریف لائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (دیکھ کر) فرمایا ’’(لگتا ہے) تمہارا دوست کسی سے جھگڑا کر کے آیا ہے۔‘‘ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر سلام کہا اور عرض کی ’’میرے اور عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ بدمزگی ہوگئی۔ میں نے جلدی میں انہیں سخت سست کہا۔ پھر مجھے ندامت ہوئی تو میں نے (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) سے معافی مانگی۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ اب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں (کہ انہیں سمجھائیں)۔‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا ’’اے ابوبکر! اللہ تمہیں معاف فرمائے۔‘‘ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ندامت ہوئی اور وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر حاضر ہوئے اور پوچھا ’’حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟‘‘ گھر والوں نے بتایا وہ تو گھر پر نہیں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضر ہوئے، سلام عرض کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا جس سے

---

[1] کتاب المناقب، باب :

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے (کہیں آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ناراض نہ ہوں) اور دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! زیادتی تو میری ہی تھی۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ یہ بات عرض کی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بے شک اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا اور تم لوگوں نے کہا ''تو جھوٹا ہے، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تو سچا ہے، اور پھر اپنی جان اور مال کے ساتھ میری خدمت کی۔ کیا تم میرے دوست کو ستانے سے باز آتے ہو یا نہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی۔ اس کے بعد کسی آدمی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہیں ستایا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 120 رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل تھے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ ، قَالَتْ : أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تَقُولُ الْمَوْتَ قَالَ ((إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ .)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. [1]

حضرت محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''پھر کسی وقت آنا۔'' عورت نے عرض کی ''اچھا! اگر میں آؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پاؤں تو؟'' گویا اُس کا اشارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی طرف تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اگر میں نہ ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلی جانا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 121 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ کے لئے سب سے مہربان اور رحمدل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [2] **(صحیح)**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میری امت میں سے میری امت کے حق میں سب سے زیادہ مہربان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 122 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت

---

[1] کتاب المناقب، باب : مناقب المهاجرين رضی اللہ عنہم

[2] ابواب المناقب ، باب مناقب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (2981/3)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کا اولین مستحق سمجھا۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اُغْمِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَرَضِهٖ ثُمَّ اَفَاقَ، فَقَالَ ((أَحَضَرَ الصَّلٰوةُ ؟)) قَالُوْا : نَعَمْ ! قَالَ ((مُرُوْا بَلَالاً رضی اللہ عنہ فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوْا اَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ))ثُمَّ اُغْمِيَ عَلَيْهِ فَاَفَاقَ، فَقَالَ ((أَحَضَرَ الصَّلٰوةُ ؟)) قَالُوْا : نَعَمْ ! قَالَ ((مُرُوْا بَلَالاً رضی اللہ عنہ فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوْا اَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) ثُمَّ اُغْمِيَ عَلَيْهِ فَاَفَاقَ، فَقَالَ ((أَحَضَرَ الصَّلٰوةُ ؟)) قَالُوْا : نَعَمْ ! قَالَ ((مُرُوْا بَلَالاً رضی اللہ عنہ فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوْا اَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا : اِنَّ أَبِيْ رَجُلٌ اَسِيْفٌ فَاِذَاقَامَ ذٰلِكَ الْمُقَامَ يَبْكِيْ لَا يَسْتَطِيْعُ فَلَوْ اَمَرْتَ غَيْرَهٗ ثُمَّ اُغْمِيَ عَلَيْهِ فَاَفَاقَ، فَقَالَ ((أَحَضَرَ الصَّلٰوةُ ؟)) قَالُوْا : نَعَمْ ! قَالَ ((مُرُوْا بَلَالاً رضی اللہ عنہ فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوْا اَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ، فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ أَوْ صَوَاحِبَاتُ يُوْسُفَ)) قَالَ : فَأُمِرَ بَلَالٌ رضی اللہ عنہ فَأَذَّنَ وَاُمِرَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ. ❶ (صحیح)

حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ پر بیماری کے دوران غشی طاری ہوگئی، جب افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ''کیا نماز (عشاء) کا وقت ہوگیا ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ''ہاں یارسول اللہ ﷺ!'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بلال رضی اللہ عنہ سے کہو ،اذان دے اور (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو نماز پڑھائے۔'' پھر آپ ﷺ پر (شدتِ مرض سے) غشی طاری ہوگئی۔افاقہ ہوا تو دریافت فرمایا ''کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ''ہاں یارسول اللہ ﷺ!'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بلال رضی اللہ عنہ سے کہو، اذان دے اور (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو نماز پڑھائے۔'' پھر آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی،افاقہ ہوا تو دریافت فرمایا ''کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ''ہاں یارسول اللہ ﷺ!'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلال رضی اللہ عنہ سے کہو، اذان دے اور (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو نماز پڑھائے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ! میرے والد نرم دل آدمی ہیں جب آپ ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو اپنے آنسو نہیں روک سکیں گے، اچھا ہو، اگر آپ ﷺ اُن کے علاوہ کسی اور کو نماز پڑھانے کا حکم دیں۔'' پھر آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی، افاقہ ہوا تو فرمایا ''بلال سے کہو، اذان دے اور (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو نماز پڑھائے، تم تو یوسف والیوں جیسا معاملہ کررہی ہو۔'' چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا گیا، توانہوں نے اذان دی

❶ ابواب اقامة الصلاة،باب : ماجاء فی صلاة رسول الله ﷺ فی مرضه (1019/1)

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا گیا نماز پڑھائیں، توانہوں نے نماز پڑھائی۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں یہ بات تھی کہیں لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے ان کی جگہ پر نماز پڑھانے والے کو منحوس نہ سمجھیں، لیکن اس کا اظہار کرنے کے بجائے یہ بات کہی کہ میرے باپ نرم دل ہیں آنسو نہیں روک سکیں گے، لہٰذا کسی اور سے کہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت کرنے کے معاملہ میں عورتیں بظاہر تو زلیخا کو ملامت کرتی تھیں، لیکن دل میں وہ خود بھی ان کے حسن سے متاثر تھیں۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ''تم یوسف والیوں جیسا معاملہ کر رہی ہو'' یعنی دل میں کچھ اور ہے اور زبان پر کچھ اور۔ (واللہ اعلم بالصواب)

② یاد رہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سترہ نمازوں کی امامت کا اعزاز حاصل ہے۔

مَسئلہ 123 اللہ تعالیٰ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی خلافت کے سب سے زیادہ حقدار تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَرَضِهٖ اُدْعِيْ لِأَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ أَبَاكِ وَأَخَاكِ حَتّٰى أَكْتُبَ كِتَاباً فَاِنِّيْ أَخَافُ أَنْ يَّتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَّيَقُوْلُ قَائِلٌ : أَنَا أَوْلٰى وَيَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا أَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا ''اپنے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اپنے بھائی کو بلاؤ تا کہ میں ایک تحریر لکھ دوں۔ مجھے خدشہ ہے کہ (میرے بعد) کوئی تمنا کرنے والا (خلافت کی) تمنا نہ کرے اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں (خلافت کا) زیادہ حقدار ہوں، حالانکہ اللہ اور مومن (کسی دوسرے کی خلافت کا) انکار کرتے ہیں سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ (کی خلافت) کے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 124 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لاعلمی میں رزقِ حرام کے چند لقمے کھالئے۔ جیسے ہی علم ہوا منہ میں انگلی ڈال کر سب کچھ قے کر دیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ : كَانَ لِأَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهٖ فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ : أَتَدْرِيْ مَاهٰذَا ؟ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ : وَمَاهُوَ ؟ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أُحْسِنُ الْكَهَانَةَ

❶ كتاب المناقب، باب : مناقب المهاجرين رضی اللہ عنہم

،اِلَّا أَنِّیْ خَدَعْتُهُ فَلَقِیَنِیْ فَأَعْطَانِیْ بِذٰلِکَ ،فَهٰذَا الَّذِیْ أَ كَلْتَ مِنْهُ فَأَدْخَلَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِیْ بَطْنِهٖ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو انہیں خراج لا کر دیتا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس سے کچھ کھا لیتے ۔ایک روز غلام کوئی (کھانے کی) چیز لایا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھالی ۔بعد میں غلام نے کہا ’’آپ کو معلوم ہے یہ کھانے کی چیز کیسی تھی؟‘‘ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ’’کیسی تھی؟‘‘ غلام نے بتایا:’’میں نے جاہلیت میں ایک آدمی سے کہانت کی تھی ،حالانکہ میں کہانت کا اچھا علم نہیں رکھتا تھا بس اُسے دھوکہ دیا، وہ شخص (اب) مجھے ملا اور اُس کی اُجرت ادا کی ۔اُسی اُجرت سے میں نے یہ چیز لی جو آپ نے کھائی ۔‘‘حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ منہ میں ڈالا اور پیٹ میں جو کچھ تھا سب قے کر دیا۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 125 حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی رضا کے لئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو غلامی سے آزادی دلائی۔

عَنْ قَیْسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ بِلَالًا رضی اللہ عنہ قَالَ: لِأَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ اِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَیْتَنِیْ لِنَفْسِکَ فَأَمْسِكْنِیْ وَاِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَیْتَنِیْ لِلّٰهِ فَدَعْنِیْ أَعْمَلُ لِلّٰهِ.رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.❷

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا ’’اگر آپ نے مجھے اپنی ذات کے لئے آزادی دلائی ہے تو پھر مجھے (مدینہ میں) روک لیں اور اگر اللہ کی رضا کے لئے آزادی دلائی ہے تو پھر مجھے (شام) جانے دیں، میں اللہ کا کام (جہاد) کروں گا۔‘‘اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ مدینہ چھوڑ کر شام کی طرف جانا چاہتے تھے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں روکنا چاہا تو اُس وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ کہے۔

مَسئلہ 126 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات غلاموں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خرید کر آزاد کیا۔

قَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ رَحِمَهُ اللّٰهُ : اَعْتَقَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ سِتَّ رُقَابٍ وَ بِلَالٌ سَابِعُهُمْ :عَامِرُ

---

❶ ابواب المناقب،باب: مناقب ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ (2897/3)

❷ مجمع الزوائد 9/51 تحقیق عبداللہ محمد الدرویش (14338/9)

بْنُ فُهَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ،شَهِدَ بَدْرًا وَ اُحُدًا ، وَ قُتِلَ يَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ شَهِيْدًا ، وَ اُمُّ عُبَيْسٍ رضی اللہ عنہا وَ زِنِّيْرَةُ رضی اللہ عنہا وَ اُصِيْبُ بَصَرُهَا حِيْنَ اَعْتَقَهَا ، فَقَالَتْ قُرَيْشٌ : مَا اَذْهَبَ بَصَرَهَا اِلَّا اللَّاتُ وَالْعُزّٰى ، فَقَالَتْ : كَذَبُوْا وَ بَيْتِ اللّٰهِ مَا تَضُرُّ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى وَ مَا تَنْفَعَانِ ، فَرَدَّ اللّٰهُ بَصَرَهَا .وَاَعتَقَ النَّهْدِيَّةَ وَ بِنْتَهَا ، وَ كَانَتَا لِاِمْرَأَةٍ مِنْ بَنِىْ عَبْدِالدَّارِ ، فَمَرَّ بِهِمَا وَ قَدْ بَعَثَتْهُمَا سَيِّدَتُهُمَا بِطَحِيْنٍ لَهَا ، وَ هِىَ تَقُوْلُ : وَاللّٰهِ لَا اُعْتِقُهُمَا اَبَدًا ، فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ : حِلِّ يَا اُمَّ فُلَانٍ! فَقَالَتْ : حِلِّ ، اَنْتَ اَفْسَدْتَهُمَا فَاَعْتِقْهُمَا ، قَالَ : بِكُمْ هُمَا؟ قَالَتْ : بِكَذَا وَ كَذَا ، قَالَ : قَدْ اَخَذْتُهُمَا وَ هُمَا حُرَّتَانِ ، اِرْجِعَا اِلَيْهَا طَحِيْنَهَا ، قَالَتَا : اَوَ نَفْرُغُ مِنْهُ يَا اَبَابَكْرٍ ثُمَّ نُرُدُّهُ اِلَيْهَا ؟ قَال : وَ ذٰلِكَ اِنْ شِئْتُمَا وَ مَرَّ بِجَارِيَةِ بَنِىْ مُؤَمَّلٍ وَ كَانَتْ مُسْلِمَةً وَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يُعَذِّبُهَا لِتَتْرُكَ الْاِسْلَامَ ، وَ هُوَ يَوْمَئِذٍ مُشْرِكٌ وَ هُوَ يَضْرِبُهَا حَتّٰى اِذَا مَلَّ ، قَالَ : اِنِّىْ اَعْتَذِرُ اِلَيْكِ ، اِنِّىْ لَمْ اَتْرُكْكِ اِلَّا مَلَالَةً ، فَتَقُوْلُ : كَذٰلِكَ فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ ، فَابْتَاعَهَا اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ ، فَاَعْتَقَهَا . ذَكَرَهُ فِىْ سِيْرَةِ ابْنِ هِشَامٍ ❶

ابن اسحٰق رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سمیت سات غلاموں کو (خرید کر) آزاد کیا۔ ① حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ، غزوہ بدر اور غزوہ احد دونوں میں شریک ہوئے اور بیئر معونہ کے حادثہ میں شہید ہوئے۔ ② حضرت ام عبیس رضی اللہ عنہا اور ③ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب انہیں آزاد کیا تو ان کی آنکھ کی بینائی جاتی رہی۔ قریش مکہ نے کہا ''زنیرہ کی بصارت لات اور عزیٰ نے چھین لی ہے۔'' حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ''قریش مکہ جھوٹے ہیں۔ بیت اللہ (کے رب) کی قسم! لات اور عزیٰ نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع دے سکتے ہیں۔'' (اس کے بعد) اللہ تعالیٰ نے حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کی بصارت لوٹا دی۔ ④ حضرت نہدیہ رضی اللہ عنہا اور ⑤ ان کی بیٹی رضی اللہ عنہا دونوں عبدالدار کی ایک عورت کی لونڈیاں تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا۔ ان کی مالکہ دونوں کو گیہوں پیسنے کے لئے بھیج رہی تھی اور کہہ رہی تھی ''اللہ کی قسم! میں تجھے کبھی آزاد نہیں کروں گی۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اے ام فلاں! انہیں آزاد کردو۔'' عورت نے کہا ''تو نے ان دونوں کو بگاڑا ہے تو ہی انہیں آزاد کر۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''ان دونوں کی کتنی قیمت ہے؟'' عورت نے کہا ''اتنے درہم۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں نے دونوں کو خرید کر آزاد کیا، اب تم دونوں جاؤ اور اس کا گیہوں

❶ الجزء الاول ، رقم الصفحة 202،ناشر دارالكتاب العربى ، بيروت ، لبنان

اسے واپس کردو۔'' دونوں لونڈیوں نے کہا''ابوبکر! کیا ہم گیہوں پیس کر اسے واپس کردیں؟'' حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا''جیسے تمہاری مرضی۔''⑥ایک مرتبہ بنومومل کی ایک لونڈی کے پاس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا، وہ مسلمان تھیں اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ابھی مشرک تھے وہ اسے اسلام چھوڑنے کے لئے مارتے پیٹتے تھے جب تھک جاتے تو کہتے''اب بھی یہ دین چھوڑ دے۔میں نے تجھے اس لئے چھوڑا ہے کہ تھک گیا ہوں۔'' جواب میں وہ کہتیں''اللہ تیرے ساتھ بھی ایسا ہی کرے۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر آزاد کردیا۔ابن ہشام نے اس کا ذکر کیا ہے۔

مَسئلہ 127 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مبارک پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بڑی حکمت اور دُور اندیشی سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو باور کرایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت واقع ہو چکی ہے۔

عَنِ بْنِ عَبَّاس رضی اللہ عنہما اَنَّ اَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ خَرَجَ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّاب رضی اللہ عنہ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ : إِجْلِسْ يَا عُمَرُ (رضی اللہ عنہ)! فَاَبٰى عُمَرُ رضی اللہ عنہ أَنْ يَجْلِسَ فَاَقْبَلَ النَّاسُ اِلَيْهِ وَتَرَكُوْا عُمَرَ رضی اللہ عنہ ، فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ : اَمَّا بَعْدُ ! مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ،قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ ○﴾ قَالَ وَاللّٰهِ ! لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ هٰذِهِ الْآيَةَ حَتّٰى تَلَاهَا اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَتَلَقَّاهَا النَّاسُ مِنْهُ كُلُّهُمْ فَمَااَسْمَعُ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ اِلَّا يَتْلُوْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ❶

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر کو بوسہ دے کر) باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:''اے عمر بیٹھ جاؤ!'' لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہ بیٹھے۔لوگ (از خود) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اما بعد کہہ کر لوگوں سے یوں خطاب فرمایا:''تم میں سے جو کوئی محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) کی

---

❶ كتاب المغازى،باب: مرض النبى صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته

عبادت کرتا تھا، اُسے معلوم ہونا چاہئے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وفات پا گئے ہیں اور تم میں سے جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا اُسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے، اُس کے لئے موت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ...... ﴾ ترجمہ: ''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو بس اللہ کے رسول ہیں، اُن سے پہلے جو بھی رسول آئے وہ فوت ہوئے، اس لئے اگر وہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو! جو شخص اُلٹے پاؤں پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرے گا اور جو لوگ (ہر حال میں) اللہ کا شکر ادا کریں گے اللہ ضرور انہیں اُس کا بدلہ دے گا۔'' (سورہ آل عمران، آیت 144) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو لوگوں کو محسوس ہوا کہ جیسے لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ یہ آیت پہلے سے نازل شدہ ہے۔ پھر سب لوگوں نے یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھ لی اور پھر جسے دیکھو وہی یہ آیت تلاوت کرتا نظر آ رہا تھا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 128 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ''خلیفۃ الرسول'' بننے کا شرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ ...... قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رضي الله عنه : نَحْنُ الْاُمَرَاءُ وَ اَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ ، فَقَالَ حَبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ رضي الله عنه: لَا وَاللّٰهِ ! لَا نَفْعَلُ ، مِنَّا اَمِيْرٌ وَ مِنْكُمْ اَمِيْرٌ ، فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رضي الله عنه : لَا وَ لٰكِنَّا الْاُمَرَاءُ وَ اَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ هُمْ اَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَ اَعْرَبُهُمْ اَحْسَابًا ، فَبَايِعُوْا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه اَوْ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رضي الله عنه، فَقَالَ : عُمَرُ : بَلْ نُبَايِعُكَ اَنْتَ فَاَنْتَ سَيِّدُنَا وَ خَيْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَاَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهٖ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا) ''حاکم ہم میں سے ہوگا اور وزیر تم میں سے۔'' حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے ''واللہ! یہ بات ہمیں منظور نہیں بلکہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہوگا اور ایک تم (یعنی مہاجرین) میں سے ہوگا۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''نہیں ایسے نہیں، بلکہ خلیفہ تو ہم میں سے ہی ہوگا البتہ تم میں سے وزیر ہوں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قریش کا وطن (یعنی مکہ) عرب کے وسط میں واقع ہے اور قریش حسب

[1] كتاب المناقب ، باب فضل ابى بكر رضي الله عنه

(خاندان) کے اعتبار سے بھی سب سے زیادہ معزز ہیں (یعنی لوگ ان کی سیادت برضا ورغبت قبول کرلیں گے) لہٰذا تم سب عمر بن خطاب کی بیعت کرلو یا ابوعبیدہ بن جراح کی۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''نہیں ہم تو آپ کی بیعت کریں گے، آپ ہمارے سردار ہیں، ہم سے بہتر ہیں اور ہماری نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے زیادہ محبت فرماتے تھے۔'' چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کے بعد باقی لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بنے جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ (جانشین) بنے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنے۔

مَسئلہ 129 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بڑے عزم اور ثبات سے کام لیتے ہوئے انتہائی ناگفتہ بہ حالات میں لشکرِ اسامہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق روانہ فرمایا۔

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ : لَمَّا بُوْيِعَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَ جَمَعَ الْاَنْصَارَ فِى الْاَمْرِ الَّذِى افْتَرَقُوْا فِيْهِ ، فَقَالَ لَهُ النَّاسُ اِنَّ هٰؤُلاَءِ جُلُّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْعَرَبُ عَلٰى مَا تَرٰى قَدِ انْتَقَضَتْ بِكَ وَ لَيْسَ يَنْبَغِىْ لَكَ اَنْ تُفَرِّقَ عَنْكَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ ، فَقَالَ : وَ الَّذِىْ نَفْسُ اَبِىْ بَكْرٍ بِيَدِهٖ لَوْ ظَنَنْتُ اَنَّ السِّبَاعَ تَخْطِفُنِىْ لَاَنْفَذْتُ بَعْثَ اُسَامَةَ كَمَا اَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ لَوْ لَمْ يَبْقَ فِى الْقُرٰى غَيْرِىْ لَاَنْفَذْتُهُ . اَوْرَدَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ فِى الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ[1]

حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت مکمل ہوگئی تو انہوں نے (لشکر اسامہ کا) متنازعہ مسئلہ حل کرنے کے لئے انصار کو جمع کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ لشکر اسامہ میں جانے والے (مدینہ کے) اکثر مسلمان ہیں اور عرب موجودہ صورت حال میں جس طرح آپ کو کمزور سمجھ رہے ہیں، وہ آپ کے سامنے ہے، اس صورت حال میں آپ کو لشکر اُسامہ روانہ نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں ابوبکر کی جان ہے، اگر مجھے یقین ہو کہ مجھے جنگل کے درندے اچک لیں گے تب بھی میں لشکر اُسامہ کو روانہ کروں گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے روانہ کرنے

[1] الجزء السادس ، رقم الصفحه 996، طبع دارالمعرفة ، بيروت

کا حکم دے رکھا ہے اگر ان بستیوں میں میرے سوا کوئی بھی باقی نہ رہے تب بھی میں لشکر اسامہ کو ضرور روانہ کروں گا۔'' امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ میں اسے بیان کیا ہے۔

مَسئلہ 130 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد منکرین زکاۃ کے خلاف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بڑی جرأت اور استقامت سے جہاد کیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ كَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهَ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلاَّ بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ)) فَقَالَ : وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلاَةِ وَالزَّكَاةِ فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا كَانَ یُؤَدُّوْنَهَا اِلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰی مَنْعِهَا ، قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ : فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلاَّ اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ .رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو عرب کے کچھ لوگ کافر ہو گئے (اور زکاۃ بیت المال میں جمع کرانے سے انکار کر دیا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے) کہا ''آپ لوگوں سے کیوں کر جہاد کریں گے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے لوگوں سے اس وقت تک لڑنے کا حکم ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں۔ جب یہ کہنے لگیں تو انہوں نے اپنے مال اور اپنی جانیں مجھ سے بچا لیں۔ مگر حق کے ساتھ، اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اللہ کی قسم! میں تو اس سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکاۃ میں فرق کرے گا۔ کیونکہ زکاۃ ادا کرنا مال کا حق ہے۔ واللہ! اگر یہ لوگ ایک بکری کا بچہ بھی، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے، مجھے نہ دیں گے تو ان سے ضرور لڑائی کروں گا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''واللہ! اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا، اور میں جان گیا کہ حق یہی ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 131 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے جنت کی بشارتیں۔

① عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَبُوْبَكْرٍ فِی الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ

---

[1] صحیح بخاری ، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ

فِی الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ ،وَعَلِیٌّ فِی الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِی الْجَنَّةِ ، وَالزُّبَیْرُ فِی الْجَنَّةِ ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِی الْجَنَّةِ ، وَ سَعْدُ بْنُ أَبِیْ وَقَّاصٍ فِی الْجَنَّةِ ، وَ سَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ فِی الْجَنَّةِ ، وَ أَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِی الْجَنَّةِ .)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ. ❶

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں، اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں۔‘‘ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

② عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم :((مَنْ أَصْبَحَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ صَائِمًا؟)) قَالَ أَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ :أَنَا، قَالَ :((فَمَنِ اتَّبَعَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ جَنَازَةً ؟)) قَالَ أَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ :أَنَا،قَالَ : ((فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ مِسْکِیْنًا ؟)) قَالَ أَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ :أَنَا، قَالَ :((فَمَنْ عَادَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ مَرِیْضًا؟)) قَالَ أَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ :أَنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم :((مَااجْتَمَعْنَ فِی امْرِیءٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. ❷

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ’’آج تم میں سے روزہ دار کون ہے؟‘‘ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ’’میں ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !۔‘‘ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ’’آج تم میں سے جنازہ کے ساتھ کون گیا ہے؟‘‘ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ’’میں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !‘‘ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ’’آج تم میں سے مسکین کو کھانا کس نے کھلایا ہے؟‘‘ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ’’میں نے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !‘‘ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ’’آج تم میں سے مریض کی عیادت کس نے کی ہے؟‘‘ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ’’میں نے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !‘‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’جس آدمی میں یہ ساری خوبیاں جمع ہوں وہ جنت میں داخل ہو گا۔‘‘ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

③ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : ((یَدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ لَا یَبْقٰی فِی الْجَنَّةِ

---

❶ ابواب المناقب،باب: مناقب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (2946/3)

❷ کتاب المناقب،باب: ایام الجاهلیة

أَهْلُ دَارٍ وَلَا غُرْفَةٍ اِلَّا قَالُوْا ''مَرْحَبًا مَرْحَبًا، اِلَيْنَا اِلَيْنَا '')) فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! مَا تَرىٰ هٰذَاالرَّجُلَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((أَجَلْ أَنْتَ هُوَ يَا أَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ!)) رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ❶ (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جنت میں ایک آدمی داخل ہوگا جسے جنت کے ہر گھر والے اور بالا خانے والے کہیں گے ''خوش آمدید، خوش آمدید، آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں، ادھر تشریف لائیں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ! اُس روز اُس آدمی کی کیا ہی شان ہوگی؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ہاں! (واقعی) لیکن اے ابوبکر! وہ تُو ہی ہے۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

④ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ أَيْ فُلُ ! هَلُمَّ)) فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ ذَاكَ الَّذِيْ لَاتَوىٰ عَلَيْهِ ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ.)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.❷

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا ہے جوشخص اللہ کی راہ میں جوڑا (مثلاً دو ہزار، دو لاکھ، دو گھوڑے وغیرہ) خرچ کرے گا اُسے جنت کے (دروازوں) کے دربان اپنی طرف بلائیں گے: ''حضرت! ادھر تشریف لائیں۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''ایسے آدمی کو تو قیامت کے روز کوئی مشکل نہیں ہوگی۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مجھے امید ہے تم انہی میں سے ہوگے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

⑤ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِيْ بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقُلْتُ: لَاَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَاَكُوْنَنَّ مَعَهُ يَوْمِيْ هٰذَا قَالَ : فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ ، فَقَالُوْا : خَرَجَ وَ وَجَّهَ هَاهُنَافَخَرَجْتُ عَلىٰ اِثْرِهٖ أَسْأَلُ عَنْهُ حَتّٰى دَخَلَ بِئْرَ اَرِيْسٍ فَجَلَسْتُ عِنْدَالْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِيْدٍ حَتّٰى قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَجَالِسٌ عَلىٰ بِئْرِ أَرِيْسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَ دَلَّا هُمَافِي الْبِئْرِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ: لَاَكُوْنَنَّ بَوَّابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْيَوْمَ فَجَاءَ

❶ مجمع الزوائد 9/47 تحقيق عبدالله محمد الدرويش (14331/9)

❷ كتاب بدء الخلق ،باب : ذكر الملائكة

اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ فَدَفَعَ الْبَابَ ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا ؟ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ عَلٰی رِسْلِکَ ثُمَّ ذَهَبْتُ، فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! هٰذَا اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ يَسْتَأْذِنُ ، فَقَالَ : ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ، فَاَقْبَلْتُ حَتّٰی قُلْتُ لِاَبِيْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ: اُدْخُلْ وَرَسُوْلُ اللّٰه ﷺ يُبَشِّرُکَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ فَجَلَسَ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَهٗ فِي الْقُفِّ وَدَلّٰی رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ کَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَکَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَکْتُ أَخِيْ يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِيْ ، فَقُلْتُ : اِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يُرِيْدُ اَخَاهُ يَأْتِ بِهٖ فَاِذَا اِنْسَانٌ يُحَرِّکُ الْبَابَ فَقُلْتُ : مَنْ هٰذَا ؟ فَقَالَ : عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ عَلٰی رِسْلِکَ ثُمَّ جِئْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، فَقُلْتُ : هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَأْذِنُ ، فَقَالَ : ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجِئْتُ ، فَقُلْتُ :اُدْخُلْ وَبَشَّرَکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهٖ وَدَلّٰی رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ ، فَقُلْتُ :اِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَأْتِ بِهٖ فَجَاءَ اِنْسَانٌ يُحَرِّکُ الْبَابَ ، فَقُلْتُ : مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ : عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ، فَقُلْتُ : عَلٰی رِسْلِکَ فَجِئْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهٗ ، فَقَالَ : ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰی بَلْوٰی تُصِيْبُهٗ فَجِئْتُهٗ فَقُلْتُ لَهٗ: اُدْخُلْ وَبَشَّرَکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ عَلٰی بَلْوٰی تُصِيْبُکَ فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فَجَلَسَ وِجَاهَهٗ مِنَ الشَّقِ الْاٰخَرِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.[1]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں وضوکیا، پھر باہر نکلے اورسوچا کہ آج کادن تو میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی گزاروں گا، چنانچہ وہ مسجد آئے ،رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھاتو صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا ''کہ وہ کہیں باہرفلاں سمت تشریف لے گئے ہیں ۔''میں آپ ﷺ کے قدموں پر،لوگوں سے پوچھتا اُس سمت نکل کھڑاہواحتیٰ کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ باغِ اریس میں موجود ہیں۔میں باغِ اریس کے دروازے پر جاکر بیٹھ گیاجو کھجور کی ٹہنیوں کا بناہوا تھا۔آپ ﷺ رفعِ حاجت سے فارغ ہوئے تو وضوفرمایا۔میں اُٹھ کرآپ ﷺ کی خدمت میں حاضرہوا، دیکھاتو آپ ﷺ اریس کنوئیں کی منڈیر کے وسط میں تشریف فرما تھےاوراپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھاکر ٹانگیں کنوئیں میں لٹکائی ہوئی تھیں۔ میں نے جاکر سلام عرض کیا

[1] کتاب المناقب،باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذ خليلا......

اور دروازے پر بیٹھ گیا اور یہ عزم کیا کہ آج میں نبی اکرم ﷺ کے دربان کا فرض سرانجام دوں گا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا ''کون ہے؟'' انہوں نے جواب دیا ''ابوبکر'' میں نے کہا ''ذرا ٹھہریں!'' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی ''(یارسول اللہ ﷺ) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اُسے اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی دے دو۔'' میں واپس آیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا ''آپ تشریف لے آئیں، نیز اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت بھی دی ہے۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کے داہنے ہاتھ منڈیر پر اُسی طرح دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا کر ٹانگیں کنوئیں میں لٹکا کر بیٹھ گئے جس طرح رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ میں واپس دروازے پر جا کر بیٹھ گیا۔ میں (گھر) اپنے بھائی کو وضو کرتا چھوڑ آیا تھا (اور میرا خیال تھا) کہ وہ بھی (وضو کر کے) مجھ سے آ ملے گا۔ میں نے (دل میں) کہا اگر اللہ کو اُس کی بھلائی (یعنی جنت کی بشارت) منظور ہے تو اُسے بھی یہاں لے آئے گا۔ اتنے میں کسی آدمی نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے پوچھا ''کون ہے؟'' جواب ملا ''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ'' میں نے کہا ''اچھا ذرا ٹھہریں۔'' پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا اور بتایا ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے ہیں، ملاقات کے لئے اجازت چاہتے ہیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اُسے اجازت دے دو اور ساتھ جنت کی بشارت بھی دے دو۔'' میں واپس (دروازے پر) گیا اور کہا ''تشریف لے آئیں، نیز اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔'' چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اندر آ گئے اور نبی اکرم ﷺ کی بائیں جانب منڈیر پر اپنی دونوں ٹانگیں کنوئیں میں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ میں پھر دروازے پر آ کر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا اگر اللہ کو میرے بھائی کی بھلائی منظور ہے تو اُسے بھی یہاں لے آئے گا۔ اتنے میں ایک اور آدمی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا ''کون ہے؟'' اُس نے جواب دیا ''عثمان بن عفان ہوں۔'' میں نے کہا ''اچھا ذرا ٹھہریں'' پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آنے کی اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اُسے آنے کی اجازت دے دو اور ساتھ جنت کی بشارت بھی دو اور یہ (بھی بتا دو) کہ اُس پر آزمائش آئے گی۔'' چنانچہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں کہا ''آپ تشریف لے آئیں۔ آپ کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے (لیکن یہ بھی فرمایا ہے کہ) تجھ پر ایک مصیبت آئے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اندر آ گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ منڈیر کی ایک سمت تو بھر گئی ہے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منڈیر کے دوسرے کنارے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : چھٹی، ساتویں اور آٹھویں حدیث بالترتیب مسئلہ 132، 133 اور 134 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 132 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنت میں اُن لوگوں کے سردار ہوں گے جو دنیا میں بڑھاپے کی عمر میں فوت ہوئے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذْ طَلَعَ أَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ ، وَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : ((هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ، إِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ. يَا عَلِيُّ ! لَا تُخْبِرْهُمَا.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.[1] (صحيح)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یہ دونوں حضرات ، بوڑھے اہل جنت کے سردار ہوں گے، خواہ اگلے لوگ ہوں یا پچھلے سوائے انبیاء اور رسولوں علیہم السلام کے۔اے علی ! ان دونوں کو نہ بتانا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 133 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حوضِ کوثر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاون ہوں گے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِسْتَعْمَلَ أَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ عَلَى الْحَجِّ ثُمَّ وَجَّهَ بِبَرَاءَةَ مَعَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ! وَجَدْتَ عَلَيَّ فِيْ شَيْءٍ ؟ قَالَ ((لَا ، أَنْتَ صَاحِبِيْ فِي الْغَارِ وَعَلَى الْحَوْضِ.)) رَوَاهُ الْبَزَّارُ.[2] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو (9ھ میں) امیر حج بنایا اور اعلان براءت کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ذمہ داری سونپی۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا آپ نے مجھ میں کوئی کمی محسوس فرمائی ؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''نہیں !تم تو غار میں بھی میرے ساتھی تھے اور حوض پر بھی میرے ساتھ ہوگے۔'' اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 134 جنت میں بلند ترین درجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر

---

[1] ابواب المناقب، باب: مناقب ابوبكر الصديق رضی اللہ عنہ (2897/3)

[2] مجمع الزوائد 9/47 تحقيق عبدالله محمد الدرويش

فاروق رضی اللہ عنہ کے ہوں گے۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی لَیَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِیْ أُفُقِ السَّمَاءِ ،وَاِنَّ أَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہ مِنْهُمْ وَ أَنْعَمَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ. ❶ (صحیح)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بلند درجات والے جنتیوں کو کم درجات والے جنتی اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے کناروں پر چمکتے ستارے دیکھتے ہو۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہی بلند درجات والوں میں سے ہیں،اور بہت ہی خوب ہیں۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 135 مردوں میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔

عَنْ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلٰی جَیْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَأَتَیْتُهُ فَقُلْتُ: أَیُّ النَّاسِ أَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ:((عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا)) فَقُلْتُ : مِنَ الرِّجَالِ ؟ فَقَالَ : ((أَبُوْهَا)) قُلْتُ : ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ : ((ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) فَعَدَّ رِجَالاً. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ. ❷

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ نے ذات السلاسل کی لڑائی میں سردار بنا کر بھیجا جب وہ واپس پلٹے تو آپ ﷺ سے عرض کی ''لوگوں میں سے آپ ﷺ کو کس سے زیادہ محبت ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''عائشہ رضی اللہ عنہا سے'' انہوں نے عرض کی (میرا مطلب ہے) ''مردوں میں سے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اُس کے باپ سے۔'' میں نے عرض کی ''اس کے بعد؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔'' اسی طرح آپ ﷺ نے کئی آدمیوں کے نام لئے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 136 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا،حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خراج تحسین۔

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَ بُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ سَیِّدُنَا، وَخَیْرُنَا، وَأَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ. ❸ (حسن)

---

❶ ابواب المناقب ، باب مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (2892/3)

❷ کتاب المناقب ،باب : قول النبی ﷺ لو کنت متخذاً خلیلاً

❸ کتاب السنة لابن عاصم ، للالبانی ، رقم الحدیث 1138

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں، ہم سے بہتر ہیں اور ہم میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسروں سے زیادہ محبوب ہیں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 137 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خراج عقیدت۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ : خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَخَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ أَبِيْ بَكْرٍ ، عُمَرُ رضی اللہ عنہ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.[1] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سُنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے سب سے بہتر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 138 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عاجزی اور انکسار۔

① عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا نَفَعَنِيْ مَالٌ قَطُّ ، مَا نَفَعَنِيْ مَالُ أَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ)) قَالَ : فَبَكٰى أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! هَلْ أَ نَا وَمَالِيْ إِلَّا لَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.[2] (صحيح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مجھے جتنا فائدہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال نے پہنچایا اتنا فائدہ کسی دوسرے کے مال نے نہیں پہنچایا۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے اور عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری اور میرے مال کی کیا حیثیت؟ یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے تو ہے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

② عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَبَابَكْرِ نِ الصِّدِّيْقَ بَعَثَ جُيُوْشًا إِلَى الشَّامِ فَخَرَجَ يَمْشِيْ مَعَ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ وَكَانَ أَمِيْرَرُبْعٍ مِنْ تِلْكَ الْأَرْبَاعِ فَزَعَمُوْا أَنَّ يَزِيْدَقَالَ : لِأَبِيْ بَكْرٍ إِمَّا أَنْ تَرْكَبَ وَإِمَّا أَنْ أَنْزِلَ ، فَقَالَ : أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ مَاأَنْتَ بِنَازِلٍ وَمَاأَنَابِرَاكِبٍ إِنِّيْ أَحْتَسِبُ خُطَايَ هٰذِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأِ.[3]

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف لشکر بھیجا تو حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیدل چلنے لگے۔ حضرت یزید رضی اللہ عنہ لشکر کے ایک چوتھائی

---

[1] کتاب الفضائل باب: من فضائل ابی بکر الصديق رضی اللہ عنہ

[2] ابواب فضائل اصحاب رسول ﷺ ، باب فضل ابی بکر صديق رضی اللہ عنہ (77/1)

[3] کتاب الجهاد، باب: النهی عن القتل الوالدان فی الغزو.

حصہ کے کمانڈر تھے۔ حضرت یزید بن سفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کی ''آپ بھی سوار ہو جائیں یا پھر میں بھی نیچے اتر آتا ہوں۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''نہ تم اترو نہ میں سوار ہوتا ہوں کیونکہ میں اللہ کی راہ میں یہ قدم اٹھانا ثواب کا کام سمجھتا ہوں۔'' اسے مالک نے مؤطا میں روایت کیا ہے۔

③ عَنْ اَبِیْ مُلَیْکَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ رُبَّمَاسَقَطَ الْخِطَامُ مِنْ يَدِ اَبِیْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ قَالَ : فَيَضْرِبُ بِذِرَا عِ نَاقَتِهٖ فَيُنِيْخُهَا فَيَأْخُذُهٗ ، قَالَ : فَقَالُوْا لَهٗ : اَفَلَا اَمَرْتَنَا نُنَاوِلُكَهٗ؟ فَقَالَ: اِنَّ حِبِّیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَرَنِیْ اَنْ لَّااَسْئَلَ النَّاسَ شَيْئًا. رَوَاهُ اَحْمَدُ[1] (حسن)

حضرت ابوملیکہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کبھی (اونٹنی کی) مہار گر پڑتی تو اپنی اونٹنی کو ہاتھ سے مار کر بٹھاتے اور اس کی مہار خود اٹھاتے۔ لوگوں نے عرض کی آپ ہمیں حکم دیتے تو ہم آپ کو پکڑا دیتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جواب دیتے میرے محبوب اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں لوگوں سے کوئی سوال نہ کیا کروں۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

④ عَنِ الْحَسَنِ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ يَا لَيْتَنِیْ شَجَرَةٌ تُعْضَدُ ثُمَّ تُؤْكَلُ. ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِیُّ[2]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اے کاش! میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ لیا جاتا اور کھالیا جاتا۔'' اسے امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

⑤ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ اَبُوْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ لَوَدِدْتُّ اَنِّیْ شَعْرَةٌ فِیْ جَنْبِ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ. رَوَاهُ اَحْمَدُ[3]

حضرت ابوعمران جونی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ میں کسی مومن آدمی کے پہلو کے بال کا ایک ٹکڑا ہوتا۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

☆☆☆

---

[1] 11/1 تحقیق شعیب الارناؤوط (65/1)

[2] صفة الصفوة الجزء الاول رقم الصفحة 115

[3] صفة الصفوة الجزء الاول صفحه 111

فَضْلُ سَيِّدِنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل ❶

مَسئلہ 139 حضرت عمر سورۃ طٰہٰ کی آیات پڑھ کر مسلمان ہوئے۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 306 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 140 قبولِ اسلام کے جرم میں قریشی سردار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا چاہتے تھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حلیف عاص بن وائل نے اُن کی جان بچائی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا اِذْجَاءَ هُ الْعَاصُ بْنُ وَائِلِ السَّهْمِيُّ أَبُوْ عَمْرٍو وَعَلَيْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ وَقَمِيْصٌ مَكْفُوْفٌ بِحَرِيْرٍ وَهُوَ مِنْ بَنِيْ سَهْمٍ وَهُمْ حُلَفَاءُ نَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ لَهُ : مَابَالُکَ ؟ قَالَ: زَعَمَ قَوْمُکَ أَنَّهُمْ سَيَقْتُلُوْنَنِيْ اِنْ أَسْلَمْتُ، قَالَ: لَا سَبِيْلَ اِلَيْکَ بَعْدَ اِنْ أَمِنْتُ فَخَرَجَ الْعَاصُ فَلَقِيَ النَّاسَ قَدْ سَالَ بِهِمُ الْوَادِيْ فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُوْنَ ؟ فَقَالُوْا : نُرِيْدُ هٰذَاابْنَ الْخَطَّابِ الَّذِيْ صَبَاءَ، قَالَ: لَا سَبِيْلَ اِلَيْهِ فَكَرَّ النَّاسُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ❷

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے باپ (حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں (جان کے) خوف سے چھپے بیٹھے تھے کہ عاص بن وائل سہمی یمنی چادر لئے اور ریشمی قمیص پہنے آیا۔ عاص بن وائل بنوسہم قبیلہ سے تھا اور وہ قبیلہ زمانہ جاہلیت میں ہمارا حلیف تھا۔ عاص بن وائل کہنے لگا ’’عمر! کیوں پریشان ہو؟‘‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ’’یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر میں مسلمان

---

❶ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحفص اور لقب فاروق ہے۔

❷ کتاب المناقب، باب ؛ اسلام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

ہواتو مجھے قتل کر دیں گے۔'' عاص بن وائل کہنے لگا'' تجھے کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا،تو میری امان میں ہے۔'' پھر عاص باہر نکلا اور دیکھا کہ میدان لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ عاص پوچھنے لگا:'' تم لوگ کیا چاہتے ہو؟'' لوگوں نے کہا:'' ہمیں عمر بن خطاب (کا سر) چاہئے جس نے اپنا دین بدل لیا ہے۔'' عاص نے کہا'' تم اُس پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتے۔'' اس کے بعد لوگ پلٹ گئے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 141 رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے والوں میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اپنے ایمان کا کھلم کھلا اعلان فرمایا۔

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اِنِّيْ لَا أَدَعُ مَجْلِسًا جَلَسْتُهُ فِي الْكُفْرِ اِلَّا أَعْلَنْتُ فِيْهِ الْاِسْلَامَ ، فَأَتَى الْمَسْجِدَ وَفِيْهِ بَطُوْنُ قُرَيْشٍ ،مُتَحَلِّقَةٌ فَجَعَلَ يُعْلِنُ الْاِسْلَامَ ،وَ يَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ، فَثَارَ الْمُشْرِكُوْنَ يَضْرِبُوْنَهُ وَيَضْرِبُهُمْ ، فَلَمَّا تَكَاثَرُوْا عَلَيْهِ خَلَصَهُ رَجُلٌ ،فَقُلْتُ لِعُمَرَ رضی اللہ عنہ: مَنِ الرَّجُلُ الَّذِيْ خَلَصَكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؟ قَالَ: ذَاكَ الْعَاصُ بْنُ وَائِلِ السَّهْمِيُّ .رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.[1] (صحيح)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی'' یا رسول اللہ ﷺ! اب میں ایسی کوئی مجلس نہیں چھوڑوں گا جس میں میں زمانۂ کفر میں شریک ہوتا تھا اور اب اُس میں اپنے اسلام لانے کا اعلان نہ کروں۔(اس کے بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجدِ حرام میں آئے وہاں قریشی سردار حلقہ بنائے ہوئے تھے،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا اور گواہی دی'' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ'' (کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں) مشرک حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے اور مارنے لگے،حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن کو مارتے۔ جب کافروں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ہجوم کر دیا تو ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جان بچائی۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''مشرکین سے آپ کو کس نے چھڑایا؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:'' عاص بن وائل سہمی نے۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے عاص بن وائل سہمی کا قبیلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کا حلیف تھا۔ عاص بن وائل حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا والد تھا۔

مَسئلہ 142 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کے حوصلے بہت

[1] مجمع الزوائد 9/66 تحقیق محمد عبداللہ الدرویش (9/14415)

بلند ہو گئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قال : مَازِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. [1]

حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے، تب سے ہم عزت والے ہو گئے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 143 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ : فَسَمَّانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَئِذٍ الْفَارُوْقَ. ذَكَرَهُ فِي الطَّبْقَاتِ. [2]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس روز میں نے اسلام قبول کیا اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام فاروق رکھا۔ یہ طبقات ابن سعد میں ہے۔

مسئلہ 144 اسلام کی مدد کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب۔۔۔ عمر رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ ؛ بِأَبِيْ جَهْلٍ ،أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ)) قَالَ : وَكَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَيْهِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. [3] **(صحيح)**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یا اللہ! تیرے نزدیک ان دوآدمیوں میں سے جوزیادہ محبوب ہے، اُس کے ذریعہ اسلام کو قوت عطا فرما، ابوجہل یا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔'' راوی کہتے ہیں کہ دونوں میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے محبوب ٹھہرے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 145 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی جان سے بھی بڑھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت فرماتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ

---

[1] كتاب المناقب ،باب: مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

[2] فتاوٰی ثنائیه مدنیه ،تالیف شیخ الحدیث حافظ ثناء الله مدنی ، جلد اول ص 446

[3] ابواب المناقب،باب: مناقب أبی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (2907/3)

الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! لَأَنْتَ أَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا مِنْ نَّفْسِيْ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ اِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ)) فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رضی اللہ عنہ : فَاِنَّهُ الْاٰنَ وَاللّٰهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اَلْاٰنَ يَاعُمَرُ!)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. [1]

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ’’یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے میری ذات کے علاوہ باقی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔‘‘ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’نہیں! قسم ہے اُس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (تم اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے) جب تک مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ رکھو۔‘‘ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ’’اللہ کی قسم! اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔‘‘ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’اے عمر! اب تم پورے مومن ہو۔‘‘ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 146 علم نبوت کا کچھ حصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی عطا کیا گیا تھا۔

عَنْ حَمْزَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ شَرِبْتُ يَعْنِي اللَّبَنَ حَتّٰى أَنْظُرَ اِلَى الرِّيِّ يَجْرِيْ فِيْ ظُفُرِيْ أَوْ فِيْ اَظْفَارِيْ ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَقَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَهُ؟ قَالَ: اَلْعِلْمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. [2]

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ (حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’میں سو رہا تھا، خواب میں میں نے دُودھ پیا حتیٰ کہ میرا ناخن یا میرے ناخن تک سیراب ہو گئے۔ پھر میں نے بچا ہوا دُودھ عمر (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ’’اس کی تعبیر کیا ہے؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’علم۔‘‘ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 147 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی دوسرا شخص نبی ہوتا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ، لَكَانَ عُمَرَ

---

[1] كتاب الايمان والنذور، باب: كيف كانت يمين النبى ﷺ

[2] كتاب المناقب، باب: مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

بْنَ الْخَطَّابِ.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.❸ (حسن)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا (رضی اللہ عنہ)۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 148 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے اللہ تعالیٰ حق بات نکلواتے تھے۔

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، يَقُوْلُ بِهٖ.)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ.❷ (صحيح)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق جاری فرمادیا ہے، لہٰذا عمر رضی اللہ عنہ حق بات ہی کہتے ہیں۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 149 تین باتوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش کے مطابق آیات نازل فرمائیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: عُمَرُ رضی اللہ عنہ : وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلَاثٍ فِيْ مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ، وَفِي الْحِجَابِ، وَفِيْ أُسَارٰى بَدْرٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.❸

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں نے تین باتوں میں اپنے رب سے موافقت کی ① مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنانے میں، ② پردہ کے بارہ میں، اور ③ بدر کے قیدیوں کے سلسلہ میں۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: ① آیت حجاب سے پہلے ازواج مطہرات رفع حاجت کے لئے گھر سے باہر جاتی تھیں جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ یہ حجاب میں رہیں۔ ایک بار حضرت سودہ رضی اللہ عنہا رفع حاجت کے لئے نکلیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''سودہ! ہم نے تمہیں پہچان لیا۔'' حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات ناگوار گزری۔ واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آیات حجاب نازل فرمائیں۔

② بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ انہیں قتل کرنا چاہئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے پسند فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق آیات نازل فرمائیں تاہم ان آیات میں قیدیوں سے فدیہ لے کر رہا کرنے کی اجازت بھی دے دی گئی۔ (سورۃ الانفال، آیت: 68-67)

---

❶ ابواب المناقب، باب: مناقب أبی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (2909/3)
❷ ابواب فضائل اصحاب رسول ﷺ باب: فضل عمر رضی اللہ عنہ (88/1)
❸ كتاب الفضائل، باب: من فضائل عمر رضی اللہ عنہ

مَسئله 150 سورۃ تحریم کی آیات بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں،

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ : اِجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِیِّ ﷺ فِی الْغَیْرَةِ عَلَیْهِ ، فَقُلْتُ لَهُنَّ ﴿ عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ ﴾ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن جب باہمی رشک کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کے خلاف اکٹھی ہوگئیں تو میں نے انہیں کہا ”بعید نہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں طلاق دے دیں اور اللہ تعالیٰ انہیں تم سے بہتر بیویاں عطا فرما دے۔“.... تب سورۃ تحریم کی آیت نمبر:5 نازل ہوئی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : سورۃ التحریم آیت 5 کا ترجمہ یہ ہے ”اگر محمد تمہیں طلاق دے دیں تو بعید نہیں اس کا رب تمہارے بدلہ میں اسے تم سے بہتر بیویاں عطا فرما دے، مسلمان، مومن، فرمانبردار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزہ دار، بیوہ اور کنواریاں۔“

مَسئله 151 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے کی آیت نازل ہوئی۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلّٰی فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلّٰی. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.[2] (صحیح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میرا جی چاہتا ہے آپ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنائیں تب یہ آیت نازل ہوئی ”مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ“ (سورۃ البقرۃ: آیت 125)۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 152 شراب کی حرمت کا حکم بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بار بار خواہش پر نازل ہوا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قَالَ : اَللّٰهُمَّ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَیَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتِ الَّتِیْ

---

[1] کتاب التفسیر، باب : عسی ربه ان طلقکن......

[2] کتاب التفسیر باب تفسیر من سورة البقرة (3/2360)

فِی الْبَقَرَةِ ﴿يَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ کَبِيْرٌ﴾ الآية فَدُعِیَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَقُرِأَتْ عَلَيْهِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتِ الَّتِیْ فِی النِّسَاءِ ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوْا الصَّلَاةَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی﴾ فَدُعِیَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَقُرِأَتْ عَلَيْهِ ، قَالَ : اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتِ الَّتِیْ فِی الْمَائِدَةِ ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَکُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ﴾ اِلٰی قَوْلِهٖ ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ فَدُعِیَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَقُرِأَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ اِنْتَهَيْنَا اِنْتَهَيْنَا . رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.[1] (صحيح)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ سے دعا کی ''یا اللہ! شراب کے بارے میں کوئی واضح حکم نازل فرما'' چنانچہ سورۃ البقرۃ کی آیت نازل ہوئی ﴿يَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ...﴾ (ترجمہ: ''لوگ تجھ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دیجیے کہ ان دونوں میں گناہ بہت بڑا ہے اور لوگوں کے لیے کچھ (مالی) فائدہ بھی ہے لیکن دونوں کے فائدے سے گناہ کہیں زیادہ ہے۔'' (سورۃ البقرۃ، آیت 219) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور یہ آیت پڑھ کر سنائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر دعا فرمائی ''یا اللہ! شراب کے بارے میں کوئی واضح حکم نازل فرما'' تب اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی آیت نازل فرمائی ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوْا ...﴾ ترجمہ: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو نشے کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔'' (سورۃ النساء، آیت 43) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آیت پڑھ کر سنائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر دعا مانگی ''یا اللہ! شراب کے بارے میں کوئی واضح بیان نازل فرما'' تب اللہ تعالیٰ نے سورۃ مائدہ کی یہ آیت نازل فرمائی ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ ...﴾ ترجمہ: ''شیطان شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور دشمنی ڈالنا چاہتا ہے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکنا چاہتا ہے پھر کیا تم باز آتے ہو۔'' (سورۃ المائدہ، آیت 91) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور یہ آیت پڑھ کر سنائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ (خوشی سے) پکار اٹھے ''یا اللہ ہم باز آئے، ہم باز آئے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 153 رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کی نمازِ جنازہ نہ پڑھنے کے بارہ میں قرآن مجید کی آیات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق نازل

[1] کتاب التفسیر باب تفسیر من سورة المائدة (2442/3)

ہوئیں۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ دُعِيَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَثَبْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَ تُصَلِّيْ عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا : كَذَا وَكَذَا ؟ قَالَ : أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ قَالَ :((أَ خِّرْ عَنِّيْ يَا عُمَرُ)) فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ:((اِنِّيْ خُيِّرْتُ ، فَاخْتَرْتُ ، لَوْ أَعْلَمُ أَنِّيْ اِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِيْنَ يُغْفَرُ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا)) قَالَ : فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَ ةَ : وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا . . . اِلٰى قَوْلِهٖ وَهُمْ فَاسِقُوْنَ . قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْ أَتِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. [1]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب عبداللہ بن اُبی بن سلول مرا، تو رسول اللہ ﷺ کو نمازِ جنازہ پڑھنے کے لئے بلایا گیا۔ جب نبی اکرم ﷺ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ عبداللہ بن اُبی کی نمازِ جنازہ پڑھائیں گے حالانکہ اُس نے تو فلاں فلاں روز، فلاں فلاں بکواس کی تھی؟'' میں نے کئی باتیں گنوائیں، لیکن رسول اللہ ﷺ سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا ''اچھا عمر! چھوڑو بھی مجھے۔'' پھر جب میں نے زیادہ اصرار کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا ''مجھے اختیار دیا گیا ہے (دعا کروں یا نہ کروں) اور میں نے دعا کرنا پسند کیا ہے۔ اگر مجھے علم ہو جائے کہ ستر (70) بار سے زیادہ دعائے مغفرت کرنے سے اُس کی بخشش ہو جائے گی تو میں ستر بار سے زیادہ اُس کے لئے دعا کروں گا۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھا دی اور لوٹے تو تھوڑی ہی دیر بعد سورۃ براءۃ کی دو آیتیں نازل ہوئیں جن میں یہ حکم تھا ''اے نبی! ان میں سے کوئی بھی مرے تو اس پر کبھی نماز نہ پڑھنا......اس لئے کہ یہ فاسق ہیں۔'' (آیت نمبر 84) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بعد میں مجھے اپنی جرأت پر تعجب ہوا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اتنی جرأت کیسے کر لی؟ حالانکہ اللہ اور اُس کا رسول (ہم سے) بہتر جانتے ہیں۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 154 **حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نسبت حکومت**

---

[1] کتاب التفسیر، سورة التوبة ، باب: قوله : استغفر لهم او لا تستغفر لهم....

کے ذریعہ دین کی زیادہ خدمت کرنے کا موقع عطا فرمایا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلٰى قَلِيبٍ فَجَاءَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ نَزْعًا ضَعِيفًا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِيْ فَرِيَّهُ حَتّٰى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کنوئیں سے ڈول نکال رہا ہوں جس پر چرخی لگی ہوئی ہے۔ (میرے بعد حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) آئے اور انہوں نے ایک یا دو ڈول آہستہ آہستہ نکالے، اللہ انہیں معاف فرمائے۔ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد) (حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) آئے اور ڈول بڑا ہو گیا۔ میں نے (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) جیسا بے مثال کوئی آدمی نہیں دیکھا، جو عمر کی طرح کام کرے۔ انہوں نے اتنا پانی نکالا کہ لوگ خوب سیراب ہو گئے اور اونٹوں کو بھی سیراب کر کے اُن کی آرام گاہ پر لے گئے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 155 رسول اللہ ﷺ کے بعد شریعت کے احکام بجا لانے میں سب سے زیادہ سختی کرنے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَ اَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ رضی اللہ عنہ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[2] (صحيح)

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میری امت میں سے میری امت کے حق میں سب سے زیادہ مہربان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور شریعت کے احکام بجالانے میں امت میں سے سب سے زیادہ سخت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 156 حضرت عمر رضی اللہ عنہ دینی احکام کی پابندی کرنے اور کرانے میں دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آگے تھے۔

---

[1] كتاب المناقب ،باب: مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

[2] ابواب المناقب ، باب مناقب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ(2981/3)

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ ،رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَ عَلَيْهِمْ قُمُصٌ ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِکَ وَمَرَّ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ.)) قَالُوْا مَا أَوَّلْتَ ذٰلِکَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! قَالَ :((اَلدِّيْنَ)).رَوَاهُ مُسْلِمٌ. ❶

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں نے نیند کی حالت میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے لائے گئے اور وہ قمیص پہنے ہوئے ہیں، بعضوں کی چھاتی تک ہے اور بعض کی اس سے نیچے تک ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گزرے تو اُن پر قمیص تھی جسے وہ زمین پر گھسیٹ رہے تھے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ اس کی کیا تعبیر فرماتے ہیں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دین۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 157 عہدِ صدیقی میں قرآن مجید کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کا عظیم الشان کارنامہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دوراندیشانہ رائے (یااصرار) کے نتیجہ میں سرانجام پایا۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : أَرْسَلَ إِلَيَّ أَ بُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رضی اللہ عنہ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عِنْدَهٗ ،قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ : إِنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَتَانِيْ فَقَالَ : إِنَّ الْقَتْلَ اِسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ ، وَإِنِّيْ أَخْشٰى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيْرٌ مِنَ الْقُرْآنِ ، وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ ،قُلْتُ لِعُمَرَ رضی اللہ عنہ: كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِذٰلِکَ وَرَأَيْتُ فِيْ ذٰلِکَ الَّذِيْ رَأٰى عُمَرُ رضی اللہ عنہ.رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ❷

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جنگِ یمامہ میں بہت سے مسلمان (قراء) شہید ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا (میں حاضر ہوا تو) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) میرے پاس آئے ہیں، کہتے ہیں کہ جنگِ یمامہ میں قرآن مجید کے بہت سے قاری شہید ہوگئے ہیں اور مجھے خدشہ ہے کہ اگر اسی طرح لڑائیوں میں

❶ كتاب الفضائل، باب: من فضائل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

❷ كتاب فضائل القرآن، باب: جمع القرآن

قراء شہید ہوتے رہے تو قرآن کا بیشتر حصہ ضائع ہو جائے گا، لہٰذا میرا خیال ہے کہ آپ قرآن مجید جمع کرنے کا حکم دیں۔ میں نے عمر (رضی اللہ عنہ) سے کہا ''میں وہ کام کیسے کروں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اللہ کی قسم ایہ کام بہتر ہے۔'' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے مسلسل اس کام پر آمادہ کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ اس کام کے لئے کھول دیا اور اس معاملہ میں میری سوچ بھی وہی بن گئی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 158 **ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا نان ونفقہ بڑھانے کے مطالبہ پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رنجیدہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں تو میں اپنی بیٹی حفصہ کا سر کاٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دوں۔''**

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَمَّا اعْتَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ نِسَاءَ هُ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا النَّاسُ يَنْكُتُوْنَ بِالْحَصٰى وَيَقُوْلُوْنَ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِسَائَهُ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُؤْمَرْنَ بِالْحِجَابِ ،قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: فَقُلْتُ : لَأَعْلَمَنَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ قَالَ .....: فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا فَقُلْتُ لَهَا : أَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ هُوَ فِيْ خَزَانَتِهٖ فِي الْمَشْرُبَةِ فَدَخَلْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَبَاحٍ غُلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدًا عَلٰى أُسْكُفَّةِ الْمَشْرُبَةِ .... فَنَادَيْتُ يَارَبَاحُ إِسْتَأْذِنْ لِيْ عِنْدَكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ رَبَاحٌ إِلَى الْغُرْفَةِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيَّ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ رَفَعْتُ صَوْتِيْ فَقُلْتُ : يَارَبَاحُ إِسْتَأْذِنْ لِيْ عِنْدَكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنِّيْ أَظُنُّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ظَنَّ أَنِّيْ جِئْتُ مِنْ أَجْلِ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا وَاللّٰهِ لَئِنْ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِضَرْبِ عُنُقِهَا لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. [1]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار فرمائی، تو میں مسجد میں آیا، لوگ اُس وقت (پریشانی کے عالم میں) کنکریاں اُلٹ پلٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے، اور یہ واقعہ حجاب کا حکم نازل ہونے سے

[1] كتاب الطلاق، باب: بيان تخيير لامرأته لا يكون طلاق الا با لنية

پہلے کا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے (دل میں) سوچا کہ میں حقیقت معلوم کروں گا۔چنانچہ میں حفصہ کے پاس گیا اور پوچھا:''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟'' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ وہ اپنے گودام کے بالا خانہ میں تشریف فرما ہیں۔میں وہاں گیا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام رباح رضی اللہ عنہ، بالا خانہ کی دہلیز پر بیٹھا ہے۔۔۔میں نے اُسے آواز دی''رباح! میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت لو۔'' رباح نے اندر دیکھا،لیکن کوئی جواب نہ دیا۔میں نے پھر کہا''رباح! میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت لو!'' رباح رضی اللہ عنہ نے کمرے کی طرف دیکھا اور پھر میری طرف دیکھا،لیکن زبان سے کچھ نہ کہا۔تیسری بار میں نے اپنی آواز بلند کرتے ہوئے کہا''اے رباح! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لئے حاضری کی اجازت لو۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں''(رباح کی بار بار خاموشی سے) مجھے شک ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سمجھ رہے ہیں کہ شاید میں (اپنی بیٹی) اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی سفارش کے لئے آیا ہوں (چنانچہ اُسی بلند آواز میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا)''اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حفصہ کی گردن اڑانے کا حکم دیں تو میں حفصہ کی گردن بھی اڑا دوں گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 159 ابلیس بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خوف کھاتا تھا۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اِسْتَأْذَنَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُنَّ عَلٰى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ! رضی اللہ عنہ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِيْ كُنَّ عِنْدِيْ فَلَمَّاسَمِعْنَ صَوْتَكَ اِبْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ : فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! ثُمَّ قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ ! يَاعَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِيْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَ : نَعَمْ، أَنْتَ أَفَظُّ وَ أَغْلَظُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِيْهًا يَاابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّاسَلَكَ فَجًّا غَيْرَفَجِّكَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. [1]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔اس وقت قریش کی عورتیں (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باتیں

[1] کتاب المناقب،باب: مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

کررہی تھیں، اخراجات میں اضافہ کا مطالبہ ہورہا تھا۔عورتوں کی آوازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہورہی تھیں۔جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن فوراً پردے میں چلی گئیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ آپ کو ہمیشہ مسکراتا رکھے۔'' (کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مجھے ان عورتوں پر تعجب ہے جو میرے پاس بیٹھی تھیں جیسے ہی انہوں نے تمہاری آواز سنی تو فوراً پردے میں چلی گئیں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈریں۔'' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (عورتوں سے مخاطب ہوکر) کہا: ''اے اپنی جان کی دشمنو! مجھ سے ڈرتی ہو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں؟ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے جواب دیا: ''ہاں! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت مزاج ہو۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے ابن خطاب! جانے دے! اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جب شیطان تمہیں ایک راستے پر آتا دیکھتا ہے تو وہ اُسے چھوڑ کر دوسرے راستے پر ہوجاتا ہے۔''
اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 160 **غزوہ اُحد کے بعد مشرکین کے کمانڈر ابوسفیان نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اظہارِ مسرت کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ضبط نہ فرما سکے اور ابوسفیان کو وہیں تُرکی بہ تُرکی سنادیں۔**

عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَقِيْنَا الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَئِذٍ ..... وَأَشْرَفَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فَقَالَ:((لَا تُجِيْبُوْهُ)) فَقَالَ : أَ فِي الْقَوْمِ ابْنُ أَ بِيْ قُحَافَةَ رضی اللہ عنہ؟ قَالَ:((لَا تُجِيْبُوْهُ)) فَقَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ:إِنَّ هٰؤُلَاءِ قُتِلُوْا فَلَوْ كَانُوْا أَحْيَاءً لَأَجَابُوْا فَلَمْ يَمْلِكْ عُمَرُ رضی اللہ عنہ نَفْسَهُ فَقَالَ: كَذَبْتَ يَاعَدُوَّ اللّٰهِ أَ بْقَى اللّٰهُ عَلَيْكَ مَايُخْزِيْكَ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ اُعْلُ هُبَلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَجِيْبُوْهُ)) قَالُوْا : مَا نَقُوْلُ؟ قَالَ : ((قُوْلُوْا اَللّٰهُ أَعْلٰى وَ أَجَلُّ)) قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ : لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم : أَجِيْبُوْهُ ، قَالُوْا مَا

❶ كتاب المغازی، باب: غزوة أُحد

نَقُوْلُ قَالَ ((قُوْلُوْا اللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ)) قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ : يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ و تَجِدُوْنَ مُثْلَةً لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِيْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.❶

حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اُحد کے دن ہمارا مقابلہ مشرکوں سے ہوا۔ (مقابلہ کے بعد) ابوسفیان ایک اونچے مقام پر نمودار ہوا اور (دور سے) کہنے لگا ''کیا تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہیں؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا جواب نہ دینا۔'' ابوسفیان نے دوبارہ کہا ''کیا تمہارے درمیان ابن ابو قحافہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اس کا بھی جواب نہ دینا۔'' ابوسفیان پھر پکارا ''کیا تمہارے درمیان ابن خطاب ہے؟'' (خاموشی پا کر) ابوسفیان کہنے لگا ''اس کا مطلب ہے یہ تینوں قتل ہو گئے، اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر ضبط نہ کر سکے۔ کہنے لگے ''اے اللہ کے دشمن! تو جھوٹا ہے، تجھے ذلیل کرنے کے لئے اللہ نے تینوں کو زندہ رکھا ہے۔'' اس پر ابوسفیان پکار اٹھا ''ہُبل (بت) بلند ہے۔'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اسے جواب دو'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''کیا جواب دیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کہو، اللہ سب سے بلند اور بزرگی والا ہے۔'' ابوسفیان نے پھر کہا ''ہمارے لئے عُزّیٰ (بُت) ہے، تمہارے لئے عزیٰ نہیں'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اسے جواب دو'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جواب دیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کہو! اللہ ہمارا مددگار ہے تمہارا کوئی مددگار نہیں۔'' ابوسفیان نے آخر میں کہا ''اُحد کا دن، بدر کے دن کا بدلہ ہے اور جنگ توڑول ہے (کبھی اِدھر، کبھی اُدھر) اور تم اپنی لاشوں میں مُثلہ دیکھو گے، میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا لیکن میں اسے بُرا بھی نہیں سمجھتا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 161 **حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساری امت سے افضل ہیں۔**

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 113 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 162 **رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت کے لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام تجویز فرمایا۔**

وضاحت: حدیث مسئلہ 128 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 163 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے برضا ورغبت اور بلا تامل خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

عَنْ اَبِی السَّفَرِ قَالَ اَشْرَفَ اَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ عَلَى النَّاسِ مِنْ كَنِيْفِهٖ وَ اَسْمَاءَ اِبْنَةِ عُمَيْسٍ رضی اللہ عنہا مُمْسِكَتُهُ مَوْشُوْمَةُ الْيَدَيْنِ وَهُوَ يَقُوْلُ اَتَرْضَوْنَ بِمَنْ اَسْتَخْلِفُ عَلَيْكُمْ فَاِنِّي وَاللّٰهِ مَا اَلَوْتُ مِنْ جَهْدِالرَّاْيِ وَلاَ وَلَّيْتُ ذَا قَرَابَةٍ وَاِنِّیْ قَدِ اسْتَخْلَفْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَاسْمَعُوْا لَه وَاَطِيْعُوْا فَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا. ذَكَرَهُ فِي التَّارِيْخِ[1]

حضرت ابوسفر کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (مرض الموت میں) پردے کے پیچھے سے مسلمانوں کے سامنے تشریف لائے۔ (ان کی بیوی) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا انہیں اپنے ہاتھوں کے گھیرے میں تھامے ہوئے تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا ''جس آدمی کو میں تمہارے لیے خلیفہ مقرر کردوں کیا تم اس پر راضی ہو گے؟ اللہ کی قسم! میں نے سوچ بچار کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، (یاد رکھو) میں یہ منصب اپنے کسی رشتہ دار کو نہیں دے رہا۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو تمہارے لیے خلیفہ مقرر کر رہا ہوں۔ لہذا تم اس کا حکم سنو اور اس پر عمل کرو۔'' جواب میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اقرار کیا: ''ہم نے آپ کی بات سن لی اور اس پر عمل کیا۔'' امام طبری نے تاریخ طبری میں اس کا ذکر کیا ہے۔

وضاحت: یاد رہے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا پہلے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں

مَسئلہ 164 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیش گوئی فرمائی۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 115 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 165 حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ کے لئے جنت کی بشارت۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذْ قَالَ : ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ

[1] تاریخ طبری 248/4

رَأَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ اِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِعُمَرَ رضی اللہ عنہ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا)) فَبَكٰى عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَقَالَ : أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے،آپ ﷺ نے ارشادفرمایا''میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔وہاں ایک عورت محل کے ایک کونے میں وضوکررہی تھی۔میں نے پوچھا''یہ محل کس کا ہے؟''فرشتوں نے جواب دیا''یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔'' مجھے (حضرت) عمر(رضی اللہ عنہ) کی غیرت یاد آ گئی اور میں وہاں سے پلٹ آیا۔(یہ سُن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اورعرض کی:''یارسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ ﷺ سے غیرت کروں گا۔''اسے بخاری نے روایت کیاہے۔

وضاحت : دوسری حدیث مسئلہ نمبر 131 کے تحت حدیث نمبر 1، تیسری حدیث مسئلہ نمبر 131 کے تحت حدیث نمبر 5، چوتھی حدیث مسئلہ نمبر 132 اور پانچویں حدیث مسئلہ نمبر 134 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 166 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خراجِ تحسین۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ : وُضِعَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَتَكَفَّهُ النَّاسُ يَدْعُوْنَ وَ يُصَلُّوْنَ وَأَنَافِيْهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِيْ اِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِيْ فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ فَتَرَحَّمَ عَلٰى عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَقَالَ : مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ اِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهٖ مِنْكَ وَايْمُ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَكَ وَحَسِبْتُ أَنِّيْ كُنْتُ كَثِيْرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہ وَخَرَجْتُ أَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.❷

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی میّت چارپائی پر رکھی گئی تو لوگوں نے چارپائی کوگھیرلیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کی اور نماز پڑھی۔میں بھی ان لوگوں میں موجود تھا۔ابھی جنازہ اٹھایانہیں گیا تھا کہ ایک آدمی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا تو میں گھبرا گیا،دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔کہنے لگے:''عمر(رضی اللہ عنہ)! اللہ تم پر رحم فرمائے،تم نے اپنے پیچھے کوئی ایسا آدمی نہیں چھوڑا جس کے

---

❶ كتاب المناقب ،باب: مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

❷ كتاب المناقب ، باب : مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

اعمال پر میں اللہ سے ملنے کی آرزو کروں۔اللہ کی قسم ! میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تمہیں تمہارے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا،اس لئے کہ مجھے معلوم ہے کہ میں نے کئی بار رسول اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سُنے ''میں،ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ (اکٹھے فلاں جگہ) گئے،میں،ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ (اکٹھے فلاں جگہ) داخل ہوئے،میں،ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ (اکٹھے فلاں جگہ) سے نکلے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 167 لسانِ رسالت مآب ﷺ سے جنت کی خوشخبری سُننے کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ بوقتِ شہادت،اللہ کے عذاب سے ڈر کر رونے لگے۔

عَنِ الْمِسْوَرِبْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ جَعَلَ يَأْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما : وَ أَنَّهُ يُجَزِّ عُهُ يَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ رضی اللہ عنہ! وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ قَالَ :'' أَمَّا مَاذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَأَمَّامَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَأَمَّامَاتَرٰى مِنْ جَزَعِيْ فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ وَ أَجْلِ اَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ لِيْ طِلَاعَ الْاَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ.'' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.[1]

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی کئے گئے تو بے چین ہو گئے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا ''اے امیر المومنین !فکر نہ کریں۔آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی،اور صحبت کا خوب حق ادا کیا۔پھر جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے، تو وہ آپ سے راضی تھے۔پھر آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحبت پائی،اور اُن کی صحبت کا بھی حق ادا کیا،اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دنیا سے رخصت ہوئے تو وہ بھی آپ سے راضی تھے۔پھر تمہاری لوگوں (یعنی رعایا) سے صحبت رہی اور اُن سے صحبت کا بھی آپ نے خوب حق ادا کیا،اور اگر اب آپ لوگوں سے جدا ہوتے ہیں تو وہ سب آپ سے راضی ہیں (پھر آپ فکرمند کیوں ہیں؟)'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے

[1] کتاب المناقب ، باب : مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

لگے ”تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور رضا کا ذکر کیا تو یہ میرے اوپر اللہ کے احسانات میں سے ایک احسان ہے، اس کے بعد تم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اور رضا کا ذکر کیا تو یہ بھی مجھ پر اللہ عزوجل کا احسان ہے۔اس وقت تم مجھے جس بے چینی میں دیکھ رہے ہو یہ بے چینی تیری اور تیرے ساتھیوں کی وجہ سے ہے (کہ میرے بعد تمہارا حکمران کون ہوگا ؟) اللہ کی قسم! میرے پاس زمین (کے وزن) برابر سونا ہوتا تو میں اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے اُسے صدقہ کر دیتا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 168 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آرزو ”کاش! اللہ تعالیٰ مجھے جزا سزا کے بغیر ہی معاف فرمادیں۔“

عَنْ بُرْدَةَ بْنَ أَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ هَلْ تَدْرِیْ مَاقَالَ أَبِیْ لِأَبِیْکَ ؟ قَالَ : قُلْتُ لَا،قَالَ : فَإِنَّ أَبِیْ قَالَ لِأَبِیْکَ یَاأَبَا مُوْسٰی رضی اللہ عنہ هَلْ یَسُرُّکَ اِسْلَامُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهِجْرَتُنَا مَعَهُ وَجِهَادُنَا مَعَهُ وَعَمَلُنَا کُلُّهُ مَعَهُ بَرَدَلَنَاوَأَنَّ کُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَامِنْهُ کَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ ، فَقَالَ أَبِیْ: لَا وَاللّٰهِ قَدْجَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَصَلَّیْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَاخَیْرًا کَثِیْرًا وَأَسْلَمَ عَلٰی أَیْدِیْنَا بَشَرٌ کَثِیْرٌ وَاِنَّا لَنَرْجُو ذٰلِکَ، فَقَالَ أَبِیْ : لٰکِنِّیْ أَنَا وَالَّذِیْ نَفْسُ عُمَرَ بِیَدِهٖ لَوَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِکَ بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ کُلَّ شَیْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ کَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقُلْتُ : اِنَّ أَبَاکَ وَاللّٰهِ خَیْرٌ مِنْ أَبِیْ.رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.[1]

حضرت ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ”کیا تو جانتا ہے میرے باپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے تیرے باپ (حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے کیا کہا تھا؟“ میں (ابوبردہ) نے کہا ”نہیں۔“ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ”میرے باپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے تیرے باپ (حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے کہا: ”اے ابوموسیٰ! کیا تم میری اس بات سے اتفاق کرتے ہو کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں جو نیک اعمال کئے مثلاً اسلام قبول کرنا، ہجرت کرنا، جہاد کرنا اور ایسے ہی دوسرے نیک اعمال، اُن کا ثواب تو ہمیں ملے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو (نیک) اعمال ہم نے کئے اُن میں برابر سرابر (نہ جزا ملے نہ سزا) چھوٹ جائیں۔“ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ”واللہ! میں تمہاری اس بات سے بالکل اتفاق نہیں کرتا۔ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی جہاد کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور دیگر بے شمار نیک اعمال کئے اور ہمارے ہاتھ پر بے شمار لوگ

[1] کتاب المناقب ، باب : هجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابه الی المدینة

مسلمان ہوئے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ ہمیں آپ ﷺ کی وفات کے بعد (ان) نیک اعمال کا ثواب بھی دے گا۔'' اس کے جواب میں میرے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اُس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تو اس بات پر خوش ہوں کہ رسول اکرم ﷺ کی رفاقت میں ہم نے جو نیک اعمال کئے اُن کا ثواب ہمیں مل جائے، لیکن رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہم نے جو اعمال کئے ہیں اُن میں ہم برابر، سرابر (جزا سزا کے بغیر) ہی چھوٹ جائیں تو اچھا ہے۔'' (معلوم نہیں ان میں سے کون سا عمل قبول ہو کون سا نہ ہو) حضرت ابو بردہ بن موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کہنے لگے ''اے عبداللہ بن عمر! تمہارے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) میرے باپ (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے بہتر رہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 169 **رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام تجویز فرمایا۔**

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 128 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 170 **حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عاجزی اور انکسار۔**

عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اَخَذَ تِبْنَةً مِنَ الْاَرْضِ فَقَالَ لَيْتَنِيْ كُنْتُ هٰذِهِ التِّبْنَةَ لَيْتَنِيْ لَمْ اُخْلَقْ لَيْتَ اُمِّيْ لَمْ تَلِدْنِيْ لَمْ اَكُنْ شَيْئًا لَيْتَنِيْ كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا. ذَكَرَهُ فِي صفة الصفوة. [1]

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا زمین سے تنکا اٹھایا اور فرمانے لگے ''کاش میں یہ تنکا ہوتا، کاش میں پیدا نہ کیا گیا ہوتا، کاش مجھے میری ماں نہ جنتی اور میں کوئی چیز نہ ہوتا، کاش میں (لوگوں کو) بھول بھال گیا ہوتا۔'' امام ابن جوزی نے صفۃ الصفوۃ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَطَبَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ النَّاسَ وَهُوَ خَلِيْفَةٌ وَعَلَيْهِ اِزَارٌ فِيْهِ ثِنْتَا عَشْرَةَ رَقْعَةً. ذَكَرَهُ فِي صفة الصفوة . [2]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ تھے تو لوگوں کو خطبہ دیا۔ اس وقت آپ کی

---

[1] الجزء الاول رقم الصفحة 126

[2] الجزء الاول رقم الصفحة 125

قمیص پر بارہ پیوند تھے۔امام ابن جوزی نے صفۃ الصفوۃ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

مسئلہ 171 بسترِ مرگ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ''امیر المؤمنین'' کہلوانا پسند نہ فرمایا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: ..... یَاعَبْدَاللّٰهِ! اِنْطَلِقْ اِلٰی عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقُلْ : یَقْرَأُ عَلَیْکِ عُمَرُ السَّلَامُ، وَلَا تَقُلْ أَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ، فَاِنِّیْ لَسْتُ الْیَوْمَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ أَمِیْرًا وَقُلْ یَسْتَأْذِنُ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَنْ یُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَیْهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ. [1]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (اپنی وفات سے قبل اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا) ''عبداللہ! اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنا: ''عمر سلام عرض کرتا ہے، اور ہاں دیکھو! امیر المؤمنین کا لفظ استعمال نہ کرنا، کیونکہ آج میں امیر المؤمنین نہیں ہوں، سلام عرض کرنے کے بعد درخواست کرنا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت مانگتا ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 172 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اقوال زریں۔

① عَنْ وَدِیْعَةِ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ : وَهُوَ یَعِظُ رَجُلاً لَا تَکَلَّمْ فِیْمَا لَا یَعْنِیْکَ وَاعْرِفْ عَدُوَّکَ، وَاحْذِرْ صَدِیْقَکَ اِلَّا الْاَمِیْنَ وَلَا اَمِیْنَ اِلَّا مَنْ یَّخْشَی اللّٰهَ وَلَا تَمْشِ مَعَ الْفَاجِرِ فَیُعَلِّمُکَ مِنْ فُجُوْرِهٖ وَلَا تَطَّلِعْهُ عَلٰی سِرِّکَ وَلَا تُشَاوِرْ فِیْ اَمْرِکَ اِلَّا الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. ذَکَرَهٗ فِیْ صِفَةِ الصَّفْوَةِ. [2]

حضرت ودیعہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے سنا ایک آدمی کو فرما رہے تھے ''لایعنی گفتگو نہ کر، اپنے دشمن کو پہچان، اپنے دوستوں سے محتاط رہ سوائے امانت دار دوست کے اور امانت دار دوست وہی ہے جو اللہ سے ڈرے، گناہ گار آدمی کے ساتھ نہ چل ورنہ وہ تمہیں اپنے گناہ سکھا دے گا اور اسے اپنے راز سے آگاہ نہ کر اور اپنے معاملات میں اس سے مشورہ نہ لے سوائے ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔امام ابن جوزی نے صفۃ الصفوۃ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] کتاب فضائل الصحابة،باب: مناقب عثمان بن عفان أبی عمرو ألقرشی رضی اللہ عنہ

[2] الجزء الاول رقم الصفحة 127

② عَنْ ثَابَتِ بْنِ الْحَجَّاجِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ : حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا، وَزِنُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُوْزَنُوْا اَهْوَنُ فَاِنَّهُ عَلَيْكُمْ فِي الْحِسَابِ غَدًا اَنْ تُحَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تَزَيَّنُوْا لِلْعَرْضِ الْاَكْبَرِ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ. ذَكَرَهُ فِيْ صِفَةِ الصَّفْوَةِ. ❶

حضرت ثابت بن حجاج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اپنا حساب کرو اس سے پہلے کہ تمہارا حساب لیا جائے۔ اپنی جانوں کا وزن کرو اس سے پہلے کہ تمہاری جانوں کا وزن کیا جائے۔ کل کا حساب تمہارے لیے بڑا رسوا کن ہوگا۔ آج اپنا حساب خود کر لینے سے بڑی حاضری کے لیے اپنے آپ کو مزین کرو۔ جس روز تم (اللہ کے حضور) پیش کیے جاؤ گے اس روز تمہارا کوئی بھید چھپا نہیں رہے گا۔ (سورۃ الحاقہ : آیت 18)'' امام ابن جوزی نے صفۃ الصفوۃ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

مَسئلہ 173 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے آخری الفاظ۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ : اَنَا اٰخِرُكُمْ عَهْدًا بِعُمَرَ رضی اللہ عنہ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِيْ حِجْرِ ابْنِهِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ لَهُ ضَعْ خَدِّيْ بِالْاَرْضِ ، قَالَ : فَهَلْ فَخِذِيْ وَالْاَرْضُ اِلَّا سَوَاءً؟ قَالَ ضَعْ خَدِّيْ بِالْاَرْضِ لَا اُمَّ لَكَ فِي الثَّانِيَةِ اَوِ الثَّالِثَةِ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ : وَيْلِيْ وَوَيْلُ اُمِّيْ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلِيْ حَتّٰى فَاظَتْ نَفْسُهُ. ذَكَرَهُ فِيْ صِفَةِ الصَّفْوَةِ. ❷

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (مرض الموت میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے والا میں آخری آدمی ہوں۔ میں جب ان کے پاس پہنچا تو ان کا سر ان کے بیٹے کی گود میں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹے سے فرمایا ''میری پیشانی زمین پر رکھ دو۔'' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''کیا میری ران اور زمین ایک ہی بات نہیں؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوسری اور تیسری بار فرمایا ''تیری ماں نہ رہے میری پیشانی زمین پر رکھ دے۔'' اس کے بعد میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ''اگر اللہ نے مجھے معاف نہ کیا تو پھر ہلاکت ہے میرے لیے اور میری ماں کے لیے۔'' یہی کہتے کہتے ان کی روح پرواز کر گئی۔ امام ابن جوزی نے صفۃ الصفوۃ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

---

❶ الجزء الاول رقم الصفحة 127

❷ الجزء الاول رقم الصفحة 129

مَسئلہ 174 **حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلیفہ منتخب کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے صرف عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام ہی تجویز فرمائے۔**

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 258 تحت ملاحظہ فرمائیں۔

① یادر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نامزدگی کے وقت عشرہ مبشرہ میں سے سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زندہ تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہو چکے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود بستر مرگ پر تھے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی فوت ہو چکے تھے۔ جو سات اصحاب زندہ تھے ان میں سے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا قرابت دار ہونے کی وجہ سے نامزد نہیں فرمایا، باقی چھ حضرات کو نامزد فرما دیا۔

مَسئلہ 175 **63 سال بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں اپنی قبر میں بالکل تروتازہ دیکھا گیا۔**

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ أَبِيهِ لَمَّا سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْحَائِطُ فِيْ زَمَانِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَخَذُوْا فِيْ بِنَائِهِ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوْا وَظَنُّوْا أَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ ﷺ فَمَا وَجَدُوْا أَحَدًا يَعْلَمُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ رَحِمَهُ اللّٰهُ: لَا وَاللّٰهِ! مَاهِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ ﷺ، مَاهِيَ إِلَّا قَدَمُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ❶

حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک کی دیوار گری تو اُسے بناتے وقت ایک پاؤں نظر آیا۔ لوگ گھبرا گئے اور سمجھے کہ یہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک ہے، لیکن کوئی ایسا آدمی نہیں تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں مبارک پہچاننے میں یقینی علم ہوتا، تا آنکہ حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے) نے لوگوں سے کہا ''واللہ! یہ قدم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

❶ کتاب الجنائز باب: ماجاء فی قبر النبی ﷺ

فَضْلُ سَيِّدِنَاعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فضائل ❶

مَسئلہ 176 حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اسلام کے ابتدائی ایام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر ایمان لائے۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 100 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 177 رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس قدر خوش تھے کہ اپنی تیسری بیٹی بھی اُن کے نکاح میں دینے کی تمنا فرمائی۔

عَنْ عِصْمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَمَّا مَاتَتْ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الَّتِيْ تَحْتَ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم :((زَوِّجُوْا عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ لَوْ كَانَتْ عِنْدِيْ ثَالِثَةٌ لَزَوَّجْتُهُ)) رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ. ❷ **(حسن)**

حضرت عصمت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی (حضرت اُمّ کلثوم) فوت ہوئیں، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح کرو، اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو میں اُسے تیسری بیٹی بھی دے دیتا۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دونوں بیٹیاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیں۔ پہلے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا۔ اُن کی وفات کے بعد حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا۔ اسی لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو عہدِ صحابہ سے ہی ''ذوالنورین'' کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔

---

❶ قبل از اسلام آپ کی کنیت ''ابوعمرو'' اور بعد از اسلام ''ابوعبداللہ'' تھی۔ لقب ''ذوالنورین'' ہے۔

❷ مجمع الزوائد (83/9) ڈاکٹر علی محمد الصلابی نے اس حدیث کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو سیرت عثمان ذوالنورین (اردو ایڈیشن) مطبوعہ دارالسلام صفحہ 111

مَسئلہ 178 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے کریمانہ اخلاق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ الْقَرْشِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى ابْنَتِهٖ وَهِيَ تَغْسِلُ رَأْسَ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ يَابُنَيَّةُ أَحْسِنِيْ اِلٰى أَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَشْبَهُ اَصْحَابِيْ بِيْ خُلُقًا. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.[1] (صحيح)

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان قرشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے گھر تشریف لائے، اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سر دھو رہی تھیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’میری بیٹی ! ابوعبداللہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت) کی خوب خدمت کر، میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے (حضرت) عثمان (رضی اللہ عنہ) اخلاق کے اعتبار سے سب سے زیادہ مجھ سے مشابہت رکھتے ہیں۔‘‘ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 179 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں سے سب سے زیادہ شرم و حیا والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَ اَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[2] (صحيح)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’میری امت میں سے میری امت کے حق میں سب سے زیادہ مہربان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور شریعت کے احکام بجا لانے میں امت میں سب سے زیادہ سخت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور حیا میں سب سے زیادہ سچے عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔‘‘ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 180 فرشتے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حیا کرتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُضْطَجِعًا فِيْ بَيْتِيْ، كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ ، أَوْسَاقَيْهِ ،فَاسْتَأْذَنَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَأَذِنَ لَهٗ، وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ ،فَتَحَدَّثَ ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ

---

[1] مجمع الزوائد(9/82) الجزء التاسع ،رقم الحديث: 14500 ، تحقيق عبدالله محمدالدرويش

[2] ابواب المناقب ، باب مناقب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (2981/3)

عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَأَذِنَ لَهُ، وَهُوَ كَذٰلِكَ ، فَتَحَدَّثَ ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَسَوّٰى ثِيَابَهُ ، قَالَ مُحَمَّدٌ : وَلَا اَقُوْلُ ذٰلِكَ فِيْ يَوْمٍ وَاحِدٍ – فَدَخَلَ فَتَحَدَّثَ ،فَلَمَّا ...... خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: دَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَلَمْ تَهْتَشَّ ، وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَلَمْ تَهْتَشَّ ،وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ : ((أَلَا أَسْتَحْيِيْ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ.)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ .❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں لیٹے ہوئے تھے،اپنی رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے تھے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اوراجازت طلب کی، رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی اوراسی حالت میں بات چیت فرماتے رہے۔پھرحضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اجازت طلب کی،رسول اللہ ﷺ نے ان کوبھی اجازت دی اوراسی حالت میں بات چیت فرماتے رہے۔پھرحضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے، اجازت طلب کی ،تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور کپڑے درست کئے......اورمحمد راوی حدیث کہتے ہیں کہ یہ ایک دن نہیں بلکہ کئی بار ایسا ہوا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور بات چیت کی۔جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے کوئی پروانہیں کی، پھرحضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تب بھی آپ ﷺ نے کوئی پروانہیں کی، پھرحضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑے درست کئے ؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' کیا میں اُس آدمی سے حیا نہ کروں،جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں؟''اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 181 گوشت کا ہدیہ بھیجنے پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ : دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَاٰى لَحْمًا، فَقَالَ ((مَنْ بَعَثَ هٰذَا؟)) قُلْتُ : عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ قَالَتْ : فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُوْ لِعُثْمَانَ رضی اللہ عنہ. رَوَاهُ الْبَزَّارُ. ❷ (حسن)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے،گوشت پڑا دیکھا تو پوچھا

---

❶ كتاب الفضائل، باب: من فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

❷ مجمع الزوائد(9/86) الجزء التاسع ،رقم الحديث:14520 ، تحقيق عبدالله محمدالدرويش

''یہ کس نے بھیجا ہے؟'' میں نے بتایا ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے خیر فرمائی۔'' اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 182 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دو مرتبہ ہجرت کا اعزاز حاصل ہوا۔

مَسئلہ 183 ایمان لانے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض نہیں کیا۔

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ رضی اللہ عنہ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَهُ: أَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ قَالَ : لَاوَلٰكِنْ خَلَصَ اِلَيَّ مِنْ عِلْمِهٖ مَا يَخْلُصُ اِلَى الْعَذْرَاءِ فِيْ سِتْرِهَا . قَالَ: أَمَّا بَعْدُ ، فَاِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ فَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَآمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهٖ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ كَمَا قُلْتَ ، وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَبَايَعْتُهٗ فَوَا للّٰهِ مَاعَصَيْتُهٗ وَ لَا غَشَشْتُهٗ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. [1]

حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا ''کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے؟'' حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''نہیں، البتہ آپ کی تعلیمات جو ایک کنواری عورت کو بھی پردہ میں پہنچیں وہ مجھے بھی پہنچیں۔'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''امّا بعد! بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور میں بھی اُن لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہا اور ہر اُس بات پر ایمان لایا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اور دو مرتبہ میں نے ہجرت کی جیسا کہ تم نے کہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بھی مجھے حاصل رہی اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔ اللہ کی قسم! میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی نہ ہی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ دیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دے دی۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 184 جیشِ عسرت کی تیاری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اتنا مال دیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا ''آج کے بعد عثمان کو اس کا کوئی عمل نقصان

---

[1] کتاب المناقب، باب: مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

نہیں پہنچائے گا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ : جَاءَ عُثْمَانُ ؓ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَلْفِ دِيْنَارٍ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِيْ حِجْرِهٖ ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ؓ: فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُقَلِّبُهَا فِيْ حِجْرِهٖ وَ يَقُوْلُ: ((مَا ضَرَّ عُثْمَانَ ؓ مَاعَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ))مَرَّتَيْنِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.[1] **(حسن)**

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیش عسرت کی تیاری کے لئے ایک ہزار دینار لے کر آئے اورانہیں آپ ﷺ کی گود میں ڈال دیا۔حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ وہ ان دیناروں کو اپنی گود میں اُلٹ پلٹ رہے تھے اور فرمارہے تھے آج کے بعد (حضرت) عثمان (رضی اللہ عنہ) کو اُس کا کوئی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا۔'' آپ ﷺ نے یہ بات دوبار ارشاد فرمائی۔اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 185 **رسول اکرم ﷺ نے مسجدِ نبوی کی توسیع کے لئے جگہ خرید کر وقف کرنے والے کو مغفرت کی ضمانت دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جگہ خرید کر وقف کردی۔**

مَسئلہ 186 **رسول اکرم ﷺ نے بیئر روما خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کرنے والے کو مغفرت کی ضمانت دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیئر روما خرید کر وقف کردیا۔**

مَسئلہ 187 **رسول اکرم ﷺ نے غزوہ تبوک کے لئے سامان مہیا کرنے والے کو مغفرت کی ضمانت دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک کے لئے سامانِ جہاد مہیا فرمادیا۔**

عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ ؓ قَالَ : أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ وَأَنَا حَاجٌّ،فَبَيْنَا نَحْنُ فِيْ مَنَازِلِنَا نَضَعُ رِحَالَنَااِذْ اَتٰى آتٍ فَقَالَ: قَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ فِي الْمَسْجِدِ ،فَاطَّلَعْتُ فَاِذَا- يَعْنِى النَّاسَ- مُجْتَمِعُوْنَ ....فَقَالَ عُثْمَانُ ؓ : فَأَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ! أَتَعْلَمُوْنَ أَنَّ

[1] ابواب المناقب، باب: مناقب عثمان بن عفان ؓ (2920/3)

رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : ((مَنْ یَبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِیْ فُلَانٍ، غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ)) فَابْتَعْتُہٗ، فَأَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقُلْتُ : اِنِّیْ ابْتَعْتُ مِرْبَدَ بَنِیْ فُلَانٍ قَالَ : ((فَاجْعَلْہُ فِیْ مَسْجِدِنَا ،وَأَجْرُہٗ لَکَ .)) قَالُوْا : نَعَمْ ! قَالَ : فَأَنْشُدُکُمْ بِاللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ! ھَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ :((مَنْ یَبْتَاعُ بِئْرَ رُوْمَۃَ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ)) فَأَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقُلْتُ : قَدِ ابْتَعْتُ بِئْرَ رُوْمَۃَ قَالَ :((فَاجْعَلْھَا سِقَایَۃً لِّلْمُسْلِمِیْنَ وَ أَجْرُھَالَکَ)) قَالُوْا نَعَمْ ! فَأَنْشُدُکُمْ بِاللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ! ھَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ :((مَنْ یُجَھِّزُ جَیْشَ الْعُسْرَۃِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ)) فَجَھَّزْتُھُمْ حَتّٰی مَایَفْقِدُوْنَ عِقَالاً ،وَلَا خِطَاماً،قَالُوْا: نَعَمْ ! قَالَ : اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ، اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ ،اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ . رَوَاہُ النَّسَائِیُّ.[1] (صحیح)

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حج کے ارادہ سے مدینہ آیا۔ہم لوگ اپنے ٹھکانوں پر اپنا سامان اتار رہے تھے۔ایک آدمی آیا، کہنے لگا ’’لوگ مسجد میں جمع ہورہے ہیں۔‘‘ میں مسجد میں گیا تو وہاں لوگ جمع تھے۔......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (لوگوں کو مخاطب کرکے) فرمایا ’’لوگو! میں تمہیں اُس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں، کیا تم لوگ جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ’’کون ہے جو فلاں شخص کا باڑہ خریدے، اللہ اُس کی مغفرت فرمائے گا۔‘‘ میں نے وہ باڑا خریدا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی ’’یارسول اللہ ﷺ! وہ باڑا میں نے خرید لیا ہے۔‘‘ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ’’اسے ہماری مسجد کا حصہ بنادے، اللہ تجھے اجر دے گا۔‘‘ لوگوں نے کہا ’’ہاں! ہم جانتے ہیں۔‘‘ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ’’میں تمہیں اُس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں، کیا تم لوگ جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ’’کون ہے جو بیئر رُومہ خریدے، اللہ اُس کی مغفرت فرمائے گا۔‘‘ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ’’یارسول اللہ ﷺ! میں نے بیئر رومہ خرید لیا ہے۔‘‘ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ’’اسے تمام مسلمانوں کے لئے وقف کر دے، اللہ تجھے اجر دے گا۔‘‘ تمام لوگوں نے جواب دیا ’’ہاں! ایسا ہی ہے۔‘‘ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ’’لوگو! میں تمہیں اُس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں، کیا تم لوگ جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ’’کون ہے جو جیشِ عسرت کے لئے سامان مہیا کرے، اللہ اُس کی مغفرت فرمائے گا۔‘‘ میں نے مجاہدین کو سامانِ جہاد مہیا کیا، یہاں تک کہ کسی مجاہد کو ایک رسی یا مہار کی ضرورت تھی تو وہ بھی

[1] کتاب الاحباس، باب: وقف المساجد (3372/2)

مہیا کی۔’’لوگوں نے جواب دیا’’ہاں ! ہم جانتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا۔‘‘ تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ’’یااللہ! تو بھی گواہ رہنا، یااللہ! تو بھی گواہ رہنا، یااللہ! تو بھی گواہ رہنا۔‘‘ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 188 **بیعتِ رضوان میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر اپنے بائیں ہاتھ پر خود ہی اُن کی طرف سے بیعت فرمائی۔**

مَسئلہ 189 **ہجرت کے باوجود اشرافِ مکہ کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تمام مہاجرین میں سے زیادہ عزوشرف والے تھے۔**

عَنْ أَبِیْ مَوْهَبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِن أَهْلِ مِصْرَ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَاى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ ، فَقَالُوْا هٰؤُلَاءِ قُرَيْشٌ ،قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ ؟ قَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اِنِّیْ سَائِلُکَ عَنْ شَیْءٍ فَحَدِّثْنِیْ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ ؟ قَالَ : نَعَمْ،قَالَ : تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ قَالَ نَعَمْ ، قَالَ : تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ وَلَمْ يَشْهَدْ هَا قَالَ : نَعَمْ ،قَالَ : اَللّٰهُ اَكْبَرُ،قَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ : تَعَالَ أُبَيِّنْ لَکَ أَمَّافِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَفَاعَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ،وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : اِنَّ لَکَ لَأَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْكَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَاذَهَبَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهِ فَقَالَ: هٰذِهِ لِعُثْمَانَ رضی اللہ عنہ،فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ :اذْهَبْ بِهَاالْآنَ مَعَکَ.رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.[1]

حضرت ابوموہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک مصری حج کے لئے مکہ آیا اور کئی آدمیوں کو وہاں بیٹھے دیکھا تو پوچھنے لگا’’یہ کون لوگ ہیں؟‘‘ لوگوں نے بتایا’’یہ سب قریشی ہیں۔‘‘ مصری کہنے لگا’’یہ ان میں بوڑھا شخص کون ہے؟‘‘ انہوں نے بتایا’’یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔‘‘ مصری نے (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مخاطب ہوکر) کہا’’اے ابن عمر رضی اللہ عنہما ! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، مجھے اس کا جواب

[1] کتاب المناقب، باب: مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

دیں۔کیا آپ جانتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اُحد کے روز (میدانِ جنگ سے) بھاگ گئے تھے؟''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا''ہاں!''مصری نے پوچھا''کیا تم جانتے ہو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے؟''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا''ہاں! جانتا ہوں۔''مصری نے پھر پوچھا''کیا تم جانتے ہو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیعتِ رضوان میں بھی شریک نہیں تھے؟''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا''ہاں! جانتا ہوں۔'' مصری نے (فخر سے) اللّٰہ اکبر کہا۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا''اِدھر آ! میں تجھے ان سوالوں کی حقیقت واضح کروں؛ جہاں تک میدانِ اُحد سے فرار کا تعلق ہے، میں گواہی دیتا ہوں اللہ نے اُن کا وہ قصور معاف فرما دیا اور انہیں بخش دیا (سورہ آل عمران، آیت:155)؛ جہاں تک غزوۂ بدر میں شریک نہ ہونے کا تعلق ہے تو اُس کی حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا) بیمار تھیں، جس وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا (تم رقیہ کی تیمارداری کرو، اس کے بدلہ میں) تمہیں غزوۂ بدر میں شامل ہونے والے اصحاب کے برابر اجر ملے گا اور مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی ملے گا؛ اور جہاں تک بیعتِ رضوان میں شامل نہ ہونے کا تعلق ہے، اس بارے میں سنو! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اشرافِ مکہ کے ہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت والا کوئی دوسرا شخص ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مذاکرات کے لئے اُسی کو مکہ بھیجتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ (مذاکرات کے لئے) بھیجا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد بیعتِ رضوان ہوئی، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا اور اپنے (بائیں) ہاتھ پر مارا اور فرمایا''یہ بیعت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے رہی۔''تینوں اعتراضات کے جواب دینے کے بعد) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا''اپنے ساتھ یہ تینوں جواب لیتا جا۔''اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 190 موقع ملنے کے باوجود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر طواف کرنا پسند نہ فرمایا۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا بَعَثَ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ اِلٰی أَهْلِ مَكَّةَ فَبَايَعَ أَصْحَابُهُ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ، بَايَعَ لِعُثْمَانَ رضی اللہ عنہ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فَقَالَ النَّاسُ : هَنِيْئًا لِأَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ آمِنًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:((لَوْ مَكَثَ كَذَا وَكَذَا مَاطَافَ بِالْبَيْتِ حَتّٰى اَطُوْفَ.)) رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ. [1]

[1] مجمع الزوائد (9/85) كتاب المناقب، باب: ماجاء في مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ کی طرف (مذاکرات کے لئے) بھیجا تو (بعد میں) اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے بیعتِ رضوان لی اور اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت لی۔ لوگوں نے کہا ''مبارک ہو! ابو عبداللہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت) کو، کہ وہ آرام سے بیت اللہ کا طواف کرے گا۔'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر (حضرت) عثمان (رضی اللہ عنہ) لمبی مدت بھی مکہ میں ٹھہرے، تب بھی وہ بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا، جب تک میں طواف نہ کروں۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 191 حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ساری امت سے افضل ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنَّا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَعْدِلُ بِأَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ أَحَدًا، ثُمَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، ثُمَّ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ''رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل سمجھتے تھے۔ ان کے بعد ہم باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چھوڑ دیتے۔ کسی کو کسی پر فضیلت نہ دیتے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : دوسری حدیث مسئلہ نمبر 113 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 192 قرآن مجید کو سات قراءت کی بجائے ایک قراءت میں منتقل کرنا اور تمام مسلم ممالک میں اس کی نشر و اشاعت کرنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ملتِ اسلامیہ پر عظیم احسان ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : إِنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ قَدِمَ عَلٰى عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ، وَكَانَ يُغَازِيْ أَهْلَ الشَّامِ فِيْ فَتْحِ أَرْمِيْنِيَةَ وَاَذْرَبِيْجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ رضی اللہ عنہ لِعُثْمَانَ رضی اللہ عنہ: يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ! أَدْرِكْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوْا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى ، فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ إِلٰى حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا أَنْ أَرْسِلِيْ إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ ، فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ رضی اللہ عنہا إِلٰى عُثْمَانَ

[1] كتاب المناقب، باب: مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

رضی اللہ عنہ ،فَأَمَرَ زَيْدَبْنَ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّ بَيْرِ رضی اللہ عنہ، وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ رضی اللہ عنہ فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ ، وَقَالَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ لِلرَّهْطِ الْقُرَيْشِيِّيْنَ الثَّلَاثَةِ :اِذَااخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَاِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ ،فَفَعَلُوْا حَتّٰى اِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ الصُّحُفَ اِلٰى حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا وَأَرْسَلَ اِلٰى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوْا، وَأَمَرَ بِمَاسِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِيْ كُلِّ صَحِيْفَةٍ أَوْمُصْحَفٍ أَنْ يُّحْرَقَ.رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ عراقی اور شامی مجاہدین کے ساتھ آرمینیا اورآذربائیجان کی فتوحات میں شریک تھے، جہاں وہ لوگوں کے قراءتِ قرآن میں باہمی اختلاف کی وجہ سے گھبرا گئے۔ چنانچہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اورعرض کی ''امیرالمؤمنین! اُمت کی خبر لیجئے،اس سے پہلے کہ یہ بھی یہود ونصاریٰ کی طرح قرآن میں اختلاف کرنے لگیں۔(یہ سن کر) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا کہ ہمیں اپنا مصحف بھیج دیں،ہم اس کی نقلیں تیارکر کے اصل نسخہ آپ کوواپس بھیج دیں گے۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنا نسخہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کوبھجوا دیا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ،حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ،حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ اورحضرت عبدالرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہ کوحکم دیا کہ وہ اس نسخہ کی نقول تیارکریں۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قریش کے تین حضرات (حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ،حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ اورحضرت عبدالرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہ) سے کہا اگرتمہارے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درمیان قراءت کا اختلاف ہوجائے تو قریش کے لہجے کو باقی رکھنا،اس لئے کہ قرآن مجید قریش کے لہجے میں ہی نازل ہوا ہے۔ان حضرات نے ایسا ہی کیا۔جب نقول تیار ہوگئیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نسخہ واپس کر دیا اور تیار شدہ نقول میں سے ایک ایک مصحف ہر مسلم ملک کوبھجوا دیا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تیارشدہ مصحف کے علاوہ باقی اوراق پر لکھے ہوئے تمام قرآن جلانے کا حکم دے دیا۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 193 رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی پیشگوئی فرمائی۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ : ((يَا عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ! اِنَّهُ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا؛ فَاِنْ أَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.[2] (صحيح)

---

[1] كتاب فضائل القرآن ،باب : جمع القرآن

[2] ابواب المناقب، باب: مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (2923/3)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اے عثمان! امید ہے اللہ تجھے ایک قمیص پہنائے گا اگر لوگ یہ چاہیں کہ اُسے اتار دو تو اُن کی خاطر مت اتارنا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 194 حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برضا و رغبت سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 261 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 195 لسانِ رسالت مآب ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ''شہید'' کا تمغہ فضیلت عطا فرمایا۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ أُحُدًا وَمَعَهُ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہ وَعُثْمَانُ رضی اللہ عنہ فَرَجَفَ وَقَالَ : ((اُسْكُنْ أُحُدُ)) أَظُنُّهُ ضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ ((فَلَيْسَ عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ.)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اُحد پہاڑ پر چڑھے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے، پہاڑ ہلنے لگا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اُحد! ٹھہر جا۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرا خیال ہے آپ ﷺ نے اُحد پر اپنا پاؤں مبارک مارا اور فرمایا ''تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 196 شہادت سے ایک روز قبل خواب میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ روزہ افطار کرنے کی دعوت دی۔

عَنِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ أَصْبَحَ فَحَدَّثَ فَقَالَ : اِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَنَامِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ (رضی اللہ عنہ)! أَفْطِرْ عِنْدَنَا فَأَصْبَحَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ صَائِمًا فَقُتِلَ يَوْمَهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ . رَوَاهُ الْحَاكِمُ. [2] **(صحيح)**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صبح کی تو بتایا کہ میں نے آج

---

[1] كتاب المناقب، باب: مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[2] 103/3 `كتاب معرفة الصحابه ،باب: رُؤيا عثمان أن النبى ﷺ يقول له :أَفْطِرْعِنْدَنَا'' تحقيق ابوعبدالله عبدالسلام بن محمد بن عمر حلوش (4610/4)

رات خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! ہمارے ساتھ روزہ افطار کرو!'' اگلے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے روزہ رکھ لیا اور اُسی روز شہید کر دیئے گئے، رضی اللہ عنہ۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 197 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے جنت کی بشارت۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِشْتَرٰی عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ الْجَنَّةَ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ مَرَّتَیْنِ بَیْعَ الْحَقِّ حَیْثُ حَفَرَ بِئْرَ رُوْمَةَ وَحَیْثُ جَهَّزَ جَیْشَ الْعُسْرَةِ. رَوَاهُ الْحَاکِمُ. (1) (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو مرتبہ جنت خریدی اور ٹھیک سودا کیا، پہلی مرتبہ جب رومہ کا کنواں کُھدوایا اور دوسری مرتبہ جب جیش العسرہ (غزوہ تبوک) کے لئے سامان مہیا فرمایا۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ① رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص رُومہ کا کنواں کھدوا کر مسلمانوں کے لئے وقف کرے گا اُس کے لئے جنت ہے۔ تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوا دیا۔ غزوہ تبوک کے موقع پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ''جو شخص غزوۂ تبوک کے لئے سامان دے گا، اُس کے لئے جنت ہے۔'' اُس وقت بھی سب سے زیادہ سامان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ (بخاری)

② دوسری اور تیسری حدیث مسئلہ نمبر 131 کے تحت بالترتیب حدیث نمبر 1 اور حدیث نمبر 5 ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 198 جنت کی بشارت کے باوجود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عذابِ قبر کے خوف سے اس قدر روتے کہ ریش مبارک تر ہو جاتی۔

عَنْ هَانِئٍ رضی اللہ عنہ مَوْلٰی عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ : کَانَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ اِذَا وَقَفَ عَلٰی قَبْرٍ بَکٰی حَتّٰی یَبُلَّ لِحْیَتَهُ ، فَقِیْلَ لَهُ : تَذْکُرُ الْجَنَّةَ وَ النَّارَ ، فَلَا تَبْکِیْ وَتَبْکِیْ مِنْ هٰذَا ؟ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((اِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ ، فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَیْسَرُ مِنْهُ وَاِنْ لَمْ یَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ)) قَالَ : وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَا رَأَیْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا الْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ)) رَوَاهُ التِّرْمَذِیُّ (2). (حسن)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ہانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر

---

(1) 107/3 کتاب معرفة الصحابه ،باب: اشتری عثمان رضی اللہ عنہ الجنة مرتین ،تحقیق ابوعبدالله عبدالسلام حلوش(4626/4)

(2) ابواب الزهد ، باب ماجاء فی ذکر الموت (1878/2)

کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ آپ سے عرض کیا گیا ’’آپ کے سامنے جنت دوزخ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آپ نہیں روتے لیکن قبر کے ذکر پر اس قدر روتے ہیں؟‘‘ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ’’اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ’’قبر آخرت کی منازل میں سے سب سے پہلی منزل ہے، اگر کسی نے اس سے نجات پالی تو اگلی منزلیں اُس کے لئے آسان ہوں گی اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو بعد کی منازل اس سے کہیں زیادہ سخت ہوں گی نیز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے ’’میں نے قبر سے زیادہ گھبراہٹ اور سختی والی کوئی اور جگہ نہیں دیکھی۔‘‘ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡه

❋❋❋

فَضْلُ سَیِّدِنَا عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ
حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل ❶

مَسئله 199 حضرت علی رضی اللہ عنہ پندرہ یا سولہ سال کی عمر میں ایمان لائے۔

مَسئله 200 نابالغ افراد میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔

عَنِ الْحَسَنِ رضی اللہ عنہ قَالَ : کَانَ أَوَّلَ مَنْ اٰمَنَ عَلِیُّ بْنُ أَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشَرَةَ أَوْ سِتَّ عَشَرَةَ سَنَةً. رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ. ❷ (صحیح)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے پہلے (بچوں میں سے) ایمان لانے والے علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ تھے، اُس وقت اُن کی عمر پندرہ یا سولہ برس کی تھی۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 201 رسولِ اکرم ﷺ کو پہاڑوں اور درختوں کے سلام کرنے کی آواز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سنی۔

عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ بِمَکَّةَ فَخَرَجْنَا فِیْ بَعْضِ نَوَاحِیْهَا فَمَااسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ اِلَّا هُوَ یَقُوْلُ : اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ. ❸ (صحیح)

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ ہم مکہ کی ایک سمت باہر نکلے۔ راستے میں آنے والا کوئی پہاڑ اور درخت ایسا نہیں تھا جس نے یہ نہ کہا ہو ''السلام علیک یارسول اللہ ﷺ!'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 202 حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان کی علامت ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

---

❶ آپ کی کنیت ''ابوالحسن اور ابوتراب'' ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی اور آپ ﷺ کے داماد تھے۔

❷ مجمع الزوائد 103/9 کتاب المناقب، باب : مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ 14603/9 تحقیق محمد عبداللہ الدرویش

❸ سلسلہ الحادیث الصحیحۃ للالبانی، الجزء السادس، رقم الحدیث : 2670

دشمنی نفاق کی علامت۔

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَقَدْ عَهِدَ اِلَيَّ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ ﷺ ((اِنَّهُ لَايُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ،وَلَا يُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.❶ (صحيح)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اُمّی ﷺ نے مجھے فرمایا ''تجھے وہی دوست رکھے گا جو مومن ہے، اور تجھ سے وہی دشمنی رکھے گا جو منافق ہے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 203 جو اللہ کے رسول ﷺ کا دوست ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے دوست ہیں اور جو اللہ کے رسول ﷺ کا دشمن ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے دشمن ہیں۔

عَنْ زَيْدِبْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ رضی اللہ عنہ مَوْلَاهُ.))رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .❷

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جس سے میری دوستی ہے، علی رضی اللہ عنہ بھی اُس سے دوستی کرے گا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 204 حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والا گویا رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتا ہے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ.❸ (صحيح)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے ''جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس نے گویا مجھے گالی دی۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شَاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ آذَى عَلِيًّا فَقَدْ آذَانِيْ)).رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيْخِ.❹

---

❶ ابو اب المناقب،باب: مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ(2938/3)

❷ ابو اب المناقب،باب: مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ(2930/3)

❸ 324/6 تحقیق شعیب الارناؤط (26748/44)

❹ سلسله الحاديث الصحيحة للالبانی،الجزء الخامس ،رقم الحديث : 2295

حضرت عمرو بن شاس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے علی رضی اللہ عنہ کو تکلیف دی، اُس نے مجھے تکلیف دی۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 205 حضرت علی رضی اللہ عنہ، اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔

مَسئله 206 اللہ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں۔

عَنْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ خَيْبَرَ وَكَانَ بِهٖ رَمَدٌ فَقَالَ : أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ! فَخَرَجَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ فَتَحَهَا اللّٰهُ فِيْ صَبَاحِهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلاً يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَوْقَالَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَمَا نَرْجُوْهُ فَقَالُوْا : هٰذَا عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ فَأَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّايَةَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ❶

حضرت سلمہ (بن اکوع) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ آشوبِ چشم کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے۔ پھر دل میں سوچا کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جاؤں؟ چنانچہ نکل کھڑے ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے۔ پھر جب اُس رات کی شام ہوئی جس کی صبح خیبر فتح ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کل میں سپہ سالاری کا جھنڈا اُس آدمی کو دوں گا یا وہ آدمی جھنڈا لے گا جس سے اللہ اور اُس کا رسول محبت کرتے ہیں یا فرمایا وہ اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اللہ اُس کے ہاتھ پر خیبر فتح کرادے گا۔ ہمیں امید نہیں تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پہنچ جائیں گے لیکن وہ اُس صبح موجود تھے۔ صحابہ نے کہا ''حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔'' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا اُن کو دے دیا اور اللہ نے خیبر اُن کے ہاتھ سے فتح کرادیا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 207 حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اہلِ بیت میں شامل ہونے کا اعزاز عطا فرمایا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ رَبِيْبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴾ فِيْ بَيْتِ اُمِّ

❶ كتاب المناقب، باب: مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

سَلَمَةَ فَدَعَا فَاطِمَةَ وَ حَسَنًا وَ حُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَ عَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَجَلَّلَهُ بِكِسَاءٍ ، ثُمَّ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَاذْهَبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا)) قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ : وَ اَنَا مَعَهُمْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ؟ قَالَ ((اَنْتِ عَلٰى مَكَانِكِ وَ اَنْتِ عَلٰى خَيْرٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ❶ (صحیح)

حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ جن کی پرورش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ، کہتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ............﴾ ترجمہ: ''اے نبی کے گھر والو، اللہ یہ چاہتا ہے کہ وہ تم سے ہر طرح کی گندگی (کفر اور شرک کی) دور کردے اور تمہیں خوب پاک صاف کردے۔'' (سورۃ الاحزاب ، آیت 33)اس وقت آپ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان سب پر ایک چادر ڈال دی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ پیچھے تھے ان پر بھی چادر ڈال دی ، پھر فرمایا'' یا اللہ! یہ سب میرے گھر والے ہیں ان سے گندگی دور فرمادے اور انہیں خوب پاک صاف کردے۔'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی'' اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟'' (یعنی میں بھی چادر کے نیچے آ ؤں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا''تم اپنی جگہ پر ہی رہو(تمہیں چادر کے نیچے آنے کی ضرورت نہیں)تم تو نیکی پر ہو ہی۔''اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿ نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ وَنِسَاءَ نَا وَ نِسَاءَ كُمْ ﴾ اَلْآيَةَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ : ((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِيْ.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. ❷ (صحیح)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا ...﴾ ترجمہ:''ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں ،تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ، ہم اپنی عورتوں کو بلاتے ہیں ،تم اپنی عورتوں کو بلاؤ، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا'' یا اللہ! یہ میرے اہل ہیں۔''اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : سورہ آل عمران کی مذکورہ بالا آیت نمبر 61 اُس وقت نازل ہوئی جب نجران کے عیسائی وفد کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے انکار کر دیا تو اس کے بعد دعوتِ مباہلہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔عیسائی وفد نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا البتہ جزیہ دینے پر صلح کر لی۔

❶ ابو اب التفسیر ، باب تفسیر سورۃ الاحزاب (2562/3)

❷ ابو اب المناقب،باب: مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ(2932/3)

مَسئلہ 208 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے پیار بھرا خطاب ’’ابو تُراب‘‘

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : دَخَلَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ عَلٰى فَاطِمَةَ ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم : أَيْنَ ابْنُ عَمِّكَ ؟ قَالَتْ : فِي الْمَسْجِدِ ،فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَوَجَدَ رِدَاءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلٰى ظَهْرِهِ فَجَعَلَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ فَيَقُوْلُ: اِجْلِسْ يَاأَبَا تُرَابٍ .رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ❶

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے پھر باہر نکلے اور مسجد میں جا کر لیٹ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (تشریف لائے اور) دریافت فرمایا’’ تمہارا چچازاد کہاں ہے؟‘‘ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی’’مسجد میں۔‘‘ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے مسجد تشریف لے گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چادر پشت سے ہٹی ہوئی ہے اور پشت پر مٹی لگی ہوئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پشت سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمایا:’’اے ابوتراب! اُٹھ کر بیٹھ!‘‘ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 209 غزوہ بدر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مدِمقابل ولید بن عتبہ کو جہنم رسید کیا۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مدِمقابل شیبہ بن ربیعہ کو جہنم رسید کیا پھر حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم نے مل کر عتبہ بن ربیعہ کو جہنم رسید کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت میں آیات نازل فرمائیں۔

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ : نَزَلَتْ ﴿ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ﴾ فِيْ سِتَّةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَحَمْزَةَ رضی اللہ عنہ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ❷

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قرآن مجید کی آیت’’یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا۔(سورۃ الحج؛آیت 19)‘‘ قریش کے چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی (جو بدر

❶ کتاب المناقب،باب مناقب علی ابن أبی طالب رضی اللہ عنہ

❷ کتاب المغازی باب قتل ابی جهل

کے روز آمنے سامنے ہوئے) حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ (بمقابلہ) شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 210 غزوہ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آن کی آن میں مشرکوں کے مشہور جنگجو مَرحب کے دو ٹکڑے کر کے قلعہ فتح کر لیا۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ : فَأَتَيْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ فَجِئْتُ بِهٖ أَقُوْدُهٗ وَهُوَ أَرْمَدُ حَتّٰى أَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَبَسَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ وَأَعْطَاهُ الرَّأْيَةَ فَخَرَجَ مَرْحَبٌ فَقَالَ : قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّيْ مَرْحَبٌ، شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٌ ، اِذَالْحُرُوْبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ ، فَقَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ: أَنَاالَّذِيْ سَمَّتْنِيْ أُمِّيْ حَيْدَرَهْ ، كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيْهِ الْمَنْظَرَهْ ، أُوَفِّيْهِمْ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ. قَالَ : فَضَرَبَ رَأْسَ مَرْحَبٍ فَقَتَلَهٗ ثُمَّ كَانَ الْفَتْحُ عَلٰى يَدَيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ.[1]

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں کھینچتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا لب مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں لگایا تو وہ اُسی وقت اچھے بھلے ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا (مشرکوں کی طرف سے مقابلہ کے لئے) مرحب نکلا اور کہنے لگا: ''خیبر والے جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں، پوری طرح ہتھیار بند، آزمودہ کار اور گھمسان کی جنگ کے وقت بہادر۔'' جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میری ماں نے میرا نام حیدر (یعنی شیر) رکھا ہے، ڈراؤنی شکل رکھنے والے جنگلی شیر کی طرح ہوں، میں لوگوں کو ایک صاع کے بدلہ میں ایک سندر (صاع سے بڑا وزن) دیتا ہوں۔'' (پھر مقابلہ ہوا) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کے سر پر وار کیا اور اُسے قتل کر ڈالا۔ اس طرح خیبر کی فتح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہوئی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: ''صاع کے بدلہ سندرہ'' عربی زبان میں ایسا ہی محاورہ ہے جیسے اردو میں ''اینٹ کے بدلے پتھر۔''

مَسئلہ 211 غزوہ تبوک کے موقع پر رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب نامزد فرمایا۔

[1] كتاب الجهاد والسير ،باب: غَزْوَةِ ذِيْ قَرَدٍ

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِیَّ بْنَ أَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْکَ فَقَالَ : یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! تُخَلِّفُنِیْ فِی النِّسَآءِ وَالصِّبْیَانِ ؟ فَقَالَ : ((أَمَا تَرْضٰی أَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ علیہ السلام مِنْ مُوْسٰی علیہ السلام : غَیْرَ أَنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ.)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.[1]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو (مدینہ میں) اپنا خلیفہ نامزد فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جارہے ہیں؟ (میں جہاد سے محروم ہوجاؤں گا) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیاتم اس بات سے خوش نہیں کہ میرے نزدیک تمہارا مقام وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون علیہ السلام کا تھا، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے، جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جاتے وقت حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہہ دی، چونکہ حضرت ہارون علیہ السلام پیغمبر بھی تھے لہٰذا یہ غلط فہمی دور کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے یہ وضاحت فرمادی کہ حضرت ہارون علیہ السلام خلیفہ بھی تھے اور نبی بھی، لیکن تم صرف خلیفہ ہو، نبی نہیں، کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

مَسئلہ 212 فرضیتِ حج (9ھ) کے موقع پر اعلانِ براءت کے لئے رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی نمائندگی کا شرف عطا فرمایا۔

عَنْ حُبْشِیِّ بْنِ جُنَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ مِنِّیْ وَأَنَامِنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ، وَلَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا أَنَا أَوْعَلِیٌّ.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.[2] (حسن)

حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اعلانِ براءت کے لئے روانہ کرتے ہوئے) فرمایا ''علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے، اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں۔'' (یعنی ہم دونوں ایک ہی گھر کے فرد ہیں) اور کسی کے ساتھ صلح باقی رکھنے یا عہد ختم کرنے کا حق میری طرف سے کسی کو حاصل نہیں سوائے میرے یا علی رضی اللہ عنہ کے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے 9ہجری میں حج فرض ہوا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنا کر بھیجا تو اس کے بعد سورۂ براءت کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں، جن میں وعدہ خلافی کرنے والے قبائل سے معاہدات ختم کرنے کا حکم تھا۔ حج کے موقع پر یہ اعلانِ

---

[1] کتاب الفضائل، باب : من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

[2] ابواب المناقب، باب : مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (2931/3)

عام کروانے کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نامزد فرمایا، جو بعد میں حجاج کرام سے جا ملے، اور دورانِ حج اعلانِ براءت کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یہ آیات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیج دیں، وہ پڑھ کر سنا دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اہم اعلان میرے گھر کے کسی آدمی کو کرنا چاہئے۔ (تفہیم القرآن، جلد دوم، صفحہ: 174)

مَسئلہ 213 حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ رَجُلًا يَسْتَغْفِرُ لِاَبَوَيْهِ وَهُمَا مُشْرِكَانِ فَقُلْتُ لَهُ : أَتَسْتَغْفِرُ لِأَبَوَيْكَ وَهُمَا مُشْرِكَانِ؟ فَقَالَ : اَوَ لَيْسَ اسْتَغْفَرَ اِبْرَاهِيْمُ لِأَبِيْهِ وَهُوَ مُشْرِكٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَتْ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[1] (حسن)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ایک آدمی کو اپنے مشرک والدین کے لیے مغفرت کی دعا کرتے سنا تو اسے کہا ''کیا تو اپنے مشرک والدین کے لیے استغفار کر رہا ہے؟'' اس نے جواب دیا ''کیا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک والد کے لیے دعا نہیں کی تھی؟'' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی ''نبی اور ایمان والوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے دعا کریں۔ (سورۃ التوبہ آیت 113)'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 214 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ مقدمات کے سب سے بہتر فیصلے کرنے والے تھے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَ اَشَدُّهُمْ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَ اَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ وَ اَقْضَاهُمْ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ وَ اَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ وَ اَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ وَ اَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ ، اَلَا وَ اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنًا وَ اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ[2] (صحیح)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میری امت کے لئے سب سے زیادہ رحمدل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، اللہ کے دین کو نافذ کرنے کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت

---

[1] ابواب تفسير القرآن باب تفسير سورة التوبة (2477/3)

[2] باب في فضائل اصحاب رسول الله ﷺ (125/1)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور بہت زیادہ حیا کرنے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، سب سے بہتر فیصلے کرنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔، اللہ کی کتاب کو سب سے زیادہ عمدہ پڑھنے والے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں، حلال وحرام کے مسائل سب سے زیادہ جاننے والے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں، وراثت کے احکام سب سے زیادہ جاننے والے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں اور ہاں ہر امت کے لئے ایک امین ہے اور اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 215 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت میں تاخیر کا سبب بیان کرنے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور بھی زیادہ محبت کرنے لگے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ : قَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ لِأَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ مَوْعِدُکَ الْعَشِیَّةَ لِلْبَیْعَةِ فَلَمَّاصَلّٰی أَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ الظُّهْرَ رَقِیَ الْمِنْبَرَ فَتَشَهَّدَ وَذَکَرَ شَأْنَ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ وَتَخَلُّفَهٗ عَنِ الْبَیْعَةِ وَعُذْرَهٗ بِالَّذِیْ اعْتَذَرَ اِلَیْهِ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشَهَّدَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ فَعَظَّمَ حَقَّ أَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ وَحَدَّثَ أَنَّهٗ لَمْ یَحْمِلْهُ عَلَی الَّذِیْ صَنَعَ نَفَاسَةً عَلٰی أَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ وَلَا اِنْکَارًا لِلَّذِیْ فَضَّلَهُ اللّٰهُ بِهٖ وَلٰکِنَّا نَرٰی لَنَا فِیْ هٰذَاالْأَمْرِ نَصِیْبًا فَاسْتَبَدَّ عَلَیْنَا فَوَجَدْنَا فِیْ أَنْفُسِنَا فَسُرَّ بِذٰلِکَ الْمُسْلِمُوْنَ وَقَالُوْا: أَصَبْتَ وَکَانَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلٰی عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَرِیْبًا حِیْنَ رَاجَعَ الْأَمْرَ الْمَعْرُوْفَ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ. ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا'' آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے شام کا وقت طے ہے۔'' جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز ادا کی تو منبر پر چڑھے، تشہد پڑھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیعت سے پیچھے رہنے کا سبب بیان کیا اور اُن کے لئے دعائے استغفار کی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ (منبر پر چڑھے اور) تشہد پڑھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق کو سراہا اور بتایا کہ'' میرے اب تک بیعت نہ کرنے کی وجہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے حسد یا اللہ نے انہیں جو فضیلت عطا فرمائی ہے اس سے انکار نہیں تھا بلکہ بات یہ تھی ہمارا خیال تھا کہ خلافت کے معاملہ میں انہیں ہماری رائے بھی لینی چاہئے تھی جو نہ لی گئی، بلکہ خود ہی معاملہ طے کر لیا گیا، جس کا ہمیں رنج ہوا۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ گفتگو سن کر مسلمان خوش ہو گئے اور کہنے لگے'' آپ نے درست کہا۔'' جب مسلمانوں نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اچھی بات اختیار کی ہے تو وہ پہلے سے زیادہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے لگے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

❶ ابو اب فضائل اصحاب رسول اللہ ﷺ ، باب : فضل عمر رضی اللہ عنہ

وضاحت : یادرہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چالیس روز بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مہاجرین مسجد میں جمع ہوکر تجہیز وتکفین کی تیاری کرنے لگے۔کسی نے آکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ سقیفہ بنوساعدہ میں مہاجرین اور انصار میں خلافت کے موضوع پر تنازع پیدا ہوگیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تجہیز وتکفین کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو لے کر سقیفہ بنوساعدہ پہنچ گئے ۔ وہاں کی صورت حال ایسی تھی کہ خلافت کے مسئلہ کو مؤخر کرنا سخت خطرناک ثابت ہوسکتا تھا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ اس دوران تجہیز و تکفین میں مشغول رہے اور ادھر بیعت کی تکمیل ہوگئی ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا افسوس تھا کہ مجھے اس موقع پر بلایا کیوں نہیں گیا یا میرا انتظار کیوں نہیں کیا گیا۔ مذکورہ حدیث میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

مسئلہ 216 حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پہلے برضا ورغبت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 261 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 217 حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عاجزی اور انکسار!

عَنْ مُحَمّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ لِأَبِیْ أَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ أَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ، قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَخَشِیْتُ أَنْ یَقُوْلَ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ، قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ ؟ قَالَ مَاأَنَاإِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ .رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.[1]

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے دریافت کیا ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے کون سب سے افضل ہے؟‘‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ’’حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔‘‘ میں نے پوچھا ’’اُن کے بعد؟‘‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ’’پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔‘‘ مجھے گمان ہوا اب وہ کہیں گے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، چنانچہ میں نے خود ہی کہا ’’پھر آپ۔‘‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ’’میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی ہوں۔‘‘ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یادرہے مسیلمہ کذاب کے قبیلہ کا نام بنوحنیفہ تھا۔ جنگ یمامہ میں فتح کے بعد قید ہونے والے مردوں کو غلام اور عورتوں کو لونڈیاں بنالیا گیا۔ان لونڈیوں میں سے ایک لونڈی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خرید لی جس سے محمد پیدا ہوئے۔ یہی محمد اپنی والدہ کے قبیلہ بنوحنیفہ کی نسبت سے محمد بن حنفیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

مسئلہ 218 حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے جنت کی بشارت!

---

[1] كتاب المناقب ، باب: قول النبی ﷺ ’’لو كنت متخذًا خليلًا.....

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :((اِنَّ الْجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ اِلٰى ثَلاثَةٍ : عَلِيٍّ وَّعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.))رَوَاهُ الْحَاكِمُ. ❶ (حسن)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : دوسری حدیث مسئلہ نمبر 131 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئله 219 رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والوں کے حق میں دعا فرمائی۔

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّتِهِ الَّتِيْ حَجَّ. فَنَزَلَ فِيْ بَعْضِ الطَّرِيْقِ . فَأَمَرَ الصَّلاةَ جَامِعَةً .فَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ،فَقَالَ :((أَ لَسْتُ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ؟)) قَالُوْا بَلٰى. قَالَ : ((فَهٰذَا وَلِيُّ مَنْ أَنَا مَوْلَاهُ،اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، اَللّٰهُمَّ عَادِ مَنْ عَادَاهُ.)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ. ❷ (صحيح)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حجۃ الوداع کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آرہے تھے، راستے میں ایک جگہ آپ ﷺ نے پڑاؤ فرمایا، لوگوں کو جمع کرنے کا حکم دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا ''کیا میں تمام مومنوں کی جانوں سے مقدم نہیں ہوں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ''کیوں نہیں؟'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''جس کا میں دوست ہوں اُس کا یہ بھی دوست ہے۔ اے اللہ! جو اسے دوست رکھے تو بھی اُسے دوست رکھ اور جو اس سے دشمنی کرے تو بھی اس سے دشمنی کر۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْه

❁❁❁

❶ صحيح جامع الصغير للالباني،رقم الحديث :1594

❷ ابواب فضائل اصحاب رسول اللّٰه ﷺ ،باب: فضائل على بن أبى طالب رضی اللہ عنہ (94/1)

فَضْلُ سَيِّدِنَا الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رضی اللہ عنہ

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے فضائل ❶

مَسئلہ 220 آٹھ سالہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی اسلام پر ثابت قدمی

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہما قَالَ : أَسْلَمَ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ رضی اللہ عنہ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ وَ هَاجَرَ وَ هُوَ ابْنُ ثَمَانَ عَشَرَ سَنَةً وَكَانَ عَمُّ الزُّبَيْرِ يُعَلِّقُ الزُّبَيْرَ رضی اللہ عنہ فِيْ حَصِيْرٍ وَيُدَخِّنُ عَلَيْهِ بِالنَّارِ، وَ يَقُوْلُ : اِرْجِعْ اِلَى الْكُفْرِ، فَيَقُوْلُ الزُّبَيْرُ لَا أَكْفُرُ اَبَدًا. رَوَاهُ الْحَاكِمُ. ❷ (صحيح)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ آٹھ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے، اوراٹھارہ سال کی عمر میں ہجرت (مدینہ) کی، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا چچا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو (اسلام لانے پر) ٹاٹ میں لپیٹ دیتا اور آگ سے دھونی دیتا، پھر کہتا ''کفر کی طرف لوٹ آ۔'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جواب میں کہتے: ''اب میں کفر کی طرف کبھی نہیں پلٹوں گا۔'' اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 221 مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرفتار ہونے کی افواہ پھیلی تو گیارہ سالہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ مرنے مارنے کے لئے ننگی تلوار لے کر گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر اُن کے لئے اور ان کی تلوار کے لئے دعا خیر فرمائی۔

عَنْ عُرْوَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَتْ نَفْحَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ أَنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ أُخِذَ ،فَسَمِعَ بِذٰلِكَ الزُّبَيْرُ رضی اللہ عنہ وَهُوَ ابْنُ اِحْدٰى عَشَرَ سَنَةً فَخَرَجَ بِالسَّيْفِ مَسْلُوْلًا حَتّٰى وَقَفَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ صلی اللہ علیہ وسلم : ((مَا شَأْنُكَ ؟)) فَقَالَ : أَرَدْتُّ اَنْ أَضْرِبَ مَنْ أَخَذَكَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ

❶ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب کے فرزند ارجمند تھے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شوہر تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رشتہ میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔

❷ (360/3) تحقيق أبو عبدالله عبدالسلام حلوش (5601/4)

ﷺ وَلِسَيْفِهِ وَكَانَ أَوَّلَ سَيْفٍ سَلَّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ. ❶

حضرت عُروہ (بن زبیر رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں کہ شیطان نے یہ افواہ پھیلا دی کہ حضرت محمد ﷺ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ یہ خبر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے سنی تو برہنہ شمشیر لے کر نکل کھڑے ہوئے۔ اُس وقت اُن کی عمر گیارہ سال تھی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا ''کیا بات ہے؟'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ''یا رسول اللہ ﷺ! میں نے عزم کیا تھا کہ جس کسی نے آپ ﷺ کو گرفتار کیا ہے، اُس کی گردن اڑادوں گا۔'' نبی اکرم ﷺ نے (خوش ہوکر) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دعا دی اور اُن کی تلوار کو بھی، اور یہ پہلا موقع تھا جب کوئی تلوار اللہ عزوجل کی راہ میں بے نیام ہوئی۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 222 غزوہ بدر میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے ایک نامی گرامی جنگجو کی آنکھ میں تاک کر نشانہ مارا، برچھی آر پار ہوگئی۔ وہ برچھی نبی اکرم ﷺ نے بطورِ یادگار حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مانگ لی۔

عَنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَقِيْتُ يَوْمَ بَدْرٍ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ مُدَ جَّجٌ لَا يُرٰى مِنْهُ اِلَّا عَيْنَاهُ وَهُوَ يُكْنٰى أَبُوْ ذَاتِ الْكَرِشِ فَقَالَ : أَنَا أَبُوْذَاتِ الْكَرِشِ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَطَعَنْتُهُ فِيْ عَيْنِهٖ فَمَاتَ، قَالَ هِشَامٌ : فَأُخْبِرْتُ أَنَّ الزُّبَيْرَ قَالَ : لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِيْ عَلَيْهِ ثُمَّ تَمَطَّأْتُ فَكَانَ الْجَهْدَ أَنْ نَّزَعْتُهَا وَقَدِ انْثَنِيْ طَرَفَاهَا قَالَ عُرْوَةُ رضی اللہ عنہ: فَسَأَلَهُ اِيَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَاهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ❷

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بدر کے روز میں نے عبیدہ بن سعید بن عاص کو دیکھا، لوہے میں غرق تھا، صرف اُس کی دونوں آنکھیں نظر آتی تھیں۔ اُس کی کُنیت ''ابوذات الکرش'' تھی۔ (تکبر سے) کہنے لگا ''میں ہوں ابوذات الکرش!'' میں نے اُس پر برچھی سے حملہ کیا اور تاک کر برچھی اُس کی آنکھ پر ماری، (برچھی آر پار ہوگئی) اور وہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ ہشام کہتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی یہ کہتے تھے کہ حضرت عروہ کہتے ہیں کہ جب وہ مرگیا تو میں نے اپنا پاؤں اُس (کے سر پر) رکھا اور دونوں ہاتھ لمبے کر کے بڑی مشکل سے وہ برچھی اُس کی آنکھ سے نکالی جس سے اُس کے دونوں کنارے ٹیڑھے ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے وہ برچھی مانگی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے وہ برچھی رسول

❶ 360/3 الجزء الرابع ، رقم الحديث 5605 ❷ كتاب المغازی، باب فضل من شهد بدر

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 223 **غزوہ بدر میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سر پر زرد رنگ کا عمامہ پہنے ہوئے تھے،اور مدد کے لئے آنے والے فرشتے بھی زرد رنگ کے عمامے پہنے ہوئے تھے۔**

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَتْ عَلَى الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رضی اللہ عنہ يَوْمَ بَدْرٍ عَمَامَةٌ صَفْرَاءُ مُعْتَجِرٌ بِهَا فَنَزَلَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَيْهِمْ عَمَائِمُ صُفْرٌ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ.[1] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ بدر کے روز حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اپنے سر پر زرد رنگ کا عمامہ لپیٹا ہوا تھا اور (مدد کے لئے جو) فرشتے نازل ہوئے تھے اُن کے سروں پر بھی زرد رنگ کے عمامے تھے۔اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 224 **غزوہ احزاب کے موقع پر بنوقریظہ کی عہد شکنی کی خبر لانے کے لئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ استفسار فرمایا۔تینوں مرتبہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ''لبیک'' کہا۔رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا:''زبیر میرا مددگار ہے۔''**

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ الْأَحْزَابِ : ((مَنْ يَّأْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ ؟)) فَقَالَ الزُّبَيْرُ رضی اللہ عنہ :أَنَا، ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَّأْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ ؟)) فَقَالَ الزُّبَيْرُ رضی اللہ عنہ:أَنَا، ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَّأْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ ؟)) فَقَالَ الزُّبَيْرُ رضی اللہ عنہ:أَنَا ثُمَّ قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.[2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احزاب کے روز استفسار فرمایا ''بنوقریظہ کی خبر کون لائے گا؟'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''میں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ پوچھا ''بنوقریظہ کی خبر مجھے کون لا کر دے گا؟'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ عرض کی ''میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!'' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سہ بارہ دریافت فرمایا ''بنوقریظہ کی خبر مجھے کون لا کر دے گا؟'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے

---

1. (360/3) تحقيق أبوعبدالله عبدالسلام حلوش (5608/4)
2. كتاب المغازى ، باب : غزوة الخندق

سہ بارہ عرض کی: ''میں لا کر دوں گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہر نبی کا ایک مددگار رہوتا ہے اور میرا مددگار زبیر ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 225 غزوہ احزاب کے انتہائی نازک لمحات میں غداری کا ارتکاب کرنے والے یہودی قبیلہ بنوقریظہ کی جاسوسی کرنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو فرمایا ''میرے ماں باپ تجھ پر قربان!''

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ يَوْمَ الْأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ فِي النِّسَاءِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلٰى فَرَسِهٖ يَخْتَلِفُ إِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ، فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ : يَا أَبَتِ ! رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ ؟ قَالَ : أَوَ هَلْ رَأَيْتَنِيْ يَا بُنَيَّ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ! قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ : ((مَنْ يَأْتِ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَيَأْتِيْنِيْ بِخَبَرِهِمْ ؟))فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ أَبَوَيْهِ فَقَالَ :((فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ.))رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. [1]

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر مجھے اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کو (کم سن ہونے کی وجہ سے) عورتوں کے ساتھ (مدینہ میں) چھوڑ دیا گیا۔ میں نے اچانک دیکھا کہ (میرے والد) حضرت زبیر گھوڑے پر سوار ہیں اور دو یا تین بار بنوقریظہ کے ہاں چکر لگا کر آئے ہیں۔ (جنگ کے بعد) میں نے والد صاحب سے پوچھا ''ابا جان! میں نے آپ کو گھوڑے پر کئی چکر لگاتے دیکھا۔'' میرے والد کہنے لگے ''کیا واقعی تو نے مجھے چکر لگاتے دیکھا تھا؟'' میں نے عرض کی ''ہاں'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے ''(اس روز) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ''کون ہے جو بنوقریظہ کے (محلّہ میں) جائے اور اُن کی خبر لائے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر میں گیا جب میں پلٹا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ کو میرے لئے جمع کیا اور یوں فرمایا ''میرے ماں باپ تجھ پر قربان!'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 226 فتح مکہ کے روز مکہ میں داخل ہوتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کا جھنڈا اٹھانے کا اعزاز حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔

عَنْ هِشَامٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ .... : ثُمَّ جَاءَتْ كَتِيْبَةٌ وَهِيَ أَقَلُّ الْكَتَائِبِ فِيْهِمْ رَسُوْلُ

---

[1] ابواب المناقب، باب: مناقب الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

اللّٰهِ ﷺ وَ أَصْحَابُهُ وَرَأَيَةُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رضی اللہ عنہ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ❶

حضرت ہشام رضی اللہ عنہ اپنے باپ (حضرت عروہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ (فتح مکہ کے روز یکے بعد دیگرے مختلف لشکر مکہ میں داخل ہو رہے تھے) پھر ایک لشکر ایسا آیا جو دوسروں کی نسبت سب سے چھوٹا لشکر تھا، اس لشکر میں خود رسول اللہ ﷺ اور آپ کے (بعض) اصحاب رضی اللہ عنہم شامل تھے، اس لشکر کا جھنڈا حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 227 غزوہ یرموک میں عیسائیوں کے لشکر پر حملہ کی ابتدا کرنے کی سعادت حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوئی۔

عَنْ عُرْوَةَ رضی اللہ عنہ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ : أَلا تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ ؟ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ فَضَرَبُوهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلٰى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ عُرْوَةُ رضی اللہ عنہ: فَكُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِيْ فِيْ تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيْرٌ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ❷

حضرت عُروہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یرموک کے روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے کہا "پہلے تم حملہ کرو گے تو پھر ہم حملہ کریں گے۔" چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ دشمن نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر دو وار کئے۔ ان دونوں واروں کے درمیان حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ایک اور زخم کا نشان تھا جو انہیں بدر کے دن لگا تھا۔ یہ زخم اتنے گہرے تھے کہ بچپن میں مَیں ان کے زخموں سے کھیلتا اور اپنی انگلیاں ان میں ڈال دیتا تھا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 228 حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو غزوہ بدر سے غزوۂ تبوک تک تمام غزوات اور سرایا میں شرکت کا شرف حاصل ہے۔

عَنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ : وَاللّٰهِ مَاخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَخْرَجًا فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا وَلَاسَرِيَّةٍ اِلَّا كُنْتُ فِيْهَا. رَوَاهُ الْحَاكِمُ. ❸

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! کوئی ایسا غزوہ نہیں، جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نکلے

❶ كتاب المغازى ، باب : أين ركز النبى ﷺ الرأية يوم الفتح

❷ ابواب المناقب، باب: مناقب الزبير بن العوام رضی اللہ عنہ

❸ (361/3) تحقيق أبو عبدالله عبدالسلام حلوش (5607/4)

ہوں، نہ ہی کوئی سریہ ایسا ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا ہو اور میں اس میں موجود نہ ہوں۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات اور سرایا کی تعداد کم و بیش 75 ہے۔

مَسئلہ 229 حضرت زبیر رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت کرنے والے تھے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّہٗ لَخَیْرُھُمْ مَاعَلِمْتُ وَاِنْ کَانَ لَاَحَبَّھُمْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ. [1]

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''سنو! اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ میرے علم کی حد تک سب سے بہتر ہیں اور سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 230 حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو عشرہ مبشرہ میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہے

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 131 کے تحت ملاحظہ فرمائیں

مَسئلہ 231 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت سے قبل خلافت کے لئے جن چھ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نامزد فرمایا، اُن میں سے ایک حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 258 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 232 حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت کے لیے برضا و رغبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہو کر قربانی اور ایثار کی زرّیں مثال قائم فرمائی۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 259, 260 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ

---

[1] ابواب المناقب، باب: مناقب الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ (5605/4)

فَضْلُ سَيِّدِنَا طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ❶

مَسئلہ 233 حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اولاً شامی راہب کے کہنے پر ثانیاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام لائے۔

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ : حَضَرْتُ سُوْقَ بُصْرَى، فَإِذَا رَاهِبٌ فِيْ صَوْمَعَتِهٖ يَقُوْلُ : سَلُوْا هٰذَا الْمَوْسِمَ أَفِيْهِمْ أَحَدٌمِنْ أَهْلِ الْحَرَمِ ، قَالَ طَلْحَةُ رضی اللہ عنہ:قُلْتُ: نَعَمْ أَنَا، فَقَالَ : هَلْ ظَهَرَ أَحْمَدُ بَعْدُ، قُلْتُ :وَمَنْ أَحْمَدُ ؟ قَالَ : اِبْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، هٰذَاشَهْرُهُ الَّذِىْ يَخْرُجُ فِيْهِ وَهُوَ آخِرُ الْاَنْبِيَاءِ ، مَخْرَجُهُ مِنَ الْحَرَمِ وَمُهَاجِرُهُ اِلٰى نَخْلٍ وَحَرَّةٍ وَ سَبَاحٍ فَاِيَّاكَ أَنْ تُسْبَقَ اِلَيْهِ ،قَالَ طَلْحَةُ رضی اللہ عنہ: فَوَقَعَ فِيْ قَلْبِيْ مَاقَالَ فَخَرَجْتُ سَرِيْعًا حَتّٰى قَدِمْتُ مَكَّةَ ،فَقُلْتُ :هَلْ كَانَ مِنْ حَدَثٍ ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَمِيْنُ تَنَبَّأَ وَقَدْ تَبِعَهُ ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: فَخَرَجْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى أَ بِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ : اِتَّبَعْتَ هٰذَاالرَّجُلَ ؟ قَالَ نَعَمْ،فَانْطَلِقْ اِلَيْهِ فَادْخُلْ عَلَيْهِ فَاتَّبِعْهُ فَاِنَّهُ يَدْعُوْاِلَى الْحَقِّ فَأَخْبَرَهُ طَلْحَةُ بِمَا قَالَ الرَّاهِبُ فَخَرَجَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ بِطَلْحَةَ رضی اللہ عنہ فَدَخَلَ بِهٖ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَسْلَمَ طَلْحَةُ رضی اللہ عنہ وَأَخْبَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمَاقَالَ الرَّاهِبُ فَسَرَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ. ❷

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بصریٰ (شام) کی منڈی میں (تجارت کی غرض سے) گیا۔ وہاں ایک راہب اپنے عبادت خانہ میں کہہ رہا تھا ''منڈی میں آنے والے لوگوں سے پوچھو، ان میں سے کوئی مکہ سے بھی آیا ہے؟'' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں مکہ سے آیا ہوں'' راہب نے پوچھا ''کیا وہاں احمد (نبی) ظاہر ہو چکے ہیں؟'' میں نے (تعجب سے) پوچھا ''احمد کون؟'' راہب نے کہا ''احمد بن عبداللہ

❶ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابومحمد ہے۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے دادا عثمان بن عمرو اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دادا عامر بن عمرو دونوں سگے بھائی تھے۔

❷ 369/3 تحقیق عبداللہ الدرویش (5640/4)

بن عبدالمطلب ! یہی اُن کے ظہور کا وقت ہے۔وہ آخری نبی ہوں گے، مکہ میں ظاہر ہوں گے اور کھجوروں والی پتھریلی بنجر زمین کی طرف ہجرت کریں گے،لہٰذا تم واپس جا کر فوراً اُن کی خدمت میں حاضر ہونا۔'' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں راہب نے جو بات کہی تھی وہ میرے دل میں بیٹھ گئی، میں جلدی جلدی شام سے روانہ ہوا اور مکہ پہنچا،لوگوں سے پوچھا''کیا کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے؟ ''لوگوں نے کہا ''ہاں،محمد بن عبداللہ امین نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے،اورابن ابوقحافہ نے اُس کی پیروی کی ہے۔'' میں وہاں سے نکلا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا''کیا آپ نے اس آدمی (یعنی محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کی ہے؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا''ہاں! تم بھی چلو،اُن کی خدمت میں حاضری دو اور اُن کی پیروی کرو، بے شک وہ حق بات کی دعوت دیتے ہیں۔'' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو راہب کی باتیں بتائیں۔پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے۔حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راہب کی باتیں بتائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت مسرور ہوئے۔اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 234 اسلام قبول کرنے کے جرم میں بنوتیم کا''ہز میجسٹی'' نوفل بن خویلد حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک ہی رسی میں باندھ کر سزا دیتا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : فَلَمَّا أَسْلَمَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَطَلْحَةُ رضی اللہ عنہ أَخَذَهُمَا نَوْفَلُ بْنُ خُوَيْلِدِ بْنِ الْعَدَوِيَّةِ فَشَدَّهُمَا فِيْ حَبْلٍ وَاحِدٍ وَلَمْ يَمْنَعْهُمَا بَنُو تَيْمٍ وَكَانَ نَوْفَلُ بْنُ خُوَيْلِدٍ يُدْعٰى أَشَدُّ قُرَيْشٍ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَطَلْحَةُ رضی اللہ عنہ اَلْقَرِيْنَيْن ،رَوَاهُ الْحَاكِمُ.. ❶

حضرت محمد بن طلحہ (بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور طلحہ (بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ) اسلام لائے تو نوفل بن خویلد بن عدویہ دونوں کو ایک رسی میں سختی سے باندھ دیتا اور بنوتیم (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا قبیلہ) میں سے کوئی بھی ان دونوں کو بچانے کی کوشش نہ کرتا۔نوفل بن خویلد قریش کا سخت ترین سردار مشہور تھا۔دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما کو(ایک ہی رسی میں باندھنے کی وجہ سے) قرینین (ایک دوسرے کے ساتھی) کہا جاتا تھا۔اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

❶ 369/3 تحقیق عبداللّٰہ الدرویش (5640/4)

مَسئلہ 235 غزوہ اُحد میں حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے کے لئے تنہا گیارہ مشرکوں کا مقابلہ کیا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَوَلَّى النَّاسُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ نَاحِيَةٍ فِيْ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَفِيْهِمْ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ فَأَدْرَكَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ وَقَالَ: ((مَنْ لِلْقَوْمِ ؟))فَقَالَ طَلْحَةُ رضی اللہ عنہ: أَنَا، فَقَاتَلَ طَلْحَةُ رضی اللہ عنہ، قِتَالَ الْأَحَدَ عَشَرَ حَتّٰى ضُرِبَتْ يَدُهُ فَقُطِعَتْ أَصَابِعُهُ ، فَقَالَ : حَسِّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ: ((لَوْ قُلْتَ بِسْمِ اللّٰهِ لَرَفَعَتْكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ)) ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ الْمُشْرِكِيْنَ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.[1] (حسن)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں غزوہ اُحد کے روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بارہ انصاریوں کے ساتھ الگ تھلگ رہ گئے۔ان میں طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔مشرکوں نے اُن سب کا گھیراؤ کرلیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی طرف پلٹتے ہوئے فرمایا''اِن لوگوں سے کون نمٹے گا؟''حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''میں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!''چنانچہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے تنہا گیارہ آدمیوں کے برابر قتال کیا حتّٰی کہ آپ کے ہاتھ پر مشرکوں کی تلواروں سے ایسی ضرب لگی جس سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی انگلیاں کٹ گئیں اور اُن کے منہ سے''سی''کی آواز نکلی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''اگر تو بسم اللہ کہتا تو فرشتے تجھے اوپر اٹھا لیتے حتّٰی کہ لوگ بھی دیکھتے۔''اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو (ناکام) پھیر دیا۔اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 236 غزوہ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں کٹ گئیں جس کی وجہ سے ان کا ہاتھ شل ہوگیا۔

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ الَّتِيْ وَقَى بِهَا النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ شَلَّتْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.[2]

[1] كتاب الجهاد،باب: ما يقول من يطعنه العدو،رقم الحديث: (2951/2)

[2] كتاب المناقب،باب: مناقب طلحه بن عبيدالله رضی اللہ عنہ

حضرت قیس بن ابوحازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا وہ (مبارک) ہاتھ دیکھا ہے۔جس سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان بچائی تھی، وہ شل ہو چکا تھا۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 237 غزوہ اُحد میں ایک موقع پر صرف دو جانثار مجاہد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باقی رہ گئے تھے جنہوں نے بے مثال جرأت سے مسلسل تیراندازی کر کے مشرکین حملہ آوروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچائے رکھا، ان میں سے ایک حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ تھے۔

عَنْ أَبِیْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمْ یَبْقَ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ بَعْضِ تِلْکَ الْأَ یَّامِ الَّتِیْ قَاتَلَ فِیْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَیْرُ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ وَسَعْدٍ رضی اللہ عنہ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.[1]

حضرت ابوعثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بعض غزوات (مراد ہے غزوہ اُحد) میں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی مجاہد نہ تھا، سوائے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ (بن عبید اللہ) اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ (بن ابی وقاص) کے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 238 غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ کی جانثاری اور فداکاری کی تحسین فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ''طلحہ پر جنت واجب ہوگئی۔''

عَنِ الزُّبَیْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ : کَانَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَهَضَ اِلَی الصَّخْرَةِ فَلَمْ یَسْتَطِعْ ، فَأَقْعَدَ تَحْتَهُ طَلْحَةَ ،فَصَعِدَ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی اسْتَوٰی عَلَی الصَّخْرَةِ ، قَالَ فَسَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ :((أَوْجَبَ طَلْحَةُ .)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.[2]

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں غزوہ احد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو زرہیں پہنے ہوئے تھے (اور جسم بھی بھاری تھا) ایک چٹان پر چڑھنے کی کوشش فرمائی لیکن نہ چڑھ سکے۔حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھ گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے کندھوں پر سوار ہوگئے اور یوں چٹان پر چڑھ گئے۔اُس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''طلحہ (رضی اللہ عنہ) پر جنت واجب ہوگئی۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

---

[1] کتاب المناقب، باب: مناقب طلحه بن عبیدالله رضی اللہ عنہ

[2] ابواب المناقب، باب: مناقب أبو محمد طلحه بن عبیدالله رضی اللہ عنہ (2939/3)

مَسئلہ 239 حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو غزوہ احد میں نیزے، تلوار اور تیر کے تیس سے زیادہ زخم آئے

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 270 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 240 حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا حق ادا کیا۔

عَنْ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : إِنَّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا لِأَعْرَابِيٍّ جَاهِلٍ : سَلْهُ عَمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ، مَنْ هُوَ ؟ ----كَانُوْا لَا يَجْتَرِؤُوْنَ عَلٰى مَسْأَلَتِهِ يُوَقِّرُوْنَهُ وَيَهَابُوْنَهُ --- فَسَأَلَهُ الْأَعْرَابِيُّ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ، ثُمَّ اِنِّي اطَّلَعْتُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ ، وَعَلَيَّ ثِيَابٌ خُضْرٌ فَلَمَّارَاٰنِيَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ ((أَيْنَ السَّائِلُ عَمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ؟)) قَالَ الْأَعْرَابِيُّ : أَنَايَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ((هٰذَا مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.[1] (صحیح)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک کم علم دیہاتی سے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو ''جس شخص نے اپنی نذر پوری کی وہ کون ہے؟'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب اور رعب کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود سوال کرنے کی جرأت نہیں کرتے تھے۔ دیہاتی نے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ نہ فرمائی۔ دیہاتی نے دوبارہ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی توجہ نہ فرمائی، دیہاتی نے تیسری بار پوچھا، تو پھر بھی توجہ نہ فرمائی۔ اتنے میں، میں مسجد کے دروازے سے داخل ہوا سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ''نذر پوری کرنے کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟'' دیہاتی نے عرض کی ''میں ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یہ شخص ہے جس نے اپنی نذر پوری کی۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : مذکورہ حدیث میں اشارہ ہے قرآن مجید کی اس آیت کی طرف ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۫ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝﴾ ترجمہ: ''مومنوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کر دی اور کچھ ایسے ہیں جو اپنی جانیں قربان کرنے کے انتظار میں ہیں اور انہوں نے اپنے ارادے میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔'' (سورہ احزاب، آیت 23)

[1] ابواب المناقب، باب: مناقب أبي محمد طلحه بن عبيدالله رضی اللہ عنہ (2942/3)

مَسئلہ 241 غزوہ اُحد میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی سرفروشی کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خراجِ تحسین۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ : كَانَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ اِذَاذُكِرَ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ : ذَاكَ كُلُّهُ يَوْمَ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ. ذَكَرَهُ فِيْ صِفَةِ الصَّفْوَةِ. ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے جب بھی غزوہ اُحد کا ذکر ہوتا تو فرماتے ”وہ دن تو سارے کا سارا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا تھا۔“ صفۃ الصفوۃ میں اسے ابن جوزی نے بیان کیا ہے۔

مَسئلہ 242 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو مختلف اوقات میں طلحۃ الخیر، طلحۃ الفیاض اور طلحۃ الجواد کے القاب عطا فرمائے۔

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمَّانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ أُحُدٍ طَلْحَةَ الْخَيْرِ، وَفِيْ غَزْوَةِ الْعَشِيْرَةِ طَلْحَةَ الْفَيَّاضَ، وَيَوْمَ حُنَيْنٍ طَلْحَةَ الْجَوَادَ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ. ❷

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے روز مجھے طلحۃ الخیر (بھلائی کا ذریعہ بننے والا)، غزوہ تبوک کے موقع پر طلحۃ الفیاض (بہت فیاض) اور غزوہ حنین کے موقع پر طلحۃ الجوّاد (بہت سخی) کے القاب عطا فرمائے۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 243 حضرت طلحہ کی فیاضی اور سخاوت!

عَنْ سُعْدٰى بِنْتِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ طَلْحَةُ رضی اللہ عنہ رَأَيْتُهُ مَغْمُوْمًا فَقُلْتُ : مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ : الْمَالُ الَّذِيْ عِنْدِيْ قَدْ كَثُرَ وَقَدْ كَرَبَنِيْ فَقُلْتُ : وَمَاعَلَيْكَ أَقْسِمْهُ ،فَقَسَمَهُ حَتّٰى مَابَقِيَ مِنْهُ دِرْهَمٌ. ذَكَرَهُ فِيْ صِفَةِ الصَّفْوَةِ. ❸

حضرت سعدی بنت عوف رضی اللہ عنہا (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ) کہتی ہیں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ بہت مغموم ہیں۔ میں نے پوچھا ”کیا بات ہے؟“ فرمانے لگے ”میرے پاس مال بہت جمع ہو گیا ہے اور اس سے مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔“ میں نے عرض کی ”اس میں پریشان ہونے کی کیا

---

❶ الجزء الاول، رقم الصفحة : 152

❷ 374/3 ناشر دار المعرفة، بیروت (5658/4)

❸ الجزء الاول، رقم الصفحة : 152

ضرورت ہے اسے تقسیم کردیں۔'' چنانچہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ سارا مال تقسیم کردیا ایک درہم بھی باقی نہ چھوڑا۔طلحہ بن یحییٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے خزانچی سے پوچھا ''سارا مال کتنا تھا؟'' اُس نے بتایا ''چار لاکھ درہم۔'' اسے ابنِ جوزی نے صفۃ الصفوۃ میں بیان کیا ہے۔

مَسئلہ 244 حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہونے پر حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو مبارکباد دینے میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سبقت حاصل کی جس سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔

عَنْ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ فَقَامَ اِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّانِيْ وَاللّٰهِ مَاقَامَ اِلَيَّ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرُهُ وَلَا اَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ رضی اللہ عنہ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (قبولیتِ توبہ کی خبر پا کر) جب میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔لوگ آپ ﷺ کے گرد جمع تھے۔حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور بھاگ کر میری طرف آئے ،مصافحہ کیا اور مجھے مبارکباد دی۔اللہ کی قسم! مہاجرین میں سے کسی اور نے مجھے اُٹھ کر مبارکباد نہیں دی۔حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھلا سکتا۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 245 رسول اکرم ﷺ نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو شہادت کی بشارت دی۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى شَهِيْدٍ يَّمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَ رْضِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.[2] (صحیح)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''جو شخص زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھنا پسند کرے وہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلٰى حِرَاءَ، هُوَ وَأَبُوْبَكْرٍ، وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ وَ عُثْمَانُ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ رضی اللہ عنہم، فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((اِهْدَأْ، فَمَا

---

[1] كتاب المغازی، باب حديث كعب بن مالك رضی اللہ عنہ.

[2] ابواب المناقب،باب: مناقب أبو محمد طلحه بن عبيدالله رضی اللہ عنہ (2940/3)

عَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ أَوْصِدِّیْقٌ أَوْ شَهِیْدٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حراء پہاڑ پر تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ پہاڑ ہلنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''رُک جا! تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور باقی سب شہید ہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 246 حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ جنت کی بشارت پانے والے دس جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 131 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 247 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شہادت سے قبل خلافت کے لئے جن چھ صحابہ کرام کو نامزد فرمایا ان میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 258 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 248 حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت سے برضا و رغبت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہو کر قربانی اور ایثار کی نادر مثال قائم فرمائی۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 260,259 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْه

❀❀❀

---

[1] کتاب الفضائل، باب: فضل طلحة بن عبيدالله رضی اللہ عنہ

فَضُلُ سَيِّدِنَا عَبُدِ الرَّحُمٰنِ بُنِ عَوُفٍ رضی اللہ عنہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے فضائل ❶

مَسئلہ 249 حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام ہیں۔ دومرتبہ ہجرتِ حبشہ کا شرف حاصل ہوا۔

مَسئلہ 250 غزوہ بدر سے غزوہ تبوک تک تمام غزوات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

مَسئلہ 251 رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ''رَجُلٌ صَالِحٌ '' کا تمغہ فضیلت عطا فرمایا۔

قَالَ ابُنُ الُجَوُزِیّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيُهِ : أَسُلَمَ عَبُدُالرَّحُمٰنِ رضی اللہ عنہ قَدِيُمًا قَبُلَ أَنُ يَّدُخُلَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم دَارَ الْأَرُقَمِ وَهَاجَرَ اِلٰى أَرُضِ الُحَبَشَةِ الُهِجُرَتَيُنِ وَشَاهَدَ الُمَشَاهِدَ كُلَّهَا وَثَبَتَ مَعَ رَسُوُلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوُمَ أُحُدٍ وَصَلّٰى رَسُوُلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَلُفَهُ فِیُ غَزُوَةِ تَبُوُكَ ذَهَبَ لِلطَّهَارَةِ فَجَاءَ وَعَبُدُ الرَّحُمٰنِ رضی اللہ عنہ قَدُ صَلّٰى بِهِمُ رَكُعَةً فَصَلّٰى خَلُفَهُ وَاَتَمَّ الَّذِیُ فَاتَهُ وَقَالَ: ((مَا قُبِضَ نَبِیٌّ حَتّٰى يُصَلِّیَ خَلُفَ رَجُلٍ صَالِحٍ مِنُ اُمَّتِهٖ.)) ذَكَرَهُ فِیُ صِفَةِ الصَّفُوَةِ. ❷

امام ابنِ جوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام ہیں۔ دارِ ارقم کو مرکز دعوت بنانے سے پہلے ایمان لائے، دومرتبہ حبشہ ہجرت کی، اور تمام غزوات میں شریک رہے۔ اُحد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لئے ثابت قدم رہے۔ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے پیچھے نماز ادا فرمائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کے لئے تشریف لے گئے۔ اس دوران حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ لوگوں

---

❶ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ قریش کے ایک ہی قبیلہ بنو زہرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ کتب سیر میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ''الزہری'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

❷ الجزء الاول، رقم الصفحة :158

کوایک رکعت نماز پڑھا چکے تھے۔رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا فرمائی اور جوفوت ہوچکی تھی وہ بعد میں خود ادا فرمائی اور ارشاد فرمایا ''نبی اُس وقت تک فوت نہیں ہوتا جب تک اپنی اُمت کے صالح آدمی کے پیچھے نماز ادا نہیں کر لیتا۔'' اسے امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے صفۃ الصفوۃ میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ 252 غزوہ اُحد میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بیس سے زیادہ زخم آئے ،جن میں سے ایک زخم پاؤں پر آیا جس سے وہ لنگڑے ہو گئے۔

قَالَ ابْنُ هِشَامٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ حَدَّثَنِیْ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ أُصِيْبَ فُوْهُ يَوْمَئِذٍ فَهُتِمَ وَجُرِحَ عِشْرِيْنَ جَرَاحَةً أَوْأَكْثَرَ أَصَابَهُ بَعْضُهَا فِیْ رِجْلِهٖ ، فَعَرِجَ. ذَكَرَهُ فِیْ سِيْرَةِ النَّبَوِيَّةِ. [1]

ابن ہشام رحمہ اللہ کہتے ہیں ''مجھے بعض جاننے والوں نے بتایا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو غزوہ اُحد میں لڑتے لڑتے چوٹ آئی جس سے اُن کے سامنے کا دانت ٹوٹ گیا،بیس یا اس سے زیادہ زخم آئے،جن میں سے بعض زخم پاؤں پر آئے جس سے وہ لنگڑے ہو گئے تھے۔سیرۃ النبی ﷺ میں ابن ہشام نے اس کا ذکر کیا ہے۔

مسئلہ 253 حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو رسولِ اکرم ﷺ کی امامت کروانے کا شرف حاصل ہے۔

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : أَقْبَلْتُ مَعَهُ حَتّٰى نَجِدُ النَّاسَ قَدْ قَدَّمُوْ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ فَصَلّٰى لَهُمْ فَأَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ فَصَلّٰى مَعَ النَّاسِ الرَّكْعَةَ الْآخِرَةَ فَلَمَّا سَلَّمَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُتِمُّ صَلَاتَهُ فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ الْمُسْلِمِيْنَ فَأَكْثَرُوْا التَّسْبِيْحَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ أَحْسَنْتُمْ أَوْ قَالَ قَدْ أَصَبْتُمْ يَغْبِطُهُمْ أَنْ صَلُّوا الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. [2]

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (وضو کر کے) واپس آیا تو لوگ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کے لئے آگے کر چکے تھے۔لوگوں نے اُن کے پیچھے

---

[1] الجزء الثانی،رقم الصفحة :54 دار الكتاب العربی

[2] كتاب الصلاة ،باب: تقديم الجماعة من يصلی بهم اذا تأخر الامام

نماز پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رکعت ملی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ ادا کی۔ پھر جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اپنی نماز پوری فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ دیکھ کر گھبرا گئے اور بکثرت تسبیح کرنے لگے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز پوری فرما لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''تم لوگوں نے اچھا کیا'' یا فرمایا ''تم نے ٹھیک کیا'' گویا آپ مسلمانوں کو اوّل وقت میں نماز پڑھنے کی رغبت دلا رہے تھے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 254 **حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی شکایت پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تنبیہہ فرمائی۔**

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ أَوْفٰی رضی اللہ عنہ قَالَ : شَکٰی عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ رضی اللہ عنہ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ :((یَا خَالِدُ لِمَ تُؤْذِی رَجُلًا مِنْ أَھْلِ بَدْرٍ لَوْأَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ تُدْرِکُ عَمَلَهٗ)) قَالَ : یَقَعُوْنَ فِیَّ فَأَرُدُّ عَلَیْھِمْ ، قَالَ: لَا تُؤْذُوْا خَالِدًا فَإِنَّهٗ سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ صَبَّهُ اللّٰهُ عَلَی الْکُفَّارِ .رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ.[1] (صحیح)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی اوفٰی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خالد! تم اُس آدمی کو کیوں دکھ دیتے ہو جو بدر میں شریک ہوا۔ تم اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کرو تب بھی اُس کے اجر کو نہیں پہنچ سکتے۔'' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''لوگ مجھے باتیں کرتے ہیں اور میں انہیں (صرف) جواب دیتا ہوں۔'' تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خالد کو رنج نہ پہنچاؤ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، جسے اللہ کفار پر برساتا ہے۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 255 **حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی خدمت کے لئے اپنا قیمتی باغ وقف کر دیا۔**

عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ أَوْصٰی بِحَدِیْقَةٍ لِأُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِیْعَتْ بِأَرْبَعِ مِائَةِ أَلْفٍ .رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.[2] (حسن)

---

[1] مجع الزوائد،تحقیق عبداللہ الدرویش(14899/9)

[2] ابواب المناقب، باب: مناقب عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ (2949/3)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ (بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اُمّہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے لئے ایک باغ وقف کرنے کی وصیت فرمائی جو چار لاکھ درہم میں فروخت ہوا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 256 حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دعا ’’اللہ تمہیں جنت کے چشمہ سلسبیل سے سیراب کرے۔‘‘

عَنْ اُمِّ بَكْرٍ بِنْتِ الْمِسْوَرِ رضی اللہ عنہا قَالَ: إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ بَاعَ اَرْضًا لَهُ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ بِأَرْبَعِيْنَ أَلْفَ دِيْنَارٍ فَقَسَمَهُ فِيْ فُقَرَاءِ بَنِيْ زُهْرَةَ وَفِي الْمُهَاجِرِيْنَ وَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ الْمِسْوَرُ رضی اللہ عنہ : فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِنَصِيْبِهَا فَقَالَتْ: مَنْ أَرْسَلَ بِهٰذَا ؟ فَقُلْتُ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ، قَالَتْ : اَمَااِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((لَا يَحْنُو عَلَيْكُنَّ بَعْدِيْ اِلَّا الصَّابِرُوْنَ)) سَقَى اللّٰهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ.رَوَاهُ اَحْمَدُ.[1] (حسن)

حضرت اُمّ بکر بنتِ مسور رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی زمین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چالیس ہزار درہم میں بیچی اور وہ ساری رقم بنوزہرہ کے فقراء، مہاجرین اور اُمّہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں تقسیم کردی۔ حضرت مسور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ’’میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حصہ لے کر اُن کی خدمت میں حاضر ہوا تو پوچھنے لگیں ’’یہ کس نے بھیجا ہے؟‘‘ میں نے بتایا: ’’عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے۔‘‘ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں ’’میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ میرے بعد اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے صبر کرنے والے ہی حسنِ سلوک کریں گے۔‘‘ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ میں دعا دی ’’عبدالرحمان بن عوف (رضی اللہ عنہ) کو اللہ جنت کے چشمہ سلسبیل سے سیراب کرے۔‘‘ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 257 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے امامت کے فرائض انجام دیئے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ.... فَمَاهُوَاِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: قَتَلَنِيْ أَوْ أَكَلَنِيْ

[1] 103/6 تحقیق شعیب الارناؤط (24723/41)

اَلْکَلْبُ حِیْنَ طَعَنَهٗ فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِکِّیْنٍ ذَاتِ طَرَفَیْنِ لَا یَمُرُّ عَلٰی أَحَدٍ یَمِیْنًا وَّ شِمَالًا اِلَّا طَعَنَهٗ حَتّٰی طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا ، مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ فَلَمَّا رَاٰی ذٰلِکَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ طَرَحَ عَلَیْهِ بُرْنُسًا فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ أَنَّهٗ مَأْخُوْذٌ نَحَرَ نَفْسَهٗ وَتَنَاوَلَ عُمَرُ یَدَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ فَقَدَّمَهٗ ... فَصَلّٰی بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ صَلَاةً خَفِیْفَةً. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.[1]

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ کہتے ہیں.....(نمازِ فجر میں) جیسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر اولیٰ کہی تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی ''کتے نے مجھے قتل کردیا'' یا فرمایا ''کتے نے مجھے کاٹ لیا۔'' حملہ کرنے کے بعد وہ مشرک دودھاری خنجر لئے بھاگ نکلا، دائیں بائیں جو بھی اُسے ملتا، اُسے زخمی کرتا جارہا تھا حتی کہ اُس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کردیا جن میں سے سات شہید ہوگئے۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے اپنی چادر اس پر پھینکی۔ جب مشرک نے سمجھا کہ اب وہ پکڑا جائے گا تو اُس نے خنجر سے اپنا گلا کاٹ لیا۔(زخمی ہونے کے بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن رضی اللہ عنہ عوف کا ہاتھ پکڑ کر امامت کے لئے آگے کیا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو ہلکی سی نماز پڑھائی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 258 شہادت سے قبل حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لئے جن چھ افراد کو نامزد فرمایا، اُن میں سے ایک حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ .... فَقَالُوْا: أَوْصِ یَا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِسْتَخْلِفْ ، قَالَ : مَا أَجِدُ أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ أَوِ الرَّهْطِ الَّذِیْنَ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰی عَلِیًّا وَعُثْمَانَ وَالزُّبَیْرَ وَ طَلْحَةَ وَ سَعْدًا وَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ وَقَالَ: یَشْهَدُکُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَ لَیْسَ لَهٗ مِنَ الْأَمْرِ شَیْءٌ کَهَیْئَةِ التَّعْزِیَةِ لَهٗ فَاِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةُ سَعْدًا رضی اللہ عنہ فَهُوَ ذَاکَ وَاِلَّا فَلْیَسْتَعِنْ بِهٖ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.[2]

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ کہتے ہیں.....(حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل) لوگوں نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! خلیفہ کے بارے میں کوئی وصیت (نامزدگی) فرمادیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

[1] کتاب المناقب، باب قصة البیعة والاتفاق علی عثمان رضی اللہ عنہ

[2] کتاب المناقب، باب قصة البیعة والاتفاق علی عثمان رضی اللہ عنہ

کہ خلافت کے لئے میں اُن چند لوگوں سے زیادہ کسی کو حق دار نہیں پاتا جن سے رسول اللہ ﷺ مرتے دم تک راضی رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر (بن عوام) رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ (بن عبیداللہ) رضی اللہ عنہ، حضرت سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن (بن عوف) رضی اللہ عنہ کے نام لئے، اور ساتھ یہ بھی فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (مشورہ کے لئے) موجود رہیں گے لیکن خلافت میں اُن کا کوئی حق نہیں ہوگا اور یہ بات عبداللہ کو تسلی دینے کے لئے کہی۔ اگر تم لوگوں نے خلافت کا فیصلہ سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کے حق میں کیا تو بہتر ورنہ جو بھی خلیفہ بنے وہ سعد رضی اللہ عنہ سے مدد لیتا رہے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 259 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا معاملہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بڑی دور اندیشی اور فراست سے حل فرمایا۔

مَسئلہ 260 حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے از خود منصبِ خلافت سے دستبردار ہوکر ایثار کی زریں مثال قائم فرمائی۔

مَسئلہ 261 حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برضا و رغبت سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

عَنْ عَمْرِوبْنِ مَيْمُوْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهٖ اِجْتَمَعَ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ: اِجْعَلُوْا أَمْرَكُمْ اِلٰى ثَلَاثَةٍ مِنْكُمْ، فَقَالَ الزُّ بَيْرُ رضی اللہ عنہ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِىْ اِلٰى عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ ، فَقَالَ طَلْحَةُ رضی اللہ عنہ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِىْ اِلٰى عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ، وَقَالَ سَعْدٌ رضی اللہ عنہ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِىْ اِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ،فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ:أَيُّكُمَا تَبَرَّأَ مِنْ هٰذَ الْأَمْرِ فَنَجْعَلُهُ اِلَيْهِ وَاللّٰهُ عَلَيْهِ وَكَذَا الْإِسْلَامُ لَيَنْظُرَنَّ أَ فْضَلَهُمْ فِىْ نَفْسِهٖ فَأُسْكِتَ الشَّيْخَانِ ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ: أَفَتَجْعَلُوْنَهُ اِلَيَّ وَاللّٰهِ عَلَيَّ أَنْ لَا آلُ عَنْ أَفْضَلِكُمْ ؟ قَالَا : نَعَمْ،فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ:لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالْقَدَمُ فِى الْإِسْلَامِ مَاقَدْ عَلِمْتَ ، فَاللّٰهُ عَلَيْكَ لَئِنْ أَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنْ أَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيْعَنَّ ؟ ثُمَّ خَلَا بِالْآخِرِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ، فَلَمَّاأَخَذَا الْمِيْثَاقَ قَالَ : إِرْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ،فَبَايَعَهُ

فَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ، وَوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.❶

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین سے فراغت ملی تو یہ (چھ آدمیوں کی) جماعت اکٹھی ہوئی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تم چھ آدمی اپنے معاملات اپنے میں سے تین آدمیوں کے سپرد کردو۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنا معاملہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنا معاملہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حوالے کرتا ہوں، اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنا معاملہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے فرمایا ''تم دونوں میں سے جو خلافت کا طالب نہیں ہوگا اُسے ہم خلافت دیں گے۔ اس بات پر اللہ گواہ ہے اور اسلام بھی کہ میں اُسے منتخب کروں گا جو میرے نزدیک تم دونوں میں سے افضل ہوگا۔'' یہ سن کر دونوں حضرات (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ) خاموش ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا ''کیا تم دونوں مجھے حکم (قاضی) بناتے ہو؟ اللہ کی قسم میں تم دونوں میں سے افضل کو خلیفہ بنانے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔'' دونوں نے کہا ''ہمیں منظور ہے۔'' حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے دونوں میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا ''تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قربت حاصل ہے اور اسلام لانے میں تم آگے ہو جیسا کہ تم جانتے ہو (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ)، اللہ تمہارا نگہبان ہے۔ اگر میں تمہیں امیر بناؤں تو تم یقیناً عدل سے کام لو گے اور اگر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤں تو تم یقیناً ان کی بات سنو گے اور اطاعت کرو گے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ دوسرے آدمی (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کو الگ لے گئے اور اُن سے بھی ویسی ہی گفتگو فرمائی۔ جب دونوں سے قول اقرار لے چکے تو فرمایا ''عثمان (رضی اللہ عنہ)! اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔'' اور اُن سے بیعت کی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اُن کی بیعت کی، پھر سارا مدینہ اُمڈ پڑا اور سب نے بیعت کی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 262 حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر نو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جنت کی بشارت دی۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 131 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

---

❶ كتاب المناقب، باب قصة البيعة والاتفاق على عثمان رضی اللہ عنہ

مَسئلہ 263 اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہی کا خوف!

عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ أُتِيَ بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ : قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ ، هُوَ خَيْرٌ مِنِّيْ كُفِّنَ فِيْ بُرْدَةٍ اِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ،وَاِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَاَ رَأْسُهُ وَأُرَاهُ .قَالَ : وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّيْ ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَابُسِطَ أَوْقَالَ أُعْطِيْنَاالدُّنْيَا مَاأُعْطِيْنَا وَقَدْ خَشِيْنَا أَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا قَدْعُجِّلَتْ لَنَا،ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.❶

حضرت سعد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا لایا گیا۔اُس روز وہ روزہ سے تھے۔حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ''حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (احد میں) شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے،ایک چادر میں انہیں کفن دیا گیا (وہ چادر اتنی چھوٹی تھی کہ) اُس چادر سے سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہوجاتے ،اور پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہوجاتا۔'' اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا ''حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے اور وہ بھی مجھ سے بہتر تھے۔پھر دنیا ہم پر کھول دی گئی۔'' یا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یوں فرمایا ''ہمیں دنیا خوب دی گئی۔ہمیں خوف آنے لگا کہ کہیں ہمیں ہماری نیکیوں کا بدلہ دنیا میں ہی نہ دے دیا گیا ہو۔'' پھر رونے لگے اور کھانا بھی نہ کھا سکے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْه

❋❋❋

---

❶ کتاب المغازی ،باب :غزوۃ اُحد

فَضْلُ سَيِّدِنَا أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْجَرَّاحِ رضی اللہ عنہ
حضرت ابوعبیدہ بن عبداللہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل [1]

مَسئلہ 264 حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اسلام کے ابتدائی دور میں اسلام قبول کر کے سابقون الاولون کا شرف حاصل کیا۔

مَسئلہ 265 حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو دو ہجرتوں کا شرف حاصل ہے۔ پہلی ہجرتِ حبشہ، دوسری ہجرت مدینہ منورہ۔

مَسئلہ 266 غزوہ بدر سے غزوہ تبوک تک تمام غزوات میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔

قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيّ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَ اَسْلَمَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ وَ هَاجَرَ اِلَى الْحَبَشَةِ الْهِجْرَةَ الثَّانِيَةِ وَ شَهِدَ بَدْرًا وَالْمَشَاهِدَ كُلَّهَا. ذَكَرَهُ فِيْ صِفَةِ الصَّفْوَةِ [2]

امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایمان لائے۔ حبشہ کی طرف دوسری ہجرت میں شریک ہوئے۔ غزوہ بدر اور اس کے بعد ہونے والے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ صفۃ الصفوہ میں اس کا ذکر ہے۔

مَسئلہ 267 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا نام بھی تجویز فرمایا۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 128 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

---

1. حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا نام عامر ہے۔ کنیت ابوعبیدہ، والد کا نام عبداللہ تھا لیکن دادا کا نام ''جراح'' تھا اور اسی نام سے شہرت پائی۔
2. الجزالاول ، رقم الصفحة 166، مطبوعة دارالمعرفة ، بيروت

مَسئلہ 268 حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر میں اپنے مشرک باپ کو خود قتل کیا۔

قَالَ سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ رضي الله عنه أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ .....اِلٰى اٰخِرِهَا﴾ فِيْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْجَرَّاحِ رضي الله عنه حِيْنَ قَتَلَ أَبَاهُ يَوْمَ بَدْرٍ. ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ. ❶

حضرت سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ”اللہ اور آخرت پر ایمان لانے والوں کو کبھی ایسا نہ پاؤ گے کہ وہ اُن لوگوں سے محبت کریں جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کی ہے، خواہ اُن کے باپ ہوں یا بیٹے یا اُن کے بھائی یا اُن کے خاندان والے.....آخر تک“ حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے بدر کے روز اپنے (مشرک) باپ کو قتل کیا۔ ابن کثیر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

مَسئلہ 269 غزوہ اُحد میں حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے کرتے گر گئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تیزی سے آگے بڑھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔

مَسئلہ 270 حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخساروں میں دھنسی ہوئی دو کڑیاں اپنے دانتوں سے نکالیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ أَبُوْبَكْرٍ رضي الله عنه: لَمَّا صُرِفَ النَّاسُ يَوْمَ أُحُدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ جَاءَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ : فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ اِلٰى رَجُلٍ بَيْنَ يَدَيْهِ يُقَاتِلُ عَنْهُ وَيَحْمِيْهِ ، فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ: كُنْ طَلْحَةَ رضي الله عنه فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ ، مَرَّتَيْنِ ، قَالَ ثُمَّ نَظَرْتُ اِلٰى رَجُلٍ خَلْفِيْ كَأَنَّهُ طَائِرٌ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ أَدْرَكَنِيْ ، فَاِذَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رضي الله عنه، فَدَفَعْنَا اِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، وَاِذَا طَلْحَةُ رضي الله عنه بَيْنَ يَدَيْهِ صَرِيْعٌ ،فَقَالَ صلى الله عليه وسلم: ((دُوْنَكُمْ أَخُوْكُمْ، فَقَدْ

❶ تفسیر القرآن العظیم، تفسیر سورۃ المجادلۃ ، آیت :22

أَوْجَبَ)) قَالَ وَقَدْ رُمِيَ فِيْ جَبْهَتِهٖ وَوَجْنَتِهٖ فَأَهْوَيْتُ اِلَى السَّهْمِ الَّذِيْ فِيْ جَبْهَتِهٖ لِأَنْزِعَهُ ،فَقَالَ لِيْ أَبُوْعُبَيْدَةَ رضی اللہ عنہ: نَشَدْتُكَ بِاللّٰهِ يَاأَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ اِلَّا تَرَكْتَنِيْ ، قَالَ: فَتَرَكْتُهُ، فَأَخَذَ أَبُوْعُبَيْدَةَ السَّهْمَ بِفِيْهِ، فَجَعَلَ يُنَضْنِضُهُ وَيَكْرَهُ أَنْ يُؤْذِيَ النَّبِيَّ ﷺ، ثُمَّ اسْتَلَّهُ بِفِيْهِ ، ثُمَّ أَهْوَيْتُ اِلَى السَّهْمِ الَّذِيْ فِيْ وَجْنَتِهٖ لِأَنْزِعَهُ ، فَقَالَ أَبُوْعُبَيْدَةَ رضی اللہ عنہ: نَشَدْتُكَ بِاللّٰهِ يَاأَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ اِلَّا تَرَكْتَنِيْ ، فَأَخَذَ السَّهْمَ بِفِيْهِ ، وَجَعَلَ يُنَضْنِضُهُ وَيَكْرَهُ أَنْ يُؤْذِيَ النَّبِيَّ ﷺ ثُمَّ اسْتَلَّهُ ، وَكَانَ طَلْحَةُ أَشَدَّ نَهْكَةً مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ أَشَدَّ مِنْهُ ،وَكَانَ قَدْأَصَابَ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ بِضْعَةٌ وَثَلَاثُوْنَ بَيْنَ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ وَرَمْيَةٍ. رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ.[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اُحد کے روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ سے الگ ہوگئے ،تو میں سب سے پہلے پلٹ کرآنے والوں میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی اکیلا آپ ﷺ کی طرف سے لڑ رہا ہے اورآپ ﷺ کی حفاظت کررہا ہے۔ میں نے (اُسے دیکھ کر) کہا طلحہ (رضی اللہ عنہ) ہو؟ میرے ماں باپ تم پرقربان! طلحہ(رضی اللہ عنہ) ہو؟ میرے ماں باپ تم پرقربان! پھر میں نے ایک آدمی کواپنے پیچھے دیکھا، وہ پرندے کی سی تیزی کے ساتھ مجھ سے آملا۔ وہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم دونوں نے مل کر نبی اکرم ﷺ کا دفاع کیا۔اُس وقت طلحہ (بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ) آپ ﷺ کے سامنے گرے ہوئے تھے،آپ ﷺ نے فرمایا''اپنے بھائی کوسنبھالو!اس پر جنت واجب ہوگئی۔'' حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں''رسولِ اکرم ﷺ کی پیشانی اوررخسارمبارک میں (خود کی) کڑیاں دھنس گئی تھیں۔ میں نے نکالنی چاہیں تو مجھے ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا،اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، یہ مجھے نکالنے دو۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چھوڑ دیا،اورابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) نے ایک کڑی اپنے منہ میں لی اور اُسے آہستہ آہستہ نکالناشروع کیا تاکہ رسولِ اکرم ﷺ کوزیادہ تکلیف نہ ہو، پھراُسے نکال ڈالا۔ پھر میں (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے آپ ﷺ کے رخسارمبارک سے دوسری کڑی نکالنی چاہی،توابوعبیدہ پھر کہنے لگے ،اے ابوبکر(رضی اللہ عنہ)! میں آپ کواللہ کاواسطہ دے کرکہتا ہوں، یہ بھی مجھے نکالنے دیں۔ چنانچہ ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) نے دوسری کڑی کوبھی اپنے منہ میں لیا اوراُسے آہستہ آہستہ نکالنا شروع کیا تاکہ آپ ﷺ کو تکلیف نہ ہو، پھراُسے بھی نکال ڈالا۔(اس روز) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تکلیف میں تھے،اوررسول اللہ ﷺ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ تکلیف محسوس کررہے تھے۔ جنگ میں حضرت طلحہ

[1] 8/3 تحقیق شعیب الارناؤوط (6980/15)

رضی اللہ عنہ کو نیزے، تلوار اور تیر کے تیس سے زیادہ زخم آئے۔ اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 271 غزوہ سیف البحر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو لشکر کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ دورانِ سفر خوراک ختم ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے غیب سے کھانا مہیا فرما دیا۔

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ : بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحَلِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَ بَاعُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ رضی اللہ عنہ وَ هُمْ ثَلاثُ مِائَةٍ فَخَرَجْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ فَنِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُوْعُبَيْدَةَ رضی اللہ عنہ بِأَزْوَادِ الْجَيْشِ فَجُمِعَ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ فَكَانَ يَقُوْتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيْلٌ قَلِيْلٌ حَتّٰى فَنِيَ فَلَمْ يَكُنْ يُصِيْبُنَا اِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ مَا تُغْنِيْ عَنْكُمْ تَمْرَةٌ ؟ فَقَالَ : لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَ هَا حِيْنَ فَنِيَتْ ثُمَّ انْتَهَيْنَا اِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوْتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهَا الْقَوْمُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَ مَرَ أَبُوعُبَيْدَ ةَ بِضِلْعَيْنِ مِنْ أَ ضْلَاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا .رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحلِ سمندر کی طرف ایک لشکر بھیجا جس کا امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ لشکر میں تین سو آدمی تھے، ہم مدینہ سے نکلے، ہم ابھی راستے میں ہی تھے کہ سامانِ خورد ونوش ختم ہوگیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ تمام لوگ اپنا اپنا توشہ لے آئیں۔ سارا توشہ کھجوروں کے دو تھیلے بنے۔ امیرِ لشکر روزانہ ہمیں اس سے تھوڑا تھوڑا کھانا دیتے حتی کہ وہ بھی ختم ہوگیا۔ اس کے بعد ہمیں روزانہ ایک کھجور (فی کس) کھانے کو ملتی۔ راوی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''پورے دن میں ایک کھجور کیا گزارا کرتی ہوگی؟'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''جب وہ ایک کھجور بھی ختم ہوگئی تب ہمیں اُس کی قدر معلوم ہوئی (تمام چیزیں ختم ہونے کے بعد) کھانے کی تلاش میں سمندر کی طرف گئے۔ وہاں ایک بڑے ٹیلے جیسی مچھلی آ رہی تھی (اسے پکڑا اور) سارا لشکر اٹھارہ روز تک اس کا گوشت کھاتا رہا (واپس جاتے ہوئے) امیرِ لشکر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں حکم دیا تو ہم نے اس مچھلی کی دو پسلیاں کھڑی کیں، ایک اونٹ پر کجاوا کسا اور وہ ان پسلیوں کے نیچے سے گزر گیا، پسلیوں کو چھو نہیں سکا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

---

[1] کتاب المغازی ، باب : غزوۃ سیف البحر

مَسئلہ 272 حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح محبوب تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا : أَيُّ اَصْحَابِ النَّبِيِّ كَانَ أَحَبَّ اِلَيْهِ ؟ قَالَتْ : أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ ، قُلْتُ : ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَتْ : ثُمَّ عُمَرُ رضی اللہ عنہ ، قُلْتُ : ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَتْ : أَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رضی اللہ عنہ ، قُلْتُ ثُمَّ مَنْ ؟ فَسَكَتَتْ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.[1] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحاب میں سے کس سے زیادہ محبت تھی؟'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ''ابوبکر رضی اللہ عنہ سے۔'' میں نے پھرعرض کی ''ان کے بعد کون؟'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''پھر عمر رضی اللہ عنہ سے۔'' میں نے پھر پوچھا ''اُن کے بعد کون؟'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے۔'' میں نے عرض کی ''پھر کون؟'' پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہوگئیں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 273 رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ''امین الامت'' کا خطاب عطا فرمایا۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَهْلَ الْيَمَنِ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالُوْا : إِبْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا يُعَلِّمُنَا السُّنَّةَ وَالْإِسْلَامَ فَقَالَ : فَأَخَذَ بِيَدِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ : ((هٰذَا أَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.[2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یمن (کے شہر نجران) سے عیسائیوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (واپس جاتے ہوئے) انہوں نے درخواست کی ہمارے ساتھ ایک آدمی بھیجئے جو ہمیں حدیث اور اسلام کی تعلیم دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا ''(اسے لے جاؤ) یہ اِس اُمت کا امین ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 274 حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''امین الامۃ'' کے علاوہ ''نعم الرجل'' کی شانِ فضیلت بھی عطا فرمائی۔

---

[1] ابواب المناقب ،باب مناقب أبی عبیدة بن الجراح رضی اللہ عنہ (2958/3)

[2] کتاب الفضائل، باب : من فضائل أبی عبیدة بن أبی جراح رضی اللہ عنہ

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((نِعْمَ الرَّجُلُ أَ بُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ، نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ رضی اللہ عنہ، نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رضی اللہ عنہ، نِعْمَ الرَّجُلُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ رضی اللہ عنہ، نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شِمَاسٍ رضی اللہ عنہ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُبْنُ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِوبْنِ الْجَمُوْحِ رضی اللہ عنہ)) .رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.[1] (صحیح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت اچھے آدمی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت اچھے آدمی ہیں، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بہت اچھے آدمی ہیں، حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بہت اچھے آدمی ہیں، حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بہت اچھے آدمی ہیں، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بہت اچھے آدمی ہیں اور حضرت معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ بہت اچھے آدمی ہیں۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 275 حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جنت کی خوشخبری پانے والے دس خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 131 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 276 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی ہنگامی وفات کی صورت میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین نامزد فرمایا۔

عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَمَّا بَلَغَ عُمَرَ بْنُ الخَطَّابِ رضی اللہ عنہ سَرْغُ حُدِّثَ أَنَّ بِالشَّامِ وَبَاءً شَدِيْدًا، قَالَ بَلَغَنِیْ أَنَّ شِدَّةَ الْوَبَاءِ فِی الشَّامِ ،فَقُلْتُ اِنْ أَدْرَكَنِیْ أَجَلِیْ ،وَأَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رضی اللہ عنہ حَیٌّ ، اِسْتَخْلَفْتُهُ،فَاِنْ سَأَلَنِیَ اللّٰهُ : لِمَ اسْتَخْلَفْتَهُ عَلٰى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ قُلْتُ: اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَكَ ﷺ يَقُوْلُ : ((اِنَّ لِكُلِّ نَبِیٍّ أَمِيْنًا،وَأَمِيْنِیْ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رضی اللہ عنہ)) فَأَنْكَرَ الْقَوْمُ ذٰلِكَ ،وَقَالُوْا مَا بَالُ عُلْيَى قُرَيْشٍ ؟ يَعْنُوْنَ بَنِیْ فِهْرٍ.ثُمَّ قَالَ : فَاِنْ أَدْرَكَنِیْ أَجَلِیْ وَقَدْ تُوُفِّیَ أَ بُوْعُبَيْدَةَ رضی اللہ عنہ، اِسْتَخْلَفْتُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ فَاِنْ سَأَلَنِیْ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ : لِمَ اسْتَخْلَفْتَهُ ؟ قُلْتُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَكَ ﷺ يَقُوْلُ:((اِنَّهُ يُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَیِ

[1] ابواب المناقب ،باب مناقب معاذبن جبل، زیدبن ثابت رضی اللہ عنہ....(2984/3)

الْعُلَمَاءِ نَبْذَةً)). رَوَاهُ اَحْمَدُ. ❶ (حسن)

حضرت راشد بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (شام کے سفر میں) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سرغ کے مقام پر پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ شام میں شدید وبا پھیلی ہوئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (لوگوں کو مخاطب کر کے) فرمایا ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ شام میں شدید وبا پھیلی ہوئی ہے، اگر مجھے موت آ گئی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ زندہ رہے تو میں انہیں اپنا خلیفہ نامزد کرتا ہوں۔ اگر اللہ نے مجھے پوچھا کہ تو نے اُمتِ محمدیہ پہ اُسے خلیفہ کیوں مقرر کیا؟ تو میں عرض کروں گا کہ میں نے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا تھا ''ہر نبی کا ایک امین ہوتا ہے اور میرا امین ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے۔'' لوگوں کو یہ بات ناگوار محسوس ہوئی، کہنے لگے ''قریش یعنی بنوفہر کے بڑے بڑے سرداروں کا کیا بنے گا؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اگر مجھے وباں وبائی موت آ گئی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھی موت آ گئی تو اس صورت میں، میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کرتا ہوں۔ اگر میرے رب عزوجل نے پوچھا کہ تو نے اُسے خلیفہ کیوں مقرر کیا تو میں عرض کروں گا ''میں نے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ''(حضرت) معاذ (رضی اللہ عنہ) قیامت کے روزحشر میں اس طرح آئیں گے کہ وہ تمام علماء میں سے نمایاں فاصلہ پر آگے ہوں گے۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 277 لشکرِ اسلام کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے گھر کا کُل اثاثہ ۔ ایک تلوار، ایک ڈھال اور ایک اُونٹ کا کجاوہ۔!

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ الشَّامَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ وَعُظَمَاءُ اَهْلِ الْأَرْضِ ، فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ أَيْنَ أَخِيْ ؟ قَالُوْا: مَنْ ؟ قَالَ : أَبُوْ عُبَيْدَةَ رضی اللہ عنہ، قَالُوْا أَ لْاٰنَ يَأْتِيْكَ فَلَمَّا اَتَاهُ نَزَلَ فَاعْتَنَقَهُ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ بَيْتَهُ فَلَمْ يَرَ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا سَيْفَهُ وَتُرْسَهُ وَرَحْلَهُ ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: أَلَا اتَّخَذْتَ مَا اتَّخَذَ أَصْحَابُكَ ! فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی اللہ عنہ! هٰذَا يُبَلِّغُنِيَ الْمَقِيْلَ . رَوَاهُ اَحْمَدُ. ❷

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ

❶ 18/1 تحقیق شعیب ارناؤوط (108/1)

❷ صفة الصفوة ، الجزء الاول ، رقم الصفحه 168، ناشر دارالمعرفة ، بیروت ، لبنان

شام تشریف لائے تو معززین شہر آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''میرا بھائی کہاں ہے؟'' لوگوں نے پوچھا ''کون سا بھائی؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ'' لوگوں نے بتایا ''وہ ابھی تشریف لاتے ہیں۔'' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ آئے تو اونٹ سے اُترے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بغلگیر ہوگئے۔پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھر میں ایک تلوار، ایک ڈھال اور اونٹ کا کجاوا پڑا دیکھا تو فرمایا ''ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ)! جتنا کچھ سامان تمہارے ساتھیوں نے بنایا ہے، اتنا تو تم بھی بنا لیتے؟'' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ''امیر المؤمنین! میری یہ بے سروسامانی ہی مجھے میری منزل تک پہنچائے گی۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 278 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو خراجِ عقیدت۔

عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ لِأَصْحَابِهِ " تَمَنَّوْا "فَجَعَلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ يَتَمَنّٰى شَيْئًا، فَقَالَ : لٰكِنِّيْ أَتَمَنّٰى بَيْتًا مَمْلُوْءً ا رِجَالًا مِثْلَ أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رضی اللہ عنہ، فَقَالُوْا لَهُ: مَاأَ لَوْتَ الْإِسْلَامَ خَيْرًا ،قَالَ ذٰلِكَ أَرَدْتُ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ. [1] **(حسن)**

حضرت ابن ابو نجیح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اپنے دوستوں سے کہا ''(کوئی سی) تمنا کرو!'' ہر آدمی نے اپنی اپنی خواہش کے مطابق کسی نہ کسی چیز کی تمنا کی۔پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ''میری تمنا تو یہ ہے کہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جیسے (نیک) لوگوں سے بھرا ہوا گھر مجھے ملے۔'' لوگوں نے کہا ''یہ تمنا کر کے آپ نے اسلام کی خیر خواہی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں بھی یہی چاہتا ہوں۔'' اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْه

❁❁❁

[1] 262/3 تحقيق أبو عبدالله الدرويش (5193/4)

فَضُلُ سَیِّدِنَا سَعُدِ بُنِ أَبِیُ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل ❶

مَسئلہ 279 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اسلام لانے والے تیسرے آدمی تھے۔

مَسئلہ 280 غزوہ بدر سے لے کر غزوہ تبوک تک تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔

مَسئلہ 281 عہد فاروقی اور عہد عثمانی میں گورنر کے عہدے پر فائز رہے۔

مَسئلہ 282 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اصحاب شوریٰ میں سے تھے۔

قَالَ ابُنُ الْجَوُزِیّ رَحِمَهُ اللّٰهُ : اَسُلَمَ قَدِیُمًا وَ هُوَ ابُنُ سَبُعَ عَشَرَةَ سَنَةً وَ قَالَ كُنُتُ ثَالِثًا فِی الْاِسُلاَمِ وَ اَنَا اَوَّلُ مَنُ رَمٰی بِسَهُمٍ فِیُ سَبِیُلِ اللّٰهِ شَهِدَ الْمَشَاهِدَ كُلَّهَا مَعَ رَسُوُلِ اللّٰهِ ﷺ وَ وُلِّیَ الْوِلاَیَاةِ مِنُ قِبَلَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَ عُثُمَانَ رضی اللہ عنہ وَ هُوَ اَحَدُ اَصُحَابِ الشُّوُرٰی. ذَكَرَهُ فِیُ صِفَةِ الصَّفُوَةِ❷

امام ابن جوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام تھے، سترہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''اسلام قبول کرنے میں میرا تیسرا نمبر ہے، سب سے پہلے میں نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔'' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں گورنری کے عہدے پر فائز رہے اور وہ شوریٰ کے ارکان میں سے تھے۔ صفۃ الصفوۃ میں اس کا ذکر ہے۔

مَسئلہ 283 اسلام چھوڑنے کا مطالبہ کرنے والی ماں کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جواب

---

❶ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی کنیت ابواسحق ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے والد کی چچازاد بہن تھیں۔ یوں حضرت سعد رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں زاد بھائی لگتے تھے۔

❷ الجزء الاول ، رقم الصفحه 161

''اگر تم جیسی سو مائیں ہوں اور ایک ایک کر کے میرے سامنے مر جائیں تب بھی میں اسلام نہیں چھوڑوں گا۔''

عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ اَنَّ سَعْدًا رضی اللہ عنہ قَالَ : نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِیَّ ﴿ وَ اِنْ جَاهَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَالَيْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا (العنكبوت:8) ﴾ قَالَ : کُنْتُ بِرًّا بِاُمِّیْ ، فَلَمَّا اَسْلَمْتُ ، قَالَتْ : يَا سَعْدُ ! مَا هٰذَا الدِّيْنُ قَدْ اَحْدَثْتَ؟ لَتَدَعَنَّ دِيْنَکَ هٰذَا اَوْ لاَ آکُلُ وَلَا اَشْرَبُ ، حَتّٰی اَمُوْتَ ، فَتَغَيَّرَ بِیْ ، فَيُقَالُ : يَا قَاتِلَ اُمِّهٖ قُلْتُ لَا تَفْعَلِیْ يَا اُمَّهْ ، اِنِّیْ لَا اَدَعُ دِيْنِیْ هٰذَا لِشَیْءٍ فَمَکَثَتْ يَوْمًا لَا تَأْکُلُ وَ لَا تَشْرَبُ وَ لَيْلَةً ، وَاَصْبَحَتْ وَقَدْ جَهَدَتْ. فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِکَ ، قُلْتُ : يَاُمَّهْ ! تَعْلَمِيْنَ وَاللّٰهِ لَوْ کَانَ لَکِ مِائَةُ نَفْسٍ فَخَرَجَتْ نَفْسًا نَفْسًا مَا تَرَکْتُ دِيْنِیْ ، اِنْ شِئْتِ فَکُلِیْ اَوْ لَا تَأْکُلِیْ، فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِکَ ، اَکَلَتْ . ذَکَرَهٗ فِیْ سِيَرِ اَعْلَامِ النُّبَلَاءِ[1]

حضرت ابوعثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی تھی ﴿وَ اِنْ جَاهَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَالَيْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا (العنكبوت:8) ﴾ ترجمہ ''اور اگر والدین تجھے شرک پر مجبور کریں جس کا تیرے پاس کوئی علم نہیں تو ان کی بات نہ مان۔'' (سورۃ العنکبوت، آیت 8) حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میں اپنی ماں کے ساتھ بہت ہی محبت اور فرمانبرداری کا سلوک کرتا تھا، جب مسلمان ہوا تو ماں کہنے لگی ''اے سعد! یہ تو نے کون سا نیا دین نکال لیا ہے اس دین کو چھوڑ دے ورنہ میں بھوک ہڑتال کر کے مرجاؤں گی۔ اس کے بعد مجھے ''اے ماں کے قاتل'' کہہ کر عار دلائی جاتی۔'' میں نے عرض کی ''ماں! ایسا نہ کر میں ایسی باتوں سے اپنا دین نہیں چھوڑوں گا۔'' ایک دن رات تو اس نے کھانا پینا ترک کیا اور اگلے روز پھر مجھے مجبور کرنے لگی، میں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو میں نے صاف کہہ دیا ''اے ماں! سن، اللہ کی قسم اگر تیری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے میرے سامنے نکل جائے تب بھی میں اپنا دین نہیں چھوڑوں گا، مرضی ہے تو کھانا کھا نہیں تو نہ کھا۔'' جب اس نے میری یہ بات سنی تو خود ہی کھانا کھا لیا۔'' یہ واقعہ سیر اعلام النبلاء میں بیان کیا گیا ہے۔

مسئلہ 284 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے اللہ کی راہ میں

[1] الجزء الاول ، رقم الصفحة 109

تیر چلانے کا شرف حاصل ہوا۔

مَسئلہ 285 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اُن صحابہ میں شامل تھے جنہوں نے درختوں کے پتے کھا کر جہاد کیا۔

عَنْ قَيْسٍ قَالَ : سَمِعْتُ سَعْدًا رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ : اِنِّى لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُنَّا نَغْزُوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَالَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتّٰى اِنَّ اَحَدَ نَا لَيَضَعُ كَمَا يَضَعُ الْبَعِيْرُ اَوِالشَّاةُ مَالَهٗ خَلْطٌ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.❶

حضرت قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کو کہتے ہوئی سنا کہ عربوں میں سے میں سب سے پہلا آدمی ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اور ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے تھے اس حال میں کہ ہمارے پاس کھانے کے لئے درختوں کے پتوں کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہوتی تھی ہم جب رفعِ حاجت کرتے تو وہ بکری یا اونٹ کی لید کی طرح سخت ہوتی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 286 مدینہ منورہ میں انتہائی پُرخطر حالات میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اَرِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ : ((لَيْتَ رَجُلاً صَالِحًا مِنْ اَصْحَابِىْ يَحْرُسُنِى اللَّيْلَةَ)) قَالَتْ وَسَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ هٰذَا؟)) قَالَ : سَعْدُ بْنُ اَبِىْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! جِئْتُ اَحْرُسُكَ، قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيْطَهٗ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ،❷

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک رات رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کھل گئی اور نیند اُچاٹ ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''کاش! میرے اصحاب میں سے کوئی نیک بخت آج کی رات میری حفاظت کرتا۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ''اتنے میں ہمیں ہتھیاروں کی آواز سنائی دی۔'' رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ''کون ہے؟'' آواز آئی ''سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) ہوں یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی خدمت میں پہرہ دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پھر رسول اللہ ﷺ آرام سے سو گئے حتی

---

❶ كتاب المناقب ، باب مناقب سعد بن أبى وقاص رضی اللہ عنہ

❷ كتاب الفضائل ، باب: فى فضل سعد بن أبى وقاص رضی اللہ عنہ

کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 287 غزوہ بدر میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر کے برابر جنگ کی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ) قَالَ : كَانَ سَعْدٌ رضی اللہ عنہ يَوْمَ بَدْرٍ يُقَاتِلُ قِتَالَ الْفَارِسِ وَ الرَّاجِلِ. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ. ❶ (صحيح)

حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر میں ایک شہ سوار اور لشکر کی طرح لڑائی لڑی۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 288 مالِ غنیمت حلال ہونے کی آیت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ قُتِلَ أَخِيْ عُمَيْرٌ رضی اللہ عنہ وَقَتَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ ،وَأَخَذْتُ سَيْفَهُ وَكَانَ يُسَمّٰى ذَاالْكَتِيْفَةِ فَأَتَيْتُ بِهِ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اِذْهَبْ فَاطْرَحْهُ فِي الْقَبَضِ))قَالَ : فَرَجَعْتُ وَبِيْ مَالَايَعْلَمُهُ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَتْلِ أَخِيْ وَأَخْذِ سَلَبِيْ ،قَالَ: فَمَا جَاوَزْتُ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذْهَبْ فَخُذْ سَيْفَكَ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ. ❷ (حسن)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں غزوہ بدر میں میرا بھائی عمیر (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) شہید ہو گیا اور میں نے (مشرکین کے نامی گرامی جنگجو) سعید بن عاص کو قتل کیا اور اُس کی تلوار جسے ''ذوالکتیفہ'' کہا جاتا تھا اپنے قبضہ میں لے لی اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یہ تلوار جہاں سے لی ہے وہیں رکھ آؤ۔'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں آپ ﷺ کا یہ حکم سن کر واپس آیا لیکن مجھے اپنے بھائی کی شہادت اور تلوار کی واپسی کا اتنا رنج ہوا کہ اللہ کے علاوہ کسی کو علم نہیں۔ میں (تلوار رکھنے کے بعد) ابھی چند قدم ہی بڑھا تھا کہ سورہ انفال نازل ہوئی (جس میں مالِ غنیمت کے حلال ہونے کا حکم ہے) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا ''جاؤ جا کر اپنی تلوار لے لو!'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 289 غزوہ اُحد میں جب رسول اللہ ﷺ تنہا رہ گئے اور مشرکین نے آپ

---

❶ مجمع الزوائد ،تحقيق عبدالله الدرويش(14862/9)

❷ 180/1 تحقيق شعيب الارنا ؤوط (1556/3)

کو قتل کرنے کے لئے ہجوم کر دیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بے مثال بہادری سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع فرمایا۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ لَهُ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ، قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ أَحْرَقَ الْمُسْلِمِيْنَ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِرْمِ ! فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ)) قَالَ فَنَزَعْتُ لَهُ بِسَهْمٍ لَيْسَ فِيْهِ نَصْلٌ فَأَصَبْتُ جَنْبَهُ فَسَقَطَ ،وَانْكَشَفَتْ عَوْرَتُهُ ،فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، حَتّٰى نَظَرْتُ نَوَاجِذَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. ❶

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے باپ (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ اُحد کے روز اپنے ماں باپ دونوں کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لئے جمع کر دیا۔مشرکوں میں سے ایک جنگجو نے بہت سے مسلمانوں کو شہید کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا'' میرے ماں باپ تم پر قربان ،خوب تیر چلا!'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اس جنگجو کو قتل کرنے کے لئے تیر نکالا جس کے آگے تیز دھاراَنی نہیں تھی،وہ تیر اُس کی پسلی میں لگا اور وہ اس طرح زمین پر گرا کہ اُس کی شرمگاہ کھل گئی۔یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ہنسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 290 غزوہ اُحد میں جب مشرک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے تو صرف دو صحابہ رضی اللہ عنہما نے سر بکف ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان بچائی،اُن میں سے ایک حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔

عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ : إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِيْ يُقَاتِلُ فِيْهِنَّ غَيْرُ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ وَسَعْدٍ رضی اللہ عنہ عَنْ حَدِيْثِهِمَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ❷

حضرت ابوعثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کئے،اُن میں سے ایک جہاد (غزوہ اُحد) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ (بن عبیداللہ) اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ (بن ابی وقاص) کے علاوہ کوئی دوسرا باقی نہ رہا۔ابوعثمان نے یہ بات حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے سنی۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

❶ کتاب الفضائل ، باب: فی فضل سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ

❷ کتاب المغازی،باب : اذھمت طائفتان منکم.....

مَسئلہ 291 غزوہ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سارے تیر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیئے اور فرمایا ''میرے ماں باپ تجھ پر قربان، خوب تیر چلا!''

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ : نَثَلَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ كِنَانَتَهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ :((اِرْمِ ، فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ)) .رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ❶

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اُحد کے روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سارے تیر میرے سامنے رکھ دیئے اور فرمایا ''میرے ماں باپ تجھ پر قربان! خوب تیر چلا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 292 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے مشرک بھائی عُتبہ بن ابی وقاص نے غزوہ اُحد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینکا جس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیچے گر گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو قتل کرنے کی بہت کوشش کی، لیکن کسی دوسرے صحابی نے پہلے قتل کرڈالا۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ : وَاللّٰهِ مَا حَرَصْتُ عَلٰى قَتْلِ رَجُلٍ كَحِرْصِيْ عَلٰى قَتْلِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَاِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ لَسَيِّئُ الْخُلُقِ مُبْغَضًا فِيْ قَوْمِهٖ وَلَقَدْ كَفَانِيْ مِنْهُ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ دَمّٰى وَجْهَ رَسُوْلِهٖ.)) اَوْرَدَهُ ابْنُ هِشَامٍ. ❷

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کسی (کافر) کو قتل کرنے کی اتنی خواہش نہیں کی جتنی خواہش (اپنے بھائی) عُتبہ بن ابی وقاص کو قتل کرنے کے لیے کی۔ میرے علم کے مطابق وہ بداخلاق تھا اور اپنی قوم میں اُس سے نفرت پائی جاتی تھی، لیکن اس (کو قتل کرنے) کے معاملہ میں میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہی کافی تھا ''اس پر اللہ کا شدید غضب ہو جس نے اس کے رسول کا چہرہ خون آلود کیا۔'' اسے ابن ہشام نے بیان کیا ہے۔

وضاحت : ① غزوہ اُحد میں عتبہ بن ابی وقاص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلو کے بل گر گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نچلا

---

❶ كتاب المغازى، باب : اذهمت طائفتان منكم.....

❷ 56/3 مطبوعة دار الكتب الغربى، بيروت

دائیں جانب کا دانت مبارک شہید ہوگیا، اور نچلا ہونٹ مبارک بھی زخمی ہوا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ''اُس شخص پر اللہ کا سخت غضب ہو جس نے اُس کے رسول کا چہرہ خون آلود کیا۔''

② غزوہ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کو قتل کرنا چاہتے تھے لیکن حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اُسے پہلے قتل کر دیا۔

مَسئلہ 293 غزوہ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت میکائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : رَأَيْتُ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَنْ شِمَالِهٖ يَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيَاضٌ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ يَعْنِيْ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ❶

حضرت سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے احد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں دو آدمیوں کو سفید کپڑوں میں (لڑتے) دیکھا۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد میں نے ان دو آدمیوں کو کبھی نہیں دیکھا یعنی جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 294 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لئے مستجاب الدعوات ہونے کی دعا فرمائی۔

عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :((اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ رضی اللہ عنہ اِذَادَعَاكَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. ❷

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یا اللہ! سعد جب دعا کرے تو اس کی دعا قبول فرما۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ يَحْيٰى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ قَالَ : دَعَاسَعْدٌ رضی اللہ عنہ فَقَالَ :يَا رَبِّ ! اِنَّ لِيْ بَنِيْنَ صِغَارًا فَأَخِّرْ عَنِّي الْمَوْتَ حَتّٰى يَبْلُغُوْا فَأَخَّرَ عَنْهُ الْمَوْتَ عِشْرِيْنَ سَنَةً. ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيّ. ❸

حضرت یحیٰی بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی ''یا اللہ! میری اولاد ابھی چھوٹی ہے، ان کی بلوغت تک میری موت مؤخر فرما دے۔'' اللہ تعالیٰ نے بیس سال کے لئے اُن کی موت

❶ كتاب الفضائل باب قتال جبريل وميكائيل عن النبى يوم احد

❷ ابواب المناقب،باب: مناقب سعد بن أبى وقاص رضی اللہ عنہ (2950/3)

❸ صفة الصفوة ،الجزء الاول،رقم الصفحة: 163ناشر : دار المعرفة،بيروت

مؤخر فرمادی۔ابن جوزی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

مَسئلہ 295 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کسی منافق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اُس کے لئے بددعا کی جو اُسی وقت قبول ہوگئی۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : بَيْنَمَا سَعْدٌ رضی اللہ عنہ يَمْشِيْ اِذْ مَرَّ بِرَجُلٍ وَهُوَ يَشْتِمُ عَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ رضی اللہ عنہم، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ رضی اللہ عنہ: اِنَّكَ تَشْتِمُ أَقْوَامًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا سَبَقَ، وَ اللّٰهِ لَتَكُفَّنَّ عَنْ شَتْمِهِمْ أَوْلَأَدْعُوَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ ..عَلَيْكَ ، قَالَ : يُخَوِّفُنِيْ كَأَنَّهُ نَبِيٌّ! فَقَالَ سَعْدٌ رضی اللہ عنہ: اَللّٰهُمَّ ! اِنْ كَانَ هٰذَايَشْتِمُ أَقْوَامًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنْكَ مَا سَبَقَ فَاجْعَلْهُ الْيَوْمَ نَكَالًا ، فَجَاءَتْ بُخْتِيَّةٌ فَأَخْرَجَ النَّاسُ لَهَا فَتَخَبَّطَتْهُ ، فَرَأَيْتُ النَّاسَ يَتَّبِعُوْنَ سَعْدًا رضی اللہ عنہ يَقُوْلُوْنَ: اِسْتَجَابَ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا اِسْحَاق . رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.[2] (صحيح)

حضرت عامر بن سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ جارہے تھے،اُن کا گزر ایسے آدمی پر ہوا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ،حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اُسے کہا''تم ایسے لوگوں کو بُرا بھلا کہہ رہے ہو جو اللہ سے اپنے اعمال کا بدلہ پاچکے،جیسا بھی پاچکے۔اللہ کی قسم! تم ان لوگوں کو بُرا بھلا کہنے سے باز آجاؤ،ورنہ میں تمہارے لئے اللہ عزوجل سے بددعا کروں گا۔''وہ آدمی کہنے لگا''تو مجھے ایسے ڈراتا ہے گویا تو نبی ہے۔''حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا''یااللہ!اگر یہ آدمی ایسے لوگوں کو گالیاں دے رہا ہے،جو تجھ سے اپنے اعمال کا بدلہ پاچکے جیسا بھی پاچکے تو آج ہی اسے سزا دے ڈال۔''اُسی وقت ایک اونچی کوہان والی اونٹنی آئی،لوگوں کے درمیان سے راستہ بنایا اور اُس آدمی کو اُچک لیا۔میں نے دیکھا لوگ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے آرہے تھے اور کہہ رہے تھے''اے ابواسحاق! (حضرت سعد کی کنیت) اللہ نے تمہاری دعا قبول فرمالی۔''اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 296 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے۔

---

[2] مجمع الزوائد ،تحقيق عبدالله الدرويش(14862/9)

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہا عَنْ أَبِيهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ طَعَامٌ ،فَقَالَ : ((اَللّٰهُمَّ سُقْ اِلٰى هٰذَا الطَّعَامِ عَبْدًا تُحِبُّهُ وَيُحِبُّكَ))، فَطَلَعَ سَعْدٌ (اِبْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ) . رَوَاهُ الْبَزَّارُ. ❶ (حسن)

حضرت عائشہ بنتِ سعد رضی اللہ عنہا اپنے والد سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے کھانا رکھا تھا، آپ ﷺ نے دعا فرمائی ”یا اللہ! اس کھانے کے لئے ایسا آدمی بھیج دے، جو تجھ سے محبت کرتا ہو اور تو اُس سے محبت کرتا ہو۔“ اتنے میں حضرت سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) آ گئے۔ اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 297 مشرکین مکہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو مجلس سے ہٹانے کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی فضیلت میں آیات نازل فرمائیں۔

عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سِتَّةَ نَفَرٍ ، فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ : أُطْرُدْ هٰؤُلَآءِ لَا يَجْتَرِئُوْنَ عَلَيْنَا .قَالَ : وَكُنْتُ أَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ ،وَرَجُلٌ مِنْ هُذَيْلٍ ، وَبِلَالٌ رضی اللہ عنہ، وَ رَجُلَانِ لَسْتُ أُسَمِّيْهِمَا ،فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقَعَ ، فَحَدَّثَ نَفْسَهُ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ ﴾(الانعام:52) رَوَاهُ مُسْلِمٌ. ❷

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ چھ آدمی تھے۔ مشرکوں نے نبی اکرم ﷺ سے کہا ”ان لوگوں کو (اپنی مجلس سے) اٹھا دیں۔ کہیں یہ ہمارے خلاف بولنے کی جرأت نہ کرنے لگیں۔“ اُس وقت نبی اکرم ﷺ کے ساتھ میں تھا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے، قبیلہ ہذیل کا ایک شخص تھا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے، دو آدمی اور تھے جن کا میں نام نہیں لے رہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے جو چاہا رسول اللہ ﷺ کے دل میں ڈالا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے دل میں سوچا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بارے یہ آیت نازل فرمائی ”اور جو لوگ اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اپنے رب کی رضا چاہتے

❶ سلسله الحاديث الصحيحه للالبانی،الجزء السابع، رقم الحديث : 3317

❷ كتاب الفضائل ، باب: فی فضل سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ

ہیں، انہیں (اپنی مجلس سے) مت ہٹاؤ۔ (سورۃ الانعام، آیت:52) اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 298 حضرت سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں زاد بھائی تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہِ محبت انہیں اپنا ماموں قرار دیا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ : أَقْبَلَ سَعْدٌ رضي الله عنه فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :((هٰذَا خَالِيْ فَلْيُرِنِي امْرَءٌ خَالَهُ)) .رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.[1] (صحيح)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''یہ میرے خالو (ماموں) ہیں، اگر کسی کا ایسا خالو ہو تو مجھے دکھائے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 299 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنت کی بشارت پانے والے دس جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 131 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 300 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے قبل جن عظیم المرتبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منصب خلافت کے لئے نامزد فرمایا ان میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 258 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 301 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت کے لیے برضا و رغبت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہو کر ایثار اور قربانی کی زرّیں مثال قائم فرمائی۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 260,259 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

---

[1] ابواب المناقب، باب: مناقب أبو اسحاق سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه (2951/3)

فَضْلُ سَيِّدِ نَاسَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ
حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے فضائل ❶

مَسئله 302 اسلام لانے کے جرم میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ زنجیروں میں بُری طرح جکڑ دیا کرتے تھے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ : وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَاِنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ لَمُوْثِقِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يُّسْلِمَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا أَرْفَضَّ لِلَّذِيْ صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ رضی اللہ عنہ لَكَانَ مَحْقُوْقًا أَنْ يَرْفَضَّ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ❷

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ حضرت عمر (بن خطاب) رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل، مجھے اسلام قبول کرنے کے جرم میں (زنجیروں میں) بُری طرح باندھ ڈالتے، اور اسلام لانے کے جرم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو سلوک مشرکین نے کیا اس پر اگر احد پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو اُس کا ٹلنا برحق ہوگا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 303 حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو زمانہ جاہلیت میں مؤحد خاندان میں آنکھ کھولنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَ قَبْلَ أَنْ يَّنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْوَحْيُ ، فَقُدِّمَتْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ سُفْرَةٌ فَأَبٰى أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ: اِنِّيْ لَسْتُ آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُوْنَ عَلٰى أَنْصَابِكُمْ ،وَلَا آكُلُ اِلَّا مَاذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ، وَاِنَّ زَيْدَبْنَ عَمْرٍو كَانَ يَعِيْبُ عَلٰى قُرَيْشٍ ذَبَائِحَهُمْ وَيَقُوْلُ : الشَّاةُ خَلَقُ اللّٰهِ ، وَأَنْزَلَ لَهَا

---

❶ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالاعور ہے۔ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب کے شوہر تھے اور یوں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بہنوئی ہوئے۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا دونوں نے اکٹھے مدینہ منورہ ہجرت کی۔

❷ کتاب المناقب ، باب: اسلام سعید بن زید رضی اللہ عنہ

مِنَ السَّمَاءِ الْمَاءَ وَأَنْبَتَ لَهَامِنَ الْأَرْضِ ثُمَّ تَذْبَحُوْنَهَا عَلٰى غَيْرِاسْمِ اللّٰهِ ؟ اِنْكَارًا لِذٰلِكَ وَاِعْظَامًا لَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ حضرت زید بن عمرو بن نفیل (حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے والد) کووحی نازل ہونے سے پہلے نشیبی بلدح میں ملے۔ نبی اکرم ﷺ کے سامنے دسترخوان چُنا گیا۔ زید بن عمرو نے وہ کھانا کھانے سے انکار کردیا اور کہنے لگے ''جن جانوروں کو تم آستانوں کے نام پر ذبح کرتے ہو، انہیں میں نہیں کھاؤں گا، سوائے اُس کے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔'' زید بن عمرو قریش مکہ کا جانوروں کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا گناہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے بکری کو اللہ نے پیدا کیا، اور اُس کے لئے آسمان سے پانی بھی اللہ نے نازل فرمایا، پھر زمین سے بکری کے لئے چارہ بھی اللہ نے ہی اُگایا، پھر تم اُسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو؟ زید مشرکوں کے اس فعل سے انکار کرتے تھے اور اسے کبیرہ گناہ سمجھتے تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 304 حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام تھے انہیں غزوہ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِبْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ : أَسْلَمَ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَارَ الْأَرْقَمِ وَقَبْلَ أَنْ يَدْعُوَ فِيْهَا النَّاسَ اِلَى الاِسْلَامِ وَشَهِدَ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ أُحُدًا وَالْخَنْدَقَ وَالْمَشَاهِدَ كُلَّهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَشْهَدْ بَدْرًا .رَوَاهُ الْحَاكِمُ.❷

حضرت محمد بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ دارِارقم کو مرکز بنانے سے پہلے اسلام لے آئے تھے، جہاں رسول اکرم ﷺ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ غزوہ اُحد، غزوہ خندق اور دیگر تمام غزوات میں شریک ہوئے لیکن غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہو سکے۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : غزوہ بدر سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو کسی کام سے شام روانہ فرمایا۔ اُن کی واپسی تک غزوہ بدر ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے حضرت سعید رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔

مَسئلہ 305 حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر کے مالِ

❶ کتاب المناقب ، باب : حدیث زید بن عمرو بن نفیل

❷ 438/3 تحقیق عبداللہ عبد السلام حلوش (5907/4)

غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا۔

عَنْ عُرْوَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ بَعْدَ مَارَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَدْرٍ فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَضَرَبَ لَهُ سَهْمَهُ ،قَالَ : وَأَجْرِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ زَعَمُوْا؟ قَالَ ((وَ أَجْرُکَ)) رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ. ❶ (حسن)

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن زید شام سے واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر سے واپس تشریف لا چکے تھے۔حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے (مالِ غنیمت کے بارے میں) بات کی تو آپ ﷺ نے انہیں مالِ غنیمت سے حصہ دیا۔حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! میرے اجر کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ لوگ گمان کر رہے ہیں (کہ میرے لئے اجر نہیں ہے۔)'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تیرے لئے اجر بھی ہے۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 306 شدید زدوکوب کرنے کے باوجود حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اوراُن کی اہلیہ (حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا) کی اسلام پر ثابت قدمی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بنی۔

قَالَ بْنُ اِسْحٰقَ : فَرَجَعَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ عَامِدًا اِلٰی أُخْتِهٖ وَعِنْدَهُمَا خَبَّابُ بْنُ الْاَرَتِّ رضی اللہ عنہ مَعَهٗ صَحِيْفَةٌ فِيْهَا :((طٰه)) يُقْرِئُهُمَا اِيَّاهَا، فَلَمَّا سَمِعُوْا حِسَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ تَغَيَّبَ خَبَّابٌ رضی اللہ عنہ فِیْ مِخْدَعٍ لَهُمْ أَوْ فِیْ بَعْضِ الْبَيْتِ ، وَأَخَذَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہا الصَّحِيْفَةَ فَجَعَلَتْهَا تَحْتَ فَخِذِهَا ،وَقَدْ سَمِعَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ حِيْنَ دَنَا اِلَی الْبَيْتِ قِرَاءَةَ خَبَّابٍ رضی اللہ عنہ عَلَيْهِمَا ، فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ:مَاهٰذِهِ الْهُنَيْهَةُ الَّتِیْ سَمِعْتُ ؟ قَالَا لَهٗ : مَا سَمِعْتَ شَيْئًا ؛ قَالَ : بَلٰی وَاللّٰهِ ! لَقَدْ أُخْبِرْتُ أَنَّكُمَا تَابَعْتُمَا مُحَمَّدًا ﷺ عَلٰی دِيْنِهٖ ؛ وَبَطَشَ بِخَتَنِهٖ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ فَقَامَتْ اِلَيْهِ أُخْتُهٗ فَاطِمَةُ بِنْتِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہا لِتَكُفَّهٗ زَوْجِهَا،فَضَرَبَهَا ، فَشَجَّهَا ؛ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِکَ قَالَتْ لَهٗ أُخْتُهٗ وَخَتَنُهٗ : نَعَمْ قَدْ أَسْلَمْنَا وَآمَنَّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ، فَاصْنَعْ مَا بَدَالَکَ،فَلَمَّا رَاٰی عُمَرَ رضی اللہ عنہ مَابِأُخْتِهٖ مِنَ الدَّمِ نَدِمَ عَلٰی مَا صَنَعَ فَارْعَوٰی ،وَقَالَ لِأُخْتِهٖ أَعْطِيْنِیْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةَ الَّتِیْ سَمِعْتُكُمْ تَقْرَؤُوْنَ آنِفًا أَنْظُرَمَا هٰذَا الَّذِیْ جَاءَ بِهٖ مُحَمَّدٌ ﷺ، وَكَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ كَاتِبًا ؛ فَلَمَّاقَالَ ذٰلِکَ، قَالَتْ لَهٗ أُخْتُهٗ: اِنَّا نَخْشَاکَ عَلَيْهَا، قَالَ : لَا تَخَافِیْ ، وَحَلَفَ لَهَابِآلِهَتِهٖ

❶ مجمع الزوائد تحقيق عبدالله محمد الدرويش(14876/9)

لَیُرُدَّنَّھَا اِذَا قَرَأَھَا اِلَیْھَا؛ فَلَمَّا قَالَ ذٰلِکَ ، طَمِعَتْ فِیْ اِسْلَامِہٖ ،فَقَالَتْ لَہٗ: یَا أَخِیْ! اِنَّکَ نَجَسٌ عَلٰی شِرْکِکَ ، وَاِنَّہٗ لَا یَمَسُّھَا اِلَّا الطَّاھِرُ.فَقَامَ عُمَرُ فَاغْتَسَلَ ، فَأَعْطَتْہُ الصَّحِیْفَۃَ ، وَفِیْھَا((طٰہٰ))فَقَرَأَھَا،فَلَمَّا قَرَأَ مِنْھَا صَدْرًا ، قَالَ: مَا أَحْسَنَ ھٰذَا الْکَلَامُ وَأَکْرَمُہٗ! فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِکَ خَبَّابٌ رضی اللہ عنہ خَرَجَ اِلَیْہِ ، فَقَالَ لَہٗ : یَا عُمَرُ رضی اللہ عنہ ! اِنِّیْ لَأَرْجُوْ أَنْ یَکُوْنَ اللّٰہَ قَدْ خَصَّکَ بِدَعْوَۃِ نَبِیِّہٖ ﷺ ، فَاِنِّیْ سَمِعْتُہٗ أَمْسِ وَھُوَ یَقُوْلُ:اَللّٰھُمَّ أَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِأَبِی الْحَکَمِ بْنِ ھِشَامٍ، أَوْ بِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ،فَاللّٰہُ یَاعُمَرُ رضی اللہ عنہ ! فَقَالَ لَہٗ عِنْدَ ذٰلِکَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: فَدُلَّنِیْ یَاخَبَّاب رضی اللہ عنہ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ حَتّٰی آتِیَہٗ فَأُسْلِمَ. ذَکَرَہٗ فِیْ سِیْرَۃِ النَّبَوِیَّۃِ.[1]

ابنِ اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (کو اپنے بہنوئی اور بہن کے اسلام لانے کی اطلاع ملی تو) اپنی بہن اور بہنوئی سے نمٹنے کے ارادہ سے نکلے، وہاں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے،جن کے پاس صحیفہ تھا اس میں سورہ طٰہٰ کی آیات تھیں، جسے وہ دونوں پڑھ رہے تھے۔ جب انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آنے کی بھنک پڑی تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ کسی مناسب جگہ یا گھر کے کسی حصہ میں چھپ گئے اور اُن کی بہن حضرت فاطمہ بنتِ خطاب رضی اللہ عنہا نے وہ صحیفہ اپنی ران کے نیچے چھپالیا تھا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر کے قریب پہنچ کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا قرآن پڑھنا سن چکے تھے۔جب گھر میں داخل ہوئے تو پوچھا ''یہ بھنبھناہٹ کیسی تھی جو میں نے سنی؟'' دونوں نے کہا: ''تو نے کچھ نہیں سنا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا'' کیوں نہیں سنا، اللہ کی قسم! مجھے پتہ چل چکا ہے کہ تم دونوں نے محمد ﷺ کے دین کی پیروی اختیار کرلی ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بہنوئی سعید رضی اللہ عنہ بن زید کو (مارنے کے لئے) پکڑا تو اُن کی بہن حضرت فاطمہ بنتِ خطاب رضی اللہ عنہا آڑے آگئیں تاکہ اپنے شوہر کو بچاسکیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کو مارا، سر کو زخمی کیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مارا پیٹا تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن زید اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے صاف کہہ دیا'' ہاں ہم نے اسلام قبول کرلیا ہے، اللہ اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے ہیں، تم جو کرنا چاہتے ہو کرلو!'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اپنی بہن کے جسم سے خون بہتے دیکھا تو اپنے کئے پر نادم ہوئے اور رُک گئے۔ کہنے لگے وہ صحیفہ جو میں نے تمہیں پڑھتے ہوئے سنا ہے مجھے بھی دکھاؤ تاکہ میں دیکھوں محمد ﷺ کیسی تعلیم لے کر آئے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پڑھنا لکھنا جانتے تھے جب انہوں نے یہ مطالبہ کیا تو اُن کی بہن نے کہا'' ہمیں صحیفہ کے بارے میں تم سے خدشہ ہے(کہ تم اُسے ضائع کردوگے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا'' ڈرو نہیں۔''

---

[1] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام،الجزء الاول، رقم الصفحۃ : 216

اورانہوں نے اپنے الٰہ کی قسم کھائی کہ وہ اسے پڑھنے کے بعد ضرور واپس کر دیں گے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تو اُن کی بہن کو اُن کے اسلام لانے کی اُمید ہوگئی، اور بہن نے کہا ''اے میرے بھائی! تو اپنے شرک کی وجہ سے ناپاک ہے اور اس صحیفہ کو صرف پاک آدمی ہی چھوسکتا ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے، اور غسل کیا تو بہن نے انہیں صحیفہ دے دیا۔ اس میں ''سورہ طٰہٰ'' کی آیات تھیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی ابتدائی چند آیات پڑھیں تو کہنے لگے ''یہ تو بڑا اچھا اور دل نشیں کلام ہے۔'' جب حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سنی تو باہر نکل آئے اور کہنے لگے ''اے عمر رضی اللہ عنہ! اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجہ میں چُن لیا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کل ہی یہ فرماتے سنا ہے کہ'' یا اللہ! اسلام کی مدد فرما! ابوالحکم بن ہشام (ابوجہل) کے ذریعہ یا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ۔'' حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے خوشی سے کہا'' اللہ، اللہ، یا عمر رضی اللہ عنہ!'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے کہا'' اے خباب! مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو۔'' پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا۔ ابنِ ہشام نے یہ واقعہ سیرۃ النبی میں بیان کیا ہے۔

مَسئلہ 307 حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی درخواست پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے والد کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔

عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَبِيْهِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ كَانَ كَمَارَأَيْتَ وَكَمَا بَلَغَكَ وَلَوْ أَدْرَكَكَ لَآمَنَ بِكَ فَاسْتَغْفِرْ لَهُ، قَالَ : ((نَعَمْ)) فَاسْتَغْفَرَ لَهُ وَقَالَ ﷺ: ((فَإِنَّهُ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أُمَّةً وَاحِدَةً.)) رَوَاهُ الْحَاكِمُ. [1]

حضرت ہشام بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ حضرت زید کے بارے میں دریافت کیا اور عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ زید بن عمرو بن نفیل کو جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا، اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پاتے تو آپ پر ایمان لاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے لئے مغفرت کی دعا فرمایئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' ہاں! بالکل۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی، پھر ارشاد فرمایا'' قیامت کے روز وہ ایک اُمت بن کر آئیں گے۔'' اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] 439/3 تحقیق ابوعبداللہ عبد السلام حلوش (5911/4)

مسئلہ 308 حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار کئے جاتے تھے۔

مسئلہ 309 حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے مروان کی خواہش کے باوجود یزید کی بیعت نہیں کی۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : بَعَثَ مُعَاوِيَةُ رضی اللہ عنہ اِلٰى مِرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ بِالْمَدِيْنَةِ لِيُبَايِعَ لِاِبْنِهٖ يَزِيْدَ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ غَائِبٌ فَجَعَلَ يَنْتَظِرُهٗ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ لِمِرْوَانَ مَا يَحْبِسُكَ ؟ قَالَ حَتّٰى يُجِيْءَ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ فَاِنَّهٗ كَبِيْرُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فَاِذَا بَايَعَ بَايَعَ النَّاسُ قَالَ: فَأَبْطَأَ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ حَتّٰى أَخَذَ مِرْوَانُ الْبَيْعَةَ وَأَمْسَكَ سَعِيْدٌ عَنِ الْبَيْعَةِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ . [1]

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (مدینہ کے گورنر) مروان بن حکم کو پیغام بھیجا کہ میرے بیٹے یزید کے لئے لوگوں سے بیعت لو۔حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ غیر حاضر تھے۔ مروان بن حکم اُن کا انتظار کرنے لگا۔ایک شامی نے مروان سے کہا بیعت کیوں نہیں لے رہے؟ مروان نے کہا ''سعید بن زید رضی اللہ عنہ آجائیں ،وہ مدینہ کے بڑے لوگوں میں سے ہیں،انہوں نے بیعت کرلی تو سارے لوگ بیعت کرلیں گے۔'' حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے اتنی دیر کی کہ مروان کو (ان کے بغیر ہی) بیعت لینی پڑی اور حضرت سعید رضی اللہ عنہ بیعت کرنے سے بچ گئے۔اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 310 حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو عشرہ مبشرہ میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 131 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

۞۞۞

[1] 439/3 تحقيق أبوعبدالله عبدالسلام حلوش (5909/4)

فَضْلُ سَيِّدِ نَابِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ رضی اللہ عنہ

حضرت بلال بن رَباح رضی اللہ عنہ کے فضائل

مَسئلہ 311 اسلام قبول کرنے کے جرم میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ”ہزا ایکسی لینسیز“ گرم ریت پر لٹاتے ، رسی گلے میں ڈال کر مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے ،لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ پھر بھی عقیدۂ توحید پر ثابت قدم رہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ أَوَّلَ مَنْ أَظْهَرَ اِسْلَامَهُ سَبْعَةٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعَمَّارٌ وَ أُمُّهُ سُمَيَّةُ وَصُهَيْبٌ وَبَلَالٌ وَالْمِقْدَادُ رضی اللہ عنہم فَاَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَنَعَهُ اللّٰهُ بِعَمِّهٖ أَبِيْ طَالِبٍ وَأَمَّا أَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَمَنَعَهُ اللّٰهُ بِقَوْمِهٖ وَاَمَّا سَائِرُهُمْ فَأَخَذَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ وَأَلْبَسُوْهُمْ أَدْرَعَ الحَدِيْدِوَصَهَرُوْهُمْ فِي الشَّمْسِ فَمَا مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ اَتَاهُمْ عَلٰى مَا أَرَادُوْا اِلَّا بَلَالاً رضی اللہ عنہ فَاِنَّهُ هَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ فِي اللّٰهِ وَهَانَ عَلٰى قَوْمِهٖ فَأَخَذُوْهُ فَأَعْطَوْهُ الْوِلْدَانَ فَجَعَلُوْا يَطُوْفُوْنَ بِهٖ فِيْ شِعَابِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقُوْلُ أَحَدٌ أَحَدٌ. رَوَاهُ ابنُ مَاجَهْ. [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سب سے پہلے سات آدمیوں نے اپنا اسلام ظاہر کیا۔ ① رسول اللہ ﷺ ، ② حضرت ابوبکر صدیق ، ③ حضرت عمار ، ④ حضرت سُمیہ ، ⑤ حضرت صہیب ، ⑥ حضرت بلال ، ⑦ حضرت مقداد رضی اللہ عنہم۔ رسول اللہ ﷺ کو تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے چچا ابوطالب کے ذریعہ قریش مکہ کے مظالم سے محفوظ رکھا ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اُن کی قوم کے ذریعہ بچائے رکھا اور جہاں تک باقی پانچ حضرات کا تعلق تھا ، انہیں مشرک پکڑ لیتے اور لوہے کی زرہ پہنا کر تپتی دھوپ میں لٹا دیتے ۔ ان میں سے تمام افراد نے اپنی زبان سے کفار کے مطلب کی بات ادا کر دی (اور اپنی جان بچا لی) سوائے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ۔ انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان (کے ہلاک ہونے) کی پرواہ نہ کی اور اپنی (مشرک) قوم کے سامنے ذلیل اور رسوا ہوتے رہے ۔ مشرک انہیں پکڑ لیتے اور لڑکوں کے

---

[1] كتاب السنة ،باب فى فضائل أصحاب رسول الله ﷺ فضل سلمان وأبى ذر والمقداد رضی اللہ عنہم

حوالے کر دیتے، جوانہیں مکہ کی گھاٹیوں میں گھسیٹتے پھرتے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسلسل یہی کہتے جاتے ''اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 312 قریشی سردار اُمیہ بن خلف اپنے غلام حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو شدید گرمی میں پُشت کے بل سنگریزوں پر لٹا کراُوپر بڑا پتھر رکھ دیتا اور کہتا ''(حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کر اور لات وعُزیٰ کا کلمہ پڑھ۔'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ جواب میں فرماتے ''احد، احد۔''

قَالَ اِبْنُ اِسْحٰقَ رَحِمَهُ اللّٰهُ كَانَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ يُخْرِجُهُ (يَعْنِيْ بِلَالًا رضي الله عنه) اِذَا حَمِيَتَ الظَّهِيْرَةُ فَيَطْرَحُهُ عَلٰى ظَهْرِهٖ فِيْ بَطْحَاءِ مَكَّةَ ثُمَّ يَأْمُرُ بِالصَّخْرَةِ الْعَظِيْمَةِ فَتُوْضَعَ عَلٰى صَدْرِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهُ : لَا وَاللّٰهِ لَاتَزَالُ هٰكَذَا حَتّٰى تَمُوْتَ أَوْ تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ وَتَعْبُدَ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى فَيَقُوْلُ وَ هُوَ فِيْ ذٰلِكَ الْبَلَاءِ :أَحَدٌ،أَحَدٌ. ذَكَرَهُ فِيْ سِيْرَةِ النَّبَوِيَّةِ.[1]

ابن اسحٰق رحمہ اللہ فرماتے ہیں امیہ بن خلف (حضرت بلال رضی اللہ عنہ) کو چلچلاتی دھوپ میں باہر لے آتا اور مکہ کے سنگریزوں پر پشت کے بل لٹا دیتا اور ایک بڑی چٹان لانے کا حکم دیتا، جسے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سینہ پر رکھ دیتا، پھر کہتا ''واللہ! تم اسی طرح پڑے رہو گے حتی کہ مرجاؤ یا (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کرو اور لات وعزیٰ کی عبادت کرو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس تکلیف میں بھی یہی کہتے: ''اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے۔'' ابن ہشام نے اسے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان کیا ہے۔

مَسئلہ 313 حضرت بلال رضی اللہ عنہ امیہ بن خلف لعنہُ اللہ کے وحشیانہ ظلم وستم کا مسلسل نشانہ بنتے رہے حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر اللہ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا۔

قَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ رَحِمَهُ اللّٰهُ مَرَّ بِهٖ أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْق رضي الله عنه يَوْمًا وَهُمْ يَصْنَعُوْنَ ذٰلِكَ بِهٖ ،فَقَالَ لِأُمَيَّةَ بْنِ خَلْفٍ : أَلَا تَتَّقِي اللّٰهِ فِيْ هٰذَا الْمِسْكِيْنِ ؟ حَتّٰى مَتٰى ؟ قَالَ :أَنْتَ الَّذِيْ أَفْسَدْتَهُ فَأَنْقِذْهُ مِمَّا تَرٰى ، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ رضي الله عنه: أَفْعَلُ ، عِنْدِيْ غُلَامٌ أَسْوَدَ أَجْلَدُ مِنْهُ وَأَقْوٰى

[1] كتاب الفضائل ، باب : من فضائل سلمان وبلال و صهيب رضي الله عنهم

عَلٰی دِیْنِکَ أُعْطِیْکَهُ،قَالَ قَدْ قَبِلْتُ، فَقَالَ هُوَ لَکَ،فَأَعْطَاهُ أَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ رضی اللہ عنہ غُلَامَهُ ذٰلِکَ وَأَخَذَهُ فَأَعْتَقَهُ. ذَکَرَهُ فِی سِیْرَةِ النَّبَوِیَّةِ. ❶

ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر گزر ہوا اور دیکھا کہ قریش مکہ انہیں ظلم وستم کا نشانہ بنارہے ہیں۔حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے اُمیہ بن خلف سے کہا:''کیا تو اس مسکین پرظلم کرتے ہوئے اللہ سے ڈرتانہیں،آخرکب تک اس پرظلم کرتے رہوگے؟'' اُمیہ کہنے لگا:''تم نے ہی اسے گمراہ کیا ہے،اسے ظلم سے بچانا چاہتے ہوتو بچالو۔''حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا''میں تیارہوں۔میرے پاس ایک غلام ہے،بلال سے زیادہ محنتی،زیادہ مضبوط اورقوی ہے اور تمہاراہم مذہب بھی ہے،میں وہ تجھے دیتا ہوں ۔(اور بلال تجھ سے لیتاہوں)امیہ نے کہا''مجھے منظور ہے۔''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا''اچھاوہ تیراہوگیا۔''امیہ نے اپناغلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حوالے کردیا،حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُس سے لےکرآزادکردیا۔یہ واقعہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔

مَسئلہ 314 رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی فقروفاقہ کی آزمائش سے دوچارہوئے۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَقَدْ أُخِفْتُ فِی اللّٰهِ وَمَایَخَافُ أَحَدٌ وَلَقَدْ أُوْذِیْتُ فِی اللّٰهِ وَلَمْ یُؤْذَ أَحَدٌ وَلَقَدْ أَتَتْ ثَلَاثُوْنَ مِنْ بَیْنِ یَوْمٍ وَّ لَیْلَةٍ وَمَالِی وَلِبَلَالٍ رضی اللہ عنہ طَعَامٌ یَأْکُلُهُ ذُوْکَبِدٍ اِلَّا شَیْءٌ یُوَارِیْهِ اِبْطُ بَلَالٍ رضی اللہ عنہ))رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ. ❷ (صحیح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''میں اللہ کی راہ میں اتناڈرایا گیاہوں کہ کوئی دوسرا اتنانہیں ڈرایا گیااورمیں اللہ کی راہ میں اتنی اذیت دیا گیا کہ اتنی اذیت کوئی دوسرانہیں دیا گیا۔مجھ پر تیس دن رات ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور بلال رضی اللہ عنہ کے لئے کھانے کی کوئی ایسی چیزمیسرنہیں تھی جسے انسان کھاسکےسوائے اس چیز کے جو بلال رضی اللہ عنہ کی بغل میں آجاتی۔''اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 315 مکہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ پرمظالم ڈھانے والے''ہزمیجسٹی'' اُمیہ بن خلف کوغزوہ بدرمیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں جہنم رسیدکیا۔

---

❶ الجزء الاول ، رقم الصفحة : 202 ناشر: دارالعربی . بیروت، لبنان.

❷ ابواب صفة القیامة، باب : 15 (2012/2)

قَالَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ : فَلَمَّا رَأٰهُ قَالَ: رَأْسَ الْكُفْرِ أُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ ، لَا نَجَوْتُ اِنْ نَجَا. قَالَ: قُلْتُ :أَيْ بِلَالُ رضی اللہ عنہ! أَبَا سِيْرِيٌّ، قَالَ: لَا نَجَوْتُ اِنْ نَجَا، قَالَ قُلْتُ: أَتَسْمَعُ يَابْنَ السَّوْدَاءِ ، قَالَ: لَا نَجَوْتُ اِنْ نَجَا ، قَالَ : ثُمَّ صَرَخَ بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ يَاأَنْصَارَ اللّٰهِ ! رأْسَ الْكُفْرِ أُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ، لَا نَجَوْتُ اِنْ نَجَا ،قَالَ: فَأَحَاطُوْابِنَا حَتّٰى جَعَلُوْنَا فِيْ مِثْلِ الْمُسْكَةِ،وَأَنَا أَذَبُّ عَنْهُ . قَالَ فَاخْلِفٌ رَجُلُ السَّيْفَ،فَضَرَبَ رَجُلٌ اِبْنَهٗ فَوَقَعَ ، وَصَاحَ أُمَيَّةَ صَيْحَةً مَاسَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ، قَالَ: فَقُلْتُ : انجُ بِنَفْسِکَ ، وَلَا نَجَاءَ بِکَ فَوَاللّٰهِ مَاأُغْنِیْ عَنْکَ قَالَ: فَهَبَرُوْهُمَا بِأَسْيَافِهِمْ ، حَتّٰى فَرَغُوْا مِنْهُمَا. ذَكَرَهٗ فِيْ سِيْرَةِ النَّبَوِيَّةِ❶

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب (جنگ کے بعد) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اُمیہ بن خلف کو (میری قید میں) دیکھا تو پکار اُٹھے ''کفر کا سر اُمیہ بن خلف! اب یہ زندہ رہے گا یا میں زندہ رہوں گا۔'' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا ''بلال (رضی اللہ عنہ)! اب یہ میرا قیدی ہے۔'' (اسے کچھ نہ کہنا) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پھر وہی بات کہی ''یہ زندہ رہے گا یا میں زندہ رہوں گا۔'' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے پھر کہا ''اے ابن سودا! میری بات سن رہے ہو؟'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پھر وہی بات کہی ''میں زندہ رہوں گا یا یہ زندہ رہے گا۔'' پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اونچی آواز سے کہا: ''اے اللہ کے انصار! (دیکھو) کفر کا سر اُمیہ بن خلف! یہ زندہ رہے گا یا میں زندہ رہوں گا۔'' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر لوگوں نے ہمیں کنگن کی طرح گھیرے میں لے لیا اور میں اُسے پکار رہا تھا، اتنے میں ایک آدمی نے تلوار کھینچ کر اُمیہ کے بیٹے (علی بن اُمیہ) کے پاؤں پر ماری اور وہ وہیں گر پڑا اور اُمیہ نے ایسی زور کی چیخ ماری کہ میں نے ایسی چیخ کبھی نہیں سنی۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اُمیہ سے کہا ''اب خود ہی اپنی جان بچاؤ، لیکن اب تو بچنے کی کوئی صورت نہیں، واللہ! اب میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا۔'' حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے دونوں باپ بیٹے کو اپنی تلواروں سے کاٹ کر رکھ دیا۔ اسے ابن ہشام نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ 316 فتح مکہ کے موقع پر حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت اللہ شریف میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

❶ الجزء الثانی، رقم الصفحة : 373 ناشر : دارالکتاب العربی، بیروت لبنان

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ وَمَعَهُ بَلَالٌ رضی اللہ عنہ وَ مَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتّٰى أَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ أُسَامَةُ وبِلَالٌ رضی اللہ عنہ وَ عُثْمَانُ فَمَكَثَ فِيْهَا نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا رضی اللہ عنہ وَرَاءَ الْبَابِ قَائِماً فَسَأَلَهُ أَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَشَارَ الْمَكَانَ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ فَنَسِيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلّٰى مِنْ سَجْدَةٍ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ❶

حضرت عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ بالائی مکہ کی سمت سے اپنی اونٹنی پر تشریف لائے۔آپ ﷺ کے پیچھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیٹھے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ حجبی (کلید بردار کعبہ) تھے۔آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی مسجد کے اندر بٹھائی اور عثمان بن طلحہ کو حکم دیا کہ بیت اللہ کی چابی لائے۔آپ ﷺ نے (اپنے دستِ مبارک سے) بیت اللہ شریف کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئے۔آپ ﷺ کے ساتھ حضرت اسامہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہما اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی داخل ہوئے اور دیر تک اندر ٹھہرے رہے۔جب (یہ تینوں حضرات) باہر تشریف لائے تو لوگ اندر داخل ہونے کے لئے بھاگے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سب سے پہلے داخل ہوئے۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے کے پیچھے کھڑا پایا اور اُن سے پوچھا ''رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز ادا کی ہے؟'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اشارہ سے وہ جگہ بتائی۔حضرت عبداللہ کہتے ہیں ''میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپ ﷺ نے کتنی رکعتیں ادا فرمائی ہیں؟'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 317 فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ شریف کی چھت پر چڑھ کر اذان دینے کا شرف بھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔

عَنْ هِشَامَ بْنِ عُرْوَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِلَالاً رضی اللہ عنہ عَامَ الْفَتْحِ فَأَذَّنَ عَلَى الْكَعْبَةِ لِيَغِيْظَ بِهِ الْمُشْرِكِيْنَ. ذَكَرَهُ فِي الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ. ❷

حضرت ہشام بن عُروہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبہ کے اوپر چڑھ کر اذان دو تا کہ مشرک اس سے جلیں۔ابنِ کثیر نے

❶ كتاب الجهاد والسير، باب ؛ الردف على الحمار

❷ الجزء الرابع، رقم الصفحة : 699 ناشر : دارالكتاب العربى، بيروت لبنان

اس کا ذکر البدایۃ والنہایۃ میں کیا ہے۔

مَسئلہ 318 غریب الدیار حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی ناراضی میں اللہ کی ناراضی ہے۔

عَنْ عَائِذِبْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ : أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَتَىٰ عَلٰى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَبِلَالٍ رضی اللہ عنہم فِيْ نَفَرٍ فَقَالُوْا: وَاللّٰهِ ! مَا أَخَذَتْ سُيُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰهِ مَأْخَذَهَا ـ قَالَ ـ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ: أَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَ سَيِّدِهِمْ ؟ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ ،فَقَالَ ﷺ: ((يَا أَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ! لَعَلَّكَ أَغْضَبْتَهُمْ ،لَئِنْ كُنْتَ أَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ أَغْضَبْتَ رَبَّكَ .)) فَأَتَاهُمْ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ يَا اِخْوَتَاه ! أَغْضَبْتُكُمْ ؟ قَالُوْ: لَا ،يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكَ،يَاأَخِيْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.❶

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت سلمان (فارسی) حضرت صہیب (رومی) اور حضرت بلال (حبشی) رضی اللہ عنہم چند دوسرے لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ آئے۔صحابہ نے آپس میں کہا ''اللہ کے اس دشمن کی گردن تک تلواریں ابھی نہیں پہنچیں ؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''کیا تم اس بوڑھے قریشی سردار کے بارے میں ایسی بات کہہ رہے ہو؟'' (شاید کسی وقت اسلام لے آئے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اس بات کی خبر دی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تو نے یہ کہہ کر ان لوگوں (یعنی حضرت سلمان،حضرت صہیب اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم) کو ناراض کر دیا۔اگر تو نے ان کو ناراض کیا تو گویا اپنے رب کو ناراض کیا۔'' چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس واپس آئے اور کہا ''اے بھائیو! میں نے تمہیں ناراض کیا (مجھے معاف کرنا) ان حضرات نے کہا ''ہمارے بھائی! ایسی کوئی بات نہیں ،اللہ آپ کو معاف فرمائے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 319 حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو رسولِ اکرم ﷺ نے جنت کی بشارت دی۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِبِلَالٍ رضی اللہ عنہ صَلَاةِ الْغَدَاةِ : ((يَا بِلَالُ ! حَدِّثْنِيْ بِأَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ عِنْدَكَ فِي الْإِسْلَامِ مَنْفَعَةً فَإِنِّيْ سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشَفَ نَعْلَيْكَ

❶ كتاب الفضائل ، باب : من فضائل سلمان وبلال و صهيب رضی اللہ عنہم

بَیْنَ یَدَ یَّ فِی الْجَنَّةِ ؟)) قَالَ بَلَالٌ رضی اللہ عنہ : مَا عَمِلْتُ عَمَلاً فِی الْاِسْلَامِ اَرْجٰی عِنْدِیْ مَنْفَعَةً مِنْ أَنِّیْ لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُوْراً تَامّاً فِیْ سَاعَةٍ مِّنْ لَیْلٍ وَلَا نَهَارٍ اِلَّا صَلَّیْتُ بِذٰلِکَ الطُّهُوْرِ مَا کَتَبَ اللّٰهُ لِیْ أَنْ أُصَلِّیَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز فجر کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''اے بلال! اسلام لانے کے بعد تمہارا وہ کون سا عمل ہے جس پر تمہیں بخشش کی بہت زیادہ امید ہو؟ آج رات میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تمہارے چلنے کی آواز سنی ہے۔'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''میں نے اس سے زیادہ امید افزا عمل تو کوئی نہیں کیا کہ دن رات میں جب بھی وضو کرتا ہوں، تو جتنی اللہ تعالیٰ کو منظور ہو نماز پڑھ لیتا ہوں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 320 حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خراج تحسین۔

عَنْ جَابِرِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ :کَانَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ أَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ سَیِّدُنَا وَأَعْتَقَ سَیِّدَنَا یَعْنِیْ بَلَالاً رضی اللہ عنہ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ. ❷

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ یوں فرمایا کرتے تھے: ''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہی ہمارے سردار حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کروایا ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْه

❁❁❁❁

---

❶ کتاب الفضائل ، باب : منقبة بلال رضی اللہ عنہ

❷ کتاب المناقب، باب : مناقب بلال بن رباح رضی اللہ عنہ

فَضُلُ سَيِّدِنَا خَبَّابِ بُنِ الْاَرَتِّ رضی اللہ عنہ

حضرت خباب بن اَرت رضی اللہ عنہ کے فضائل

مَسئله 321 حضرت خباب رضی اللہ عنہ بن ارت ''سابقون الاوّلون'' میں سے ہیں، اور ''سادس الاسلام'' کے لقب سے مشہور ہیں۔

قَالَ الْاِمَامُ ابْنُ الْجَوْزِيّ : يُكْنٰى أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَصَابَهُ سَبَاءُ فَبِيْعَ بِمَكَّةَ وَاشْتَرَتْهُ أُمُّ أَنْمَارٍ وَأَسْلَمَ قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَارَالْأَرْقَمِ وَقِيْلَ كَانَ سَادِسَ سِتَّةِ الْاِسْلَامِ. ذَكَرَهُ فِيْ صِفَةِ الصَّفْوَةِ❶

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ بن ارت کی کنیت ابوعبداللہ ہے، قومِ سباء کے لوگوں نے انہیں پکڑ لیا اور مکہ میں بیچ دیا۔ اُمّ انمار نے خریدا۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ اُس وقت اسلام لائے جب رسول اللہ ﷺ نے ابھی دارِارقم کو اپنا مرکز نہیں بنایا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اسلام لانے والے چھٹے آدمی ہیں۔ صفۃ الصفوہ میں اسے بیان کیا گیا ہے۔

مَسئله 322 حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو سزا دینے کے لئے مشرکینِ مکہ آگ جلاتے اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو آگ پر لٹا دیتے حتی کہ اُن کے جسم کی چربی اُسے بجھاتی۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ خَبَّابًا لَقِيَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ، فَقَالَ خَبَّابٌ رضی اللہ عنہ: يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی اللہ عنہ! اُنْظُرْ اِلٰى ظَهْرِيْ ، فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ مَارَأَيْتُ كَالْيَوْمِ ، قَالَ: أُوْقِدُوْا لِيْ نَارًا فَمَا أَطْفَأَهَا اِلَّا وَدَكُ ظَهْرِيْ. ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ. ❷

---

❶ الجزء الاول ، رقم الصفحة : 194

❷ صفة الصفوة ،الجزء الاول ، رقم الصفحة : 195ناشر : دارالمعرفة.بيروت، لبنان.

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے مشرکین کی طرف سے دی گئی تکلیفوں کے بارے میں پوچھا، تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! یہ میری پشت ملاحظہ فرمالیں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر فرمایا ''میں نے آج تک ایسی حالت کسی کی نہیں دیکھی۔'' حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا ''مشرک مجھے سزا دینے کے لئے آگ جلاتے (پھر اُس پر لٹا دیتے) اس آگ کو میری پشت کی چربی کے علاوہ کوئی چیز بجھانے والی نہیں تھی۔ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اسے بیان کیا ہے۔

وَعَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ خَبَّابٌ رضی اللہ عنہ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ وَكَانَ مِمَّنْ يُعَذَّبُ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ . ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيّ. ❶

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ اولین مہاجرین میں سے تھے اور اُن لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ کی راہ میں عذاب دیا گیا۔ اسے امام ابنِ جوزی نے بیان کیا ہے۔

مَسئلہ 323 حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے اپنے مالک عاص بن وائل کے اصرار کے باوجود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑنے سے انکار کر دیا۔

عَنْ خَبَّابٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ لِيْ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لِيْ لَنْ أَقْضِيَكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ،قَالَ فَقُلْتُ لَهُ : اِنِّيْ لَنْ أَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰى تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ ،قَالَ وَاِنِّيْ لَمَبْعُوْثٌ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ أَقْضِيْكَ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰى مَالٍ وَوَلَدٍ ،قَالَ: فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ :﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالاً وَّ وَلَدَا﴾ اِلٰى قَوْلِهِ: ﴿وَيَأْتِيْنَا فَرْداً﴾ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. ❷

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عاص بن وائل نے میرا قرض دینا تھا۔ میں اُس کے پاس گیا اور پیسوں کا تقاضا کیا۔ کہنے لگا ''میں اُس وقت تک تیرا قرض ادا نہیں کروں گا، جب تک تو (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار نہ کرے۔'' میں نے اسے کہا ''اگر تو مر کر دوبارہ زندہ ہو تب بھی میں ہرگز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کروں گا۔'' عاص کہنے لگا ''اچھا، تو مرنے کے بعد جب میں اٹھوں گا تو پھر تمہارا قرض ادا کر دوں گا، جب مجھے میرا مال اور اولاد ملیں گے۔'' تب یہ آیت نازل ہوئی ''کیا تو نے دیکھا اُس آدمی کو جس نے

❶ صفة الصفوة ،الجزء الاول ، رقم الصفحة : 195 ناشر: دار المعرفة.بيروت، لبنان.

❷ كتاب صفات المؤمنين ، باب : صفة الجنة والنار

کفر کیا ہماری آیات کا، اور کہا میں ضرور دیا جاؤں گا مال اور اولاد۔ کیا یہ غیب کی باتوں سے آگاہ ہے یا اس نے رحمٰن سے کوئی وعدہ لے رکھا ہے؟ ہرگز نہیں! جو کچھ یہ کہہ رہا ہے، اُسے ہم لکھ رہے ہیں اور اُس کے عذاب میں ہم مسلسل اضافہ کرتے رہیں گے۔ جس مال و دولت کا وہ دعویٰ کرتا ہے، اُس کے وارث تو ہم ہیں اور یہ تنہا ہماری بارگاہ میں حاضر ہوگا۔'' (سورۃ مریم، آیت 77-80) اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 324 اسلام کے لئے شدید مصائب و آلام برداشت کرنے والے حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ مبارک پر مزید مصائب و آلام برداشت کرنے کے لئے سرِ تسلیم خم کر دیا۔

عَنْ خَبَّابٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَهُوَ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْتُ : أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ ؟ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ فَقَالَ ﷺ : ((لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمِشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ مِنْ عِظَامِهِ مَنْ لَحْمٍ أَوْعَصَبٍ مَا يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَيُوْضَعُ الْمِنْشَارُ عَلٰى مَفْرَقِ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَايَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَلَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَاالْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَ مَوْتَ مَايَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ❶

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ (کی دیوار) کے سائے میں ایک چادر پر تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ ہمیں اُس زمانہ میں مشرکین کی طرف سے شدید مصائب کا سامنا تھا۔ میں نے عرض کی ''آپ اللہ سے دعا نہیں فرماتے؟'' (اللہ ان مصائب سے ہمیں نجات عطا فرمائے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (تکیہ چھوڑ کر) سیدھے بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں جن کے گوشت اور پٹھوں میں ہڈیوں تک لوہے کی کنگھیوں سے کنگھی کی جاتی، اس کے باوجود وہ اپنے دین سے نہیں پھرے؛ اُن کے سر پر آرا چلایا جاتا اور دو ٹکڑے کر دیئے جاتے مگر وہ اپنے دین سے نہ پھرے۔ اللہ تعالیٰ اس دین کو ضرور غلبہ عطا فرمائے گا، یہاں تک کہ ایک شخص (یمن کے شہر) صنعاء سے حضر موت تک کا سفر کرے گا اور اُسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

❶ كتاب المناقب ، ما لقي النبي ﷺ وأصحابه رضی اللہ عنہم عن المشركين بمكة

مَسئلہ 325 حضرت خباب رضی اللہ عنہ مکی زندگی میں لوگوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 306 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 326 حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا مرض الموت میں مال جمع ہونے پر اظہارِ افسوس!

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی خَبَّابٍ رضی اللہ عنہ وَقَدِ اكْتَوٰی سَبْعاً فَقَالَ: لَوْ لَا أَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : لَا يَتَمَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ ، لَتَمَنَّيْتُهُ وَلَقَدْ رَأَيْتُنِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا أَمْلِكُ دِرْهَماً وَإِنَّ فِیْ جَانِبِ بَيْتِیْ أَلْآنَ أَرْبَعِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ ❶ (صحيح)

حضرت حارثہ بن مضرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، انہوں نے سات جگہ (علاج کے لئے) داغ لگوایا تھا۔ فرمانے لگے ''اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سُنا ہوتا کہ تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے، تو میں موت کی تمنا کرتا۔'' رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں میرے پاس ایک درہم بھی نہیں تھا اور آج میرے گھر میں اس وقت بھی چالیس ہزار درہم پڑے ہیں۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 327 حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عاجزی اور انکسار!

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ خَبَّابًا رضی اللہ عنہ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَقَالُوْا أَبْشِرْ يَا أَبَا عَبْدَاللّٰهِ رضی اللہ عنہ! إِخْوَانُكَ تَقْدَمُ عَلَيْهِمْ غَدًا ، فَبَكٰی وَقَالَ :أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ بِیْ جَزَعٌ وَلٰكِنْ ذَكَّرْتُمُوْنِیْ أَقْوَامًا وَسَمَّيْتُمْ لِیْ إِخْوَانًا وَإِنَّ أُولٰئِكَ مَضَوْا بِأُجُوْرِهِمْ كَمَا هِیَ وَ إِنِّیْ أَخَافُ أَنْ يَّكُوْنَ ثَوَابَ مَا تَذْكُرُوْنَ مِنْ تِلْكَ الْأَعْمَالِ مَا أُوْتِيْنَا بَعْدَهُمْ. ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ. ❷

---

❶ 396/6 تحقيق شعيب الارناؤوط(27219/45)

❷ صفة الصفوة ،الجزء الاول ، رقم الصفحة : 195 ناشر : دار المعرفة. بيروت، لبنان.

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (مرض الموت میں) اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے آئے اور کہنے لگے "ابوعبداللہ (حضرت خباب کی کنیت) خوش ہوجاؤ! تم اب عنقریب پہلے سے رخصت ہونے والے بھائیوں سے ملنے والے ہو۔" حضرت خباب رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے اور کہنے لگے "میں موت سے نہیں ڈرتا، بلکہ جن لوگوں کا تم نے ذکر کیا ہے اور جنہیں میرا بھائی قرار دیا ہے، انہوں نے تو یقیناً اپنا اجر پالیا ہوگا، لیکن میں ڈرتا ہوں کہ اُن کے رخصت ہونے کے بعد جو دنیا کی نعمتیں ہمیں دی گئیں کہیں وہ ہمارے اعمال کے اجر و ثواب میں شمار نہ کر لی جائیں۔ اسے امام ابنِ جوزی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْه

✡✡✡

فَضْلُ سَيِّدِ نَاعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فضائل

مَسئلہ 328 بنومخزوم (ابوجہل کا قبیلہ) کے لوگ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، اُن کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ اور اُن کی والدہ حضرت سُمیہ رضی اللہ عنہا کو اسلام قبول کرنے کے جرم میں مکہ کی شدید گرم ریت پر لٹا دیتے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس حال میں دیکھا تو جنت کی بشارت دی۔

قَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ رَحِمَهُ اللّٰهُ : كَانَتْ بَنُوْ مَخْزُوْمٍ يَخْرُجُوْنَ بِعَمَّارِبْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ، وَبِأَبِيْهِ وَأُمِّهِ وَكَانُوْا أَهْلَ بَيْتِ اِسْلَامٍ ، اِذَاحَمِيَتِ الظَّهِيْرَةُ ، يُعَذِّبُوْنَهُمْ بِرَمْضَاءِ مَكَّةَ ، فَيَمُرُّ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَيَقُوْلُ فِيْمَا بَلَغَنِيْ :((صَبْراً آلَ يَاسِرٍ! مَوْعِدُكُمُ الْجَنَّةُ)) فَأَمَّا أُمُّهُ فَقَتَلُوْهَا، وَهِيَ تَأْبٰى اِلَّاالْاِسْلَامَ. ذَكَرَهُ فِيْ سِيْرَةِ النَّبَوِيَّةِ. ❶

ابنِ اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں قبیلہ بنومخزوم کے لوگ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، اُن کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ اور اُن کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو اسلام لانے کے جرم میں دوپہر کی چلچلاتی دھوپ میں نکالتے اور مکہ کی شدید گرم ریت پر (لٹا کر) انہیں عذاب دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُدھر سے گزر ہوا تو اُن پر ظلم ہوتا دیکھ کر ارشاد فرمایا ''آلِ یاسر! صبر کرو۔ تمہارے ساتھ جنت کا وعدہ ہے۔'' حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ رضی اللہ عنہا کو تو انہوں نے شہید کر ڈالا۔ وہ کفر کا مسلسل انکار کرتی رہیں اور اسلام پر ثابت قدم رہیں۔ اسے ابن ہشام نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے آل یاسر، بنومخزوم کے غلام تھے۔

مَسئلہ 329 حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا خاندان ''سابقون الاولون'' میں سے ہے۔

مَسئلہ 330 آلِ یاسر کے تمام افراد اسلام قبول کرنے کے جرم میں ظلم وستم کا نشانہ

❶ الجزء الاول ،رقم الصفحة : 203ناشر : دارالکتاب العربی، بیروت،لبنان.

بنائے گئے۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 311 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئله 331 حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ''نفسِ مطمئنہ'' رکھنے والے مومن تھے۔

عَنْ أَبِیْ عُبَیْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ یَا سِرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ : أَخَذَ الْمُشْرِکُوْنَ عَمَّارَ بْنَ یَاسِرٍ رضی اللہ عنہ فَلَمْ یَتْرُکُوْهُ حَتّٰی سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ وَذَکَرَ آلِهَتَهُمْ بِخَیْرٍ ثُمَّ تَرَکُوْهُ فَلَمَّا أَتَی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا وَرَآءَ کَ؟)) قَالَ: شَرٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! مَا تَرَکْتُ حَتّٰی نِلْتُ مِنْکَ وَذَکَرْتُ آلِهَتَهُمْ بِخَیْرٍ قَالَ ﷺ: ((کَیْفَ تَجِدُ قَلْبَکَ ؟)) قَالَ: مُطْمَئِنًّا بِالْإِیْمَانِ قَالَ ﷺ: ((اِنْ عَادُوْا فَعُدْ)) رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ. ❶

حضرت ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مشرکوں نے پکڑ لیا اور اُس وقت تک نہ چھوڑا جب تک انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو گالی نہ دی اور اُن کے معبودوں کا بھلائی سے تذکرہ نہ کیا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا ''کیا ہوا؟'' حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''بہت بُرا ہوا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اُس وقت تک نہیں چھوڑا گیا جب تک میں نے آپ ﷺ کے بارے میں نازیبا کلمات نہیں کہے اور اُن کے معبودوں کی تعریف نہیں کی۔'' آپ ﷺ نے پوچھا ''اپنے دل کی کیا کیفیت محسوس کرتے ہو؟'' حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''ایمان پر پوری طرح مطمئن ہے۔'' تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اگر مشرک دوبارہ ایسا کہیں تو تو بھی ایسے ہی کہہ دینا۔'' اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 332 حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہر کام میں زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرنے کی کوشش فرماتے۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: کُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارُ بْنُ یَاسِرٍ رضی اللہ عنہ یَحْمِلُ لَبِنَتَیْنِ لَبِنَتَیْنِ ،قَالَ: فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ یَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَیَقُوْلُ ﷺ: ((یَاعَمَّارُ رضی اللہ عنہ! أَلَا تَحْمِلُ لَبِنَةً کَمَا یَحْمِلُ اَصْحَابُکَ ؟)) قَالَ : اِنِّیْ أُرِیْدُ الْأَجْرَ مِنَ اللّٰهِ . رَوَاهُ اَحْمَدُ. ❷ (صحیح)

---

❶ کتاب المرتد ، باب : المکره علی الردة

❷ 91/3 تحقیق شعیب الارناؤوط (11861/18)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (مسجدِ نبوی کی تعمیر میں) ہم ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے جب کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے جسم سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمایا ''عمار رضی اللہ عنہ! جس طرح تمہارے ساتھی ایک ایک اینٹ اٹھا رہے ہیں ،اسی طرح تم بھی ایک ایک اینٹ اٹھاؤ؟'' حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ تعالیٰ سے (زیادہ) اجر چاہتا ہوں''۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 333 حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے دشمنی کرنے والے سے اللہ تعالیٰ دشمنی رکھتا ہے، اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والے سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے۔

عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ كَلَامٌ، فَأَغْلَظْتُ لَهُ فِي الْقَوْلِ، فَانْطَلَقَ عَمَّارٌ رضی اللہ عنہ يَشْكُوْنِيْ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَجَاءَ خَالِدٌ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَشْكُوْهُ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: فَجَعَلَ يُغْلِظُ لَهُ وَلَا يَزِيْدُهُ إِلَّا غِلْظَةً، وَالنَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم سَاكِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ، فَبَكَى عَمَّارٌ رضی اللہ عنہ وَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! أَلَا تَرَاهُ؟ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَأْسَهُ وَقَالَ: ((مَنْ عَادٰى عَمَّاراً، عَادَاهُ اللّٰهُ، وَمَنْ أَبْغَضَ عَمَّاراً رضی اللہ عنہ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ)) قَالَ خَالِدٌ رضی اللہ عنہ: فَخَرَجْتُ، فَمَا كَانَ شَيْءٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ رِضَا عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ، فَلَقِيْتُهُ فَرَضِيَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ. ❶ **(صحیح)**

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے درمیان کوئی بات تھی۔ میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو تلخ ترش بات کہہ دی۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ میری شکایت لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں شکوہ شروع کر دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے زیادہ سخت باتیں کیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی سے سنتے رہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سن رہے ہیں''؟ (خالد مجھے کیا کہہ رہے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا اور فرمایا ''جو عمار رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھے گا، اللہ اُس سے دشمنی رکھیں گے اور جو عمار رضی اللہ عنہ سے بغض رکھے گا اللہ اُس سے بغض رکھیں گے۔'' حضرت خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (یہ سن کر) میں باہر نکل آیا اور اس کے بعد عمار رضی اللہ عنہ کی خوشنودی سے بڑھ کر مجھے کوئی چیز محبوب نہ رہی۔ میں حضرت عمار

❶ 90/4 تحقیق شعیب الارناؤوط (16814/28)

رضی اللہ عنہ سے ملا اور وہ مجھ سے راضی ہو گئے۔اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 334 رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے مکمل مومن ہونے کی گواہی دی۔

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مُلِئَ عَمَّارٌ رضی اللہ عنہ اِيْمَانًا اِلٰى مُشَاشِهٖ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.[1] (صحیح)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے سنا ہے کہ ''حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے ایمان کا برتن کناروں تک بھرا ہوا ہے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 335 حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو رسولِ اکرم ﷺ نے ''پاکیزہ اور مصفا'' کا لقب عطا فرمایا۔

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ يَسْتَأْذِنُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((اِئْذَنُوْا لَهٗ مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.[2] (صحیح)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اُسے اجازت دے دو،خوش آمدید،اے پاکیزہ اور مصفا انسان۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 336 حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پناہ دی۔

عَنْ عَلْقَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ : اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَاَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ فَاِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ ، قُلْتُ : مَنْ هٰذَا ؟ قَالُوْا : اَبُو الدَّرْدَاءِ ، فَقُلْتُ اِنِّيْ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِيْ ، قَالَ: مِمَّنْ اَنْتَ ؟ قُلْتُ : مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ ، قَالَ : اَوَلَيْسَ عِنْدَكُمْ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبِ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادِ وَالْمِطْهَرَةِ وَ فِيْكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطٰنِ يَعْنِيْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ ﷺ اَوَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهٗ اَحَدٌ غَيْرُهٗ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[3]

---

[1] ابواب فضائل اصحاب رسول ﷺ ، باب :فضل عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

[2] ابواب المناقب ، باب : مناقب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ (2986/3)

[3] کتاب المناقب ، باب مناقب عمار رضی اللہ عنہ و حذیفة رضی اللہ عنہ

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں (کوفہ سے) شام آیا، (مسجد میں) دو رکعتیں ادا کی اور دعا مانگی ''یا اللہ! کسی نیک آدمی کی رفاقت عطا فرما۔'' میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو دیکھا تو میں بھی ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا اتنے میں ایک بوڑھا شخص میرے پہلو میں آ کر بیٹھ گیا۔ میں نے (لوگوں سے) پوچھا ''یہ کون صاحب ہیں؟'' لوگوں نے بتایا ''یہ ابو درداء ہیں۔'' میں نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا ''میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی یا اللہ مجھے کوئی نیک ساتھی عطا فرما، اللہ نے آپ کو میرے پاس بھیج دیا۔'' حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ پوچھنے لگے ''آپ کون ہیں؟'' میں نے کہا ''میں کوفہ کا رہنے والا ہوں۔'' حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ''کیا تمہارے پاس ام عبد کے بیٹے (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتا اٹھانے والے، تکیہ اٹھانے والے اور وضو کے پانی کا برتن اٹھانے والے مشہور ہیں؟ اور کیا تمہارے درمیان وہ نہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے شیطان سے پناہ دے رکھی ہے (یعنی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ) اور کیا تمہارے درمیان وہ صاحب نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز سے واقف تھے، جسے ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا تھا (یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ)۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 337 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے راہنمائی لینے کا حکم دیا ہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنَّا جُلُوْساً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((اِنِّيْ لَا أَدْرِيْ مَا قَدْرُ بَقَائِيْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ ،وَأَشَارَ اِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما، وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ،وَمَاحَدَّثَكُمُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ فَصَدِّقُوْهُ.))رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.[1] **(صحيح)**

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مجھے معلوم نہیں کہ میں کب تک تمہارے درمیان موجود ہوں۔ میری وفات کے بعد ان دو حضرات کی اقتداء کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کیا اور پھر فرمایا'' عمار رضی اللہ عنہ کی راہ نمائی میں چلنا اور جو حدیث (حضرت) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کریں، اُس کی تصدیق کرنا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

---

[1] ابواب المناقب ، باب : مناقب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ (2988/3)

مَسئله 338 جنگِ یمامہ میں مسلمانوں نے کمزوری دکھائی تو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ایک چٹان پر کھڑے ہوکر مسلمانوں کو زبردست جوش دلایا اور اس کے بعد خود بھی گھمسان کی جنگ میں کود پڑے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ : رَأَيْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ يَوْمَ الْيَمَامَةِ عَلٰى صَخْرَةٍ وَقَدْ أَشْرَفَ يَصِيحُ يَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ ! أَمِنَ الْجَنَّةِ تَفِرُّوْنَ ؟ أَنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ، أَمِنَ الْجَنَّةِ تَفِرُّوْنَ ؟ أَنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ،هَلُمَّ اِلَيَّ وَأَنَا أَنْظُرُ اِلٰى أُذُنِهٖ قَدْ قُطِعَتْ فَهِيَ تَذَبْذَبُ وَهُوَ يُقَاتِلُ أَشَدَّ الْقِتَالَ . رَوَاهُ الْحَاكِمُ. ❶ (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے یمامہ کی جنگ میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو ایک بلند چٹان پر کھڑے دیکھا ، وہ للکار رہے تھے ''اے لشکرِ اسلام! کیا تم جنت سے بھاگ رہے ہو؟ دیکھو! میں ہوں عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہ)، کیا تم جنت سے بھاگ رہے ہو؟ دیکھو! میں ہوں عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہ)، آؤ میری طرف آؤ۔'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے کٹے ہوئے کان کو دیکھ رہا تھا جو (زمین پر پڑا ہوا) پھڑک رہا تھا اور وہ خود گھمسان کی لڑائی لڑ رہے تھے۔'' اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 339 جنت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی منتظر ہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 218 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْه

❶ 385/3 تحقيق ابو عبدالله عبدالسلام حلوش (5708/4)

فَضْلُ سَيِّدِ نَا مِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو (الْاَسْوَدِ) رضی اللہ عنہ

حضرت مقداد بن عمرو (الاسود) رضی اللہ عنہ کے فضائل ❶

مَسئلہ 340 حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سابقون الاولون صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔

مَسئلہ 341 اسلام قبول کرنے کے جرم میں مشرکین مکہ حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کو مکہ کی شدید گرم ریت پر لٹا دیتے لیکن حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے ایمان پر بڑی پامردی سے ثابت قدم رہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 311 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 342 ہجرت کے بعد حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں پر فقر و فاقہ کا ایک ایسا دور آیا کہ اُن کی سماعت اور بصارت دونوں جاتی رہیں۔

عَنِ الْمِقْدَادِ رضی اللہ عنہ قَالَ أَقْبَلْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ لِيْ وَ قَدْ ذَهَبَتْ أَسْمَاعُنَا وَأَبْصَارُنَا مِنَ الْجَهْدِ فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ أَنْفُسَنَا عَلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ يَقْبَلُنَا فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَانْطَلَقَ بِنَا اِلٰى أَهْلِهِ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ. ❷

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اور میرے دو ساتھی (مدینہ) آئے اور (فاقہ کی وجہ سے) ہماری سماعت اور بصارت کی قوت جاتی رہی۔ ہم (کھانے کی غرض سے) اپنے آپ کو اصحاب رسول ﷺ کے

---

❶ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عمرو تھا۔ یمن کے رہنے والے تھے۔ عنفوان شباب میں کسی آدمی سے جھگڑا ہوا تو اسے تلوار سے زخمی کر دیا اور وہاں سے اہل خانہ سمیت بھاگ کر مکہ آ گئے، جہاں اسود بن عبد یغوث سے حلیفانہ تعلقات قائم کر لئے۔ جلد ہی اپنی شجاعت اور بہادری کی وجہ سے اسود بن عبد یغوث کے منظور نظر بن گئے اور اسود نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا اور یوں حضرت مقداد، مقداد بن عمرو کے بجائے مقداد بن اسود کے نام سے مشہور ہو گئے۔

❷ کتاب الاشربه ، باب : اکرام الضیف

سامنے پیش کرتے لیکن کوئی بھی ہمیں قبول نہ کرتا۔آخر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں (کھلانے پلانے کے لئے) اپنے گھر لے آئے۔اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 343 **غزوہ بدر سے قبل حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ایسا ولولہ انگیز خطاب فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی سے تمتما اٹھا۔**

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷜ يَقُوْلُ : شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ ﷜ مَشْهَداً لَاَنْ أَكُوْنَ صَاحِبَهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهٖ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَدْعُوْ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ : لَا نَقُوْلُ كَمَاقَالَ قَوْمُ مُوْسٰى اِذْهَبْ أَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفِكَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا ایک ایسا کارنامہ دیکھا ہے جسے حاصل کرنا میرے لئے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے۔وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اُس وقت حاضر ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (غزوہ بدر سے پہلے) مشرکوں کے لئے بددعا فرمارہے تھے۔حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''ہم موسیٰ کی قوم کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں کہیں گے کہ تو اور تیرا رب جائے اور لڑیں۔ہم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے ہرطرف سے لڑیں گے۔'' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''میں نے ان الفاظ کے بعد دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی سے تمتما اٹھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسرور ہو گئے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 344 **حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ غزوہ بدر سے لے کر غزوہ تبوک تک تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔**

قَالَ الْاِمَامُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ وَشَهِدَ بَدْرًا وَ أُحُدًاوَالْمَشَا هِدَ كُلَّهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ .ذَكَرَهُ فِيْ صِفَةِ الصَّفْوَةِ. [2]

حضرت امام ابن جوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر و اُحد میں بھی شریک تھے۔اور اُس کے بعد تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔یہ صفۃ الصفوۃ میں مذکور

---

[1] کتاب المغازی ،باب: قول اللّٰہ تعالیٰ اذ تستغیثون ربکم

[2] الجزء الاول، رقم الصفحة : 193

ہے۔

مَسئلہ 345 حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی نے عہدِ نبوی پانے کی تمنا کی تو حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سخت ناراض ہوئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی تکالیف برداشت کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 29 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 346 حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کی عاجزی اور انکسار۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ الْمِقْدَادَ رضی اللہ عنہ عَلٰى سَرِيَّةٍ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ ﷺ لَهُ ((أَبَا مَعْبَدٍ رضی اللہ عنہ! كَيْفَ وَجَدْتَّ الْإِمَارَةَ ؟)) قَالَ: كُنْتُ أُحْمَلُ وَأُوضَعُ حَتّٰى رَأَيْتُ أَنَّ لِيْ عَلَى الْقَوْمِ فَضْلاً، قَالَ ﷺ: ((هُوَ ذَاكَ، فَخُذْ أَوْ دَعْ)) قَالَ : وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَتَأَمَّرُ عَلَى اثْنَيْنِ أَبَداً. ذَكَرَهُ فِيْ صِفَةِ الصَّفْوَةِ. [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو ایک سریہ پر روانہ فرمایا۔ جب حضرت مقداد رضی اللہ عنہ واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ''ابو معبد رضی اللہ عنہ! امارت کیسی رہی؟'' حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''میری خوب خدمت خاطر کی گئی، حتی کہ مجھے محسوس ہوا کہ میں دوسروں سے برتر ہوں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! بات تو ایسی ہی ہے، لہٰذا جی چاہے تو امیر بنو چاہو تو نہ بنو۔'' حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''اُس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، آئندہ میں کبھی دو آدمیوں پر بھی امیر نہیں بنوں گا۔'' امام ابن جوزی نے اسے صفۃ الصفوۃ میں بیان کیا ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْه

***

[1] الجزء الاول ، رقم الصفحة :194

فَضُلُ سَيِّدِ نَا عُمَيْرِبُنِ أَبِيُ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ

حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل

مَسئله 347 کم سن عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شرکت کی اجازت نہ ملنے پر رونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمادی۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : رَأَيْتُ أَخِيْ عُمَيْرَبْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ ـ قَبْلَ أَنْ يُّعْرِضَنَا رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ لِلْخُرُوْجِ اِلٰى بَدْرٍ ـ يَتَوَارٰى فَقُلْتُ : مَا لَكَ يَاأَخِيْ ؟ فَقَالَ : اِنِّيْ أَخَافُ أَنْ يَّرَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ فَيَسْتَصْغِرُنِيْ فَيَرُدُّنِيْ ، وَأَنَا أَحَبُّ الْخُرُوْجَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِي الشَّهَادَةَ ، قَالَ فَعُرِضَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَصْغَرَهُ ، فَقَالَ ((اِرْجِعْ !)) فَبَكٰى عُمَيْرٌ ، فَاَجَازَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. ذَكَرَهُ فِيْ صفة الصَّفْوَةِ. [1]

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے باپ (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ بدر پر روانگی سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کا معائنہ فرمارہے تھے۔ میں نے اپنے بھائی عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو چھپتے دیکھا تو میں نے پوچھا ''کیوں چھپ رہے ہو؟'' عمیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے ''مجھے ڈر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ لیں گے اور چھوٹا سمجھ کر لوٹا دیں گے جبکہ میں جہاد کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمادیں۔'' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اُسے چھوٹا سمجھ کر پلٹا دیا۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ رونے لگے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عنایت فرمادی۔ امام ابن جوزی نے اسے صفۃ الصفوۃ میں ذکر کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام ہیں اور اپنے دو بھائیوں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔

مَسئله 348 حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے گلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے تلوار حمائل فرمائی۔

---

[1] الجزء الاول ، رقم الصفحة :180 ، مطبوعه دار المعرفة ، بيروت

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہما عَنْ أَبِيهِ قَالَ : عُرِضَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَيْشُ بَدْرٍ فَرَدَّ عُمَيْرَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ فَبَكٰى عُمَيْرٌ رضی اللہ عنہ فَأَجَازَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَقَدَ عَلَيْهِ حَمَائِلَ سَيْفِهِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ.[1]

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہما اپنے باپ (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جیشِ بدر کا معائنہ فرمایا، تو عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو (کم سنی کی وجہ سے) نکال دیا۔ وہ رونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے (اُن کا جذبۂ ایمانی دیکھ کر) اجازت دے دی اور (اپنے دستِ مبارک سے) عمیر رضی اللہ عنہ کی تلوار اُن کے گلے میں باندھی۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 349 حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کفار کے نامی گرامی جنگجو عمرو بن عبدوُد کے ہاتھوں خلعتِ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

قَالَ سَعْدٌ رضی اللہ عنہ فَكُنْتُ أَعْقِدُ لَهُ حَمَائِلَ سَيْفِهِ مِنْ صِغْرِهِ وَهُوَ ابْنُ سِتَّ عَشَرَ سَنَةً ، فَقَتَلَهُ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ وُدٍّ. ذَكَرَهُ فِيْ صِفَةِ الصَّفْوَةِ.[2]

حضرت سعد رضی اللہ عنہ (بن ابی وقاص) کہتے ہیں کہ عمیر رضی اللہ عنہ کی عمر چھوٹی ہونے کی وجہ سے میں (بار بار) تلوار اُس کے گلے میں باندھتا تھا۔ غزوۂ بدر میں شرکت کے وقت اُس کی عمر سولہ سال تھی اور اُسے عمرو بن عبدوُد نے شہید کیا تھا۔ امام ابن جوزی نے اسے صفۃ الصفوۃ میں بیان کیا ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْه

❖❖❖

---

[1] 188/3 تحقيق أبوعبدالله عبدالسلام حلوش (4916/4)

[2] الجزء الاول ، رقم الصفحة :180

فَضْلُ سَيِّدِ نَامُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ رضی اللہ عنہ

حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے فضائل

مَسئلہ 350 حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سابقون الاولون میں سے ہیں۔

مَسئلہ 351 شہزادوں کی سی زندگی بسر کرنے والے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو فقر وفاقہ اور قید وبند کی مصیبتیں برداشت کرنا پڑیں لیکن اُن کے پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی۔

مَسئلہ 352 حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو دومرتبہ ہجرتِ حبشہ کا اِعزاز حاصل ہوا۔

مَسئلہ 353 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ ہجرت سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے بے شمار لوگ مسلمان ہوئے۔

قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ الْجَوْزِيّ رَحِمَهُ اللّٰهُ : دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَارَالْأَرْقَمِ ، وَكَتَمَ اِسْلَامَهُ وَكَانَ يَخْتَلِفُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِرًّا، فَلَمَّا عَلِمُوْا بِهِ حَبَسُوْهُ فَلَمْ يَزَلْ مَحْبُوْساً حَتّٰى خَرَجَ اِلٰى أَرْضِ الْحَبَشِ فِي الْهِجْرَةِ الاُوْلٰى ، ثُمَّ خَرَجَ فِي الْهِجْرَةِ الثَّانِيَةِ ،وَكَانَ أَنْعَمَ النَّاسِ عَيْشاً قَبْلَ اِسْلَامِهِ ،فَلَمَّاأَسْلَم. زَهِدَ فِي الدُّنْيَا فَتَحَسُّفَ جِلْدُهُ تَحَسُّفَ الْحَيَّةِ، وَ بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْمَدِيْنَةِ بَعْدَ أَنْ بَايَعَ الْأَنْصَارَ الْبَيْعَةَ الْأُوْلٰى يُفَقِّهُهُمْ وَيُقْرِئُهُمُ الْقُرْآنَ ، وَكَانَ يَأْتِيهِمْ فِيْ دُوْرِهِمْ فَيَدْعُوْهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ ، فَأَسْلَمَ مِنْهُمْ خَلْقٌ كَثِيْرٌ وَ فَشَا الْإِسْلَامُ فِيْهِمْ. ذَكَرَهُ فِيْ صِفَةِ الصَّفْوَةِ. ❶

امام ابن جوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ دارِارقم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

❶ الجزء الاول ، رقم الصفحة :178 مطبوعه دارالمعرفة ، بيروت

خدمت میں حاضر ہوئے (اور اسلام لائے) اپنے اسلام کو (ابتداءً) پوشیدہ رکھا۔ جب مشرکین کو حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا علم ہوا تو انہیں قید کر دیا۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ مسلسل قید میں پڑے رہے، حتی کہ پہلی ہجرتِ حبشہ کے موقع پر حبشہ چلے گئے (ایک دفعہ واپس آئے تو) دوبارہ حبشہ ہجرت کرنا پڑی۔ اسلام لانے سے قبل حضرت مصعب رضی اللہ عنہ سب لوگوں میں سے زیادہ ناز و نعم کی زندگی بسر کرنے والے تھے، لیکن جب اسلام لے آئے تو دنیاوی عیش و عشرت کو خیر باد کہہ دیا۔ اور پھر (نرم و نازک) حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی جلد اس طرح جھڑ گئی جس طرح سانپ کی کینچلی اُتر جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بیعتِ عقبہ کے بعد حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو مدینہ بھیج دیا تاکہ نومسلموں کو قرآن پڑھائیں اور سمجھائیں۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ لوگوں کے گھروں میں جاتے اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے (جس کے نتیجہ میں) بے شمار لوگ مسلمان ہوئے، اور اسلام کی اشاعت ہوئی۔ امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے اسے صفۃ الصفوۃ میں بیان کیا ہے۔

مَسئلہ 354 **حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دنیاوی عیش و عشرت اور ناز و نعم ترک کیے۔**

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ : نَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ اِلٰى مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ رضی اللہ عنہ مُقْبِلاً وَعَلَيْهِ اِهَابُ كَبْشٍ قَدْ تَنَطَّقَ بِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَاالرَّجُلِ الَّذِيْ قَدْ نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ، لَقَدْ رَأَيْتُهٗ بَيْنَ أَبَوَيْهِ يَغْذُوَانِهٖ بِأَطْيَبِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ ، فَدَعَاهُ حُبُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى مَاتَرَوْنَ)) . ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ. ❶

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اس حال میں آتے ہوئے دیکھا کہ انہوں نے مینڈھے کی کھال سے اپنے جسم کو ڈھانپ رکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرکے) فرمایا ''اس آدمی کو دیکھو جس کے دل کو اللہ نے (اسلام کے نُور سے) منور کیا ہے۔ میں نے اس کے والدین کو اسے بہترین کھانا کھلاتے اور پلاتے دیکھا ہے، اور اس نے اسے اللہ اور اُس کے رسول کی محبت میں اسے ترک کیا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔'' اسے امام ابن جوزی نے بیان کیا ہے۔

❶ صفة الصفوة الجزء الأول، رقم الصفحة : 179

مَسئلہ 355 بیعتِ عقبہ اولیٰ کے بعد انصارِ مدینہ کو قرآن پڑھانے اور اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا۔

قَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ رَحِمَهُ اللّٰهِ : فَلَمَّا انْصَرَفَ عَنْهُ الْقَوْمُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُمْ مُصْعَبُ ابْنُ عُمَيْرٍ رضی اللہ عنہ وَأَمَرَهُ ((أَنْ يُقْرِئَهُمُ الْقُرْآنَ وَيُعَلِّمَهُمُ الْإِسْلَامَ وَيُفَقِّهَهُمْ فِي الدِّيْنِ)) فَكَانَ يُسَمَّى الْمُقْرِئَ بِالْمَدِيْنَةِ مُصْعَبُ وَكَانَ مَنْزِلُهُ عَلٰى أَسْعَدِ بْنِ زُرَارَةَ رضی اللہ عنہ. ذَكَرَهُ فِيْ سِيْرَةِ النَّبَوِيَّةِ. [1]

ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں جب (مدینہ کے لوگ بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد) لوٹنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ ''وہ انصارِ مدینہ کو قرآن پڑھائیں، اسلام سکھائیں اور اُن میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا کریں۔'' وہاں انہیں ''مدینہ کا مقری'' کے نام سے پکارا جاتا تھا اور مدینہ میں اُن کا قیام حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تھا۔ اسے ابن ہشام نے سیرۃ النبی ﷺ میں بیان کیا ہے

مَسئلہ 356 حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی پرُخلوص اور حکیمانہ دعوت کے نتیجہ میں قبیلہ بنوعبدالاشہل کے سردار حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ پہلی ملاقات میں ہی مسلمان ہو گئے۔

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغِيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ رضی اللہ عنہ خَرَجَ بِمُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ رضی اللہ عنہ يُرِيْدُ بِهٖ دَارَ بَنِيْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ ، وَدَارَبَنِيْ ظَفَرٍ ، وَكَانَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ اِبْنَ خَالَةَ أَسْعَدِ بْنِ زُرَارَةَ رضی اللہ عنہ، فَدَخَلَ بِهٖ حَائِطًا مِنْ حَوَائِطِ بَنِيْ ظَفَرٍ عَلٰى بِئْرٍ يُقَالُ لَهٗ ''بِئْرُ مَرَقٍ'' فَجَلَسَا فِي الْحَائِطِ وَاجْتَمَعَ اِلَيْهِمَا رِجَالٌ مِمَّنْ أَسْلَمَ ، وَسَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَأُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ رضی اللہ عنہما يَوْمَئِذٍ سَيِّدَا قَوْمِهِمَا مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ ، وَكِلَاهُمَا مُشْرِكٌ عَلٰى دِيْنِ قَوْمِهٖ فَلَمَّا سَمِعَا بِهٖ قَالَ سَعْدٌ رضی اللہ عنہ لِأُسَيْدٍ رضی اللہ عنہ :لَا أَبَا لَكَ اِنْطَلِقْ اِلٰى هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ أَتَيَا دَارَيْنَا لِيُسَفِّهَا ضُعَفَاءَ نَا فَازْجُرْهُمَا وَانْهَهُمَا عَنْ يَأْتِيَا دَارَيْنَا،فَإِنَّهٗ لَوْلَا أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ رضی اللہ عنہ مِنِّيْ حَيْثُ قَدْ

[1] الجزء الأول،رقم الصفحة : 262 ناشر : دارالكتاب العربى،بيروت،لبنان

عَلِمْتَ كَفَيْتُكَ ذٰلِكَ ، هُوَابْنُ خَالَتِيْ وَلَاأَجِدُ عَلَيْهِ مُقَدَّمًا قَالَ: فَأَخَذَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ رضی اللہ عنہ حَرْبَتَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ اِلَيْهِمَا فَلَمَّا رَآهُ أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لِمُصْعَبٍ رضی اللہ عنہ: هٰذَا سَيِّدُ قَوْمِهِ وَقَدْجَاءَكَ فَاصْدُقِ اللّٰهَ فِيْهِ قَالَ مُصْعَبٌ رضی اللہ عنہ: اِنْ يَّجْلِسْ أُكَلِّمْهُ ،قَالَ :فَوَقَفَ عَلَيْهِمَا مُتَشَتِّماً فَقَالَ: مَاجَاءَ بِكُمَا اِلَيْنَا تَسْفِّهَانِ ضُعَفَاءَ نَا؟ اِعْتَزِلَانَا اِنْ كَانَتْ لَكُمَا بِأَنْفُسِكُمَا حَاجَةٌ ،فَقَالَ لَهُ مُصْعَبٌ رضی اللہ عنہ: أَوَ تَجْلِسْ فَتَسْمَعُ ، فَاِنْ رَضِيْتَ أَمْرًا قَبِلْتَهُ وَاِنْ كَرِهْتَهُ كَفَّ عَنْكَ مَا تَكْرَهُ؟ قَالَ: أَنْصَفْتَ، قَالَ ثُمَّ رَكَّزَ حَرْبَتَهُ وَجَلَسَ اِلَيْهِمَا فَكَلَّمَهُ مُصْعَبٌ رضی اللہ عنہ بِالْاِسْلَامِ وَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ، فَقَالَا فِيْمَا يُذْكَرُ عَنْهُمَا: وَاللّٰهِ لَعَرَفْنَا فِيْ وَجْهِهِ الْاِسْلَامَ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِيْ اِشْرَاقِهِ وَتَسَهُّلِهِ ،ثُمَّ قَالَ: مَاأَحْسَنَ هٰذَا وَأَجْمَلَهُ كَيْفَ تَصْنَعُوْنَ اِذَا أَرَدْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوْا فِيْ هٰذَاالدِّيْنِ ؟ قَالَا لَهُ : تَغْتَسِلُ فَتَطَهَّرُ وَتُطَهِّرُ ثَوْبَيْكَ ثُمَّ تَشْهَدُ شَهَادَةَ الْحَقِّ ، ثُمَّ تُصَلِّيْ، فَقَامَ فَاغْتَسَلَ وَطَهَّرَ ثَوْبَيْهِ وَتَشَهَّدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ،ثُمَّ قَامَ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ . ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ.❶

حضرت عبیداللہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ (مدنی) حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (مکی) کے ساتھ مل کر دعوت دینے کے لئے قبیلہ بنوعبدالاشہل اور بنوظفر کے محلّہ میں گئے۔(قبیلہ بنوعبدالاشہل کے سردار) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی خالہ کے لڑکے تھے۔حضرت اسعد بن زرارہ اور حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما دونوں بنوظفر کے باغ میں ''مرق'' نامی کنوئیں پر جا کر بیٹھ گئے اوراُن کے پاس اسلام لانے والے بعض دوسرے لوگ بھی آ گئے۔حضرت سعد بن معاذ اور حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہما دونوں قبیلہ بنوعبدالاشہل کے سردار تھے،اوراُس وقت اپنی قوم کے دین یعنی شرک پرقائم تھے۔جب دونوں سرداروں نے حضرت مُصعب بن عمیر اور حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں سنا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے کہا ''ذرا تم جاؤ! ان دونوں آدمیوں کے پاس جو ہمارے جاہلوں کو بیوقوف بنانے آئے ہیں ،انہیں ڈانٹ دواور ہمارے محلّہ میں آنے سے روک دو! اگر (حضرت) سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ میرا رشتہ دار نہ ہوتا جیسا کہ تو جانتا ہے تو میں خود ہی ان سے نبٹ لیتا۔چونکہ وہ میری خالہ کا لڑکا ہے،اس لئے میں (اُسے روکنے میں) پیش قدمی نہیں کرنا چاہتا۔'' چنانچہ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اپنا نیزہ اٹھایااوران دونوں کی طرف چل

---

❶ البداية والنهاية ،الجزء الثالث ، رقم الصفحة: 164

دیئے۔انہیں آتا دیکھ کر حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے کہا ''یہ آدمی اپنی قوم کا سردار ہے جو تمہارے پاس آرہا ہے۔اللہ (کی توحید) بارے اس سے سچ بولنا۔'' حضرت مُصعب رضی اللہ عنہ نے کہا ''اگر یہ بیٹھا تو میں اس سے بات کروں گا۔'' جب حضرت اُسید رضی اللہ عنہ ان دونوں کے پاس پہنچے تو کھڑے کھڑے ڈانٹنے لگے ''تم دونوں ہمارے ہاں کیوں آئے ہو؟ کیا ہمارے کم علموں کو گمراہ کرنے کے لئے؟ اگر تمہیں اپنی جان عزیز ہے تو آئندہ ادھر کا رخ نہ کرنا۔'' حضرت مُصعب رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا ''کیا آپ بیٹھ کر میری بات سنیں گے؟ اگر بات پسند آئے تو قبول کرنا، اگر پسند نہ آئے تو قبول نہ کرنا۔'' حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا ''یہ تو واقعی بڑے انصاف کی بات ہے۔'' حضرت اُسید رضی اللہ عنہ اپنا نیزہ گاڑ کر وہیں ان دونوں حضرات کے پاس بیٹھ گئے۔حضرت مُصعب رضی اللہ عنہ نے اسلام کا تعارف کروایا، کچھ قرآن پڑھ کر سنایا۔حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت مُصعب بن عمیر اور حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہما دونوں کا یہ تأثر تھا کہ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے بولنے سے پہلے ہی اُن (کے چہرے) کی بشاشت اور نرمی سے ہم نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اسلام قبول کرنے والے ہیں۔(تلاوت سننے کے بعد) حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے ''یہ تو بڑا عمدہ اور عجیب وغریب کلام ہے۔جب تم کسی کو اس دین میں داخل کرنا چاہتے ہو تو کیا کرتے ہو؟'' دونوں نے کہا ''غسل کرکے پاکیزگی حاصل کریں، اپنے کپڑے بھی پاک کریں، پھر حق کی شہادت دیں، پھر نماز پڑھیں۔'' حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اُسی وقت اٹھے، غسل کیا، کپڑے پاک کئے، کلمۂ شہادت پڑھا اور اُٹھ کر دو رکعت نماز ادا کی۔اسے ابن کثیر نے بیان کیا ہے۔

مَسئلہ 357 **حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے دل نشین انداز کلام سے متاثر ہو کر بنو عبدالاشہل کے دوسرے سردار حضرت سعد بن معاذ بھی پہلی ملاقات میں ہی مسلمان ہو گئے۔**

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغِيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : خَرَجَ اِلَيْهِمَا سَعْدٌ رضي الله عنه ، وَ قَالَ لِاَسْعَدَ بْنِ ذُرَارَةَ رضي الله عنه : وَاللّٰهِ يَا اَبَا اُمَامَةَ وَاللّٰهِ لَوْ لاَ مَا بَيْنِيْ وَ بَيْنَکَ مِنَ الْقَرَابَةِ مَارُمْتَ هٰذَا مِنِّيْ اَتَغْشَانَا فِيْ دَارِنَا بِمَا نَكْرَهُ؟ قَالَ : وَقَدْ قَالَ اَسْعَدُ لِمُصْعَبٍ رضي الله عنه : جَاءَکَ وَاللّٰهِ سَيِّدٌ مِنْ وَرَائِهٖ قَوْمُهٗ اِنَّ يَتَّبِعَکَ لاَ يَتَخَلَّفَ عَنْکَ مِنْهُمْ اِثْنَانِ ، قَالَ فَقَالَ لَهٗ مُصْعَبٌ رضي الله عنه : اَوَ تَقْعُدُ فَتَسْمَعَ فَاِنْ

رَضِيتَ اَمْرًا رَغِبْتَ فِيهِ قَبِلْتَهُ وَاِنْ كَرِهْتَهُ عَزَلْنَا عَنْكَ مَا تَكْرَهُ؟ قَالَ سَعْدٌ : اَنْصَفْتَ ثُمَّ رَكَزَ الْحَرْبَةَ وَجَلَسَ فَعَرَضَ عَلَيْهِ الْاِسْلَامَ وَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ قَالَ : فَعَرَفْنَا وَاللّٰهِ فِيْ وَجْهِهِ الْاِسْلَامَ قَبْلَ اَنْ يَتَكَلَّمَ فِيْ اِشْرَاقِهِ وَتَسَهُّلِهِ ثُمَّ قَالَ لَهُمَا : كَيْفَ تَصْنَعُوْنَ اِذَا اَنْتُمْ اَسْلَمْتُمْ وَ دَخَلْتُمْ فِيْ هٰذَا الدِّيْنِ ؟ قَالَا : تَغْتَسِلُ فَتَطَهَّرُ وَتُطَهِّرُ ثَوْبَيْكَ ثُمَّ تَشْهَدُ شَهَادَةَ الْحَقِّ ثُمَّ تُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ قَالَ : فَقَامَ فَاغْتَسَلَ وَطَهَّرَ ثَوْبَيْهِ وَشَهِدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ ثُمَّ رَكَعَ رَكْعَتَيْن. ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ. ❶

حضرت عبیداللہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ (حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ساتھی) حضرت اسعد بن زرارہ کے پاس آئے اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگے ''اللہ کی قسم! اے ابو امامہ! (حضرت اسعد بن زرارہ کی کنیت) اگر میرے اور تیرے درمیان رشتہ داری نہ ہوتی تو تم مجھ سے اس نرمی کی کبھی امید نہ کرتے کہ ہمارے محلے میں آ کر ایسی حرکتیں کرو جو ہمیں نا گوار ہوں۔'' حضرت اسعد رضی اللہ عنہ پہلے ہی حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو بتا چکے تھے تمہارے پاس ایک ایسا سردار آ رہا ہے جس کے پیچھے اس کی ساری قوم ہے، اگر اس نے تمہاری بات مان لی تو اس کی قوم کا کوئی بھی آدمی اس سے الگ نہیں ہوگا۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے (حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے) کہا ''جناب! کیا آپ تشریف رکھ کر میری بات سننا پسند فرمائیں گے؟ اگر آپ کو میری بات پسند آئی تو قبول فرما لیں اگر پسند نہ آئی تو ہم آئندہ آپ کی سمع خراشی نہیں کریں گے۔'' حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے (بھائی) ''بات تو انصاف کی کرتے ہو۔'' پھر اپنا نیزہ گاڑا اور بیٹھ گئے۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے پہلے انہیں سلام کہا پھر ان کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ وہ کہتے ہیں ''اللہ کی قسم! ہم نے سعد کے بات کرنے سے پہلے ہی ان کے چہرے کی چمک دمک سے قبول اسلام کے آثار دیکھ لئے۔'' قرآن سننے کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''اچھا! تم لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے اور اسی دین میں داخل ہونے کے لئے کیا کرتے ہو؟'' حضرت مصعب رضی اللہ عنہ اور حضرت اسعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''غسل کر کے طہارت حاصل کریں، اپنے کپڑے پاک کریں پھر کلمہ حق کی گواہی دیں اور دو رکعت نماز ادا کریں۔'' حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اسی وقت اٹھے، غسل کیا، اپنے دونوں کپڑے پاک کئے اور کلمہ حق کی گواہی دی، پھر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔'' ابن کثیر نے اسے بیان کیا ہے۔

❶ البداية والنهاية ، وقم الحديث 164

مسئلہ 358 حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو تاریخ اسلام کی انتہائی خفیہ اور خطرناک مہم ''بیعتِ عقبہ ثانیہ'' میں شرکت کا اعزاز حاصل ہے۔

قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ الْجَوْزِيّ رَحِمَهُ اللّٰهُ : ثُمَّ قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَ السَّبْعِيْنَ الَّذِيْنَ وَافُوْهُ فِي الْعَقَبَةِ الثَّانِيَةِ ، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ قَلِيْلاً ثُمَّ قَدِمَ قَبْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَهَا. ذَكَرَهُ فِي صِفَةِ الصَّفْوَةِ. ❶

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ ستّر انصاریوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت عقبہ ثانیہ میں شرکت کی۔ پھر تھوڑا عرصہ مکہ میں قیام کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ ہجرت سے پہلے مدینہ آ گئے۔ ہجرت کر کے مدینہ آنے والے وہ پہلے آدمی تھے۔ امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے اسے صفۃ الصفوۃ میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ 359 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے قبل مدینہ منورہ میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے نمازِ جمعہ کی ابتداء کر دی تھی۔

قَالَ بْنُ شِهَابٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ : وَكَانَ أَوَّلُ مَنْ جَمَعَ الْجُمُعَةَ بِالْمَدِيْنَةِ بِالْمُسْلِمِيْنَ قَبْلَ أَنْ يَّقْدِمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. ذَكَرَهُ فِي صِفَةِ الصَّفْوَةِ. ❷

ابنِ شہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری سے پہلے ہی حضرت مصعب بن عمیر نے مسلمانوں کو نمازِ جمعہ کے لئے جمع کرنے کی ابتدا کر دی تھی۔ اسے امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے صفۃ الصفوۃ میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ 360 غزوہ اُحد میں لشکرِ اسلام کا علَم حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ ابنِ قمیہ (لعنہ اللہ) نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے داہنے ہاتھ پر وار کیا تو علم بائیں ہاتھ میں لے لیا، بائیں ہاتھ پر وار کیا تو جھنڈا دونوں کٹے ہوئے بازوؤں میں لے لیا، تیسرے وار پر جان،

---

❶ الجزء الاول ، رقم الصفحة 178

❷ الجزء الاول ، رقم الصفحة 178 ، ناشر : دارالمعرفة ، بيروت ، لبنان

جانِ آفریں کے سپرد کردی۔(انا للہ و انا الیہ راجعون)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُرَحْبِيْلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ: حَمَلَ مُصْعَبٌ رضی اللہ عنہ اللِّوَاءَ يَوْمَ أُحُدٍ ، فَلَمَّا جَالَ الْمُسْلِمُوْنَ ثَبَتَ بِهِ مُصْعَبٌ رضی اللہ عنہ،فَأَقْبَلَ ابْنُ قَمِئَةَ فَضَرَبَ يَدَهُ الْيُمْنٰى فَقَطَعَهَا وَمُصْعَبٌ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ:﴿ وَمَامُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ﴾ وَأَخَذَ اللِّوَاءَ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى وَحَنَا عَلَيْهِ فَقَطَعَهَا، فَحَنَا عَلَى اللِّوَاءِ وَضَمَّهُ بِعَضُدَيْهِ إِلٰى صَدْرِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ :﴿وَمَامُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ﴾ثُمَّ حَمَلَ عَلَيْهِ الثَّالِثَةَ بِالرُّمْحِ فَأَنْفَذَهُ.ذَكَرَهُ فِي صِفَةِ الصَّفْوَةِ.❶

حضرت محمد بن شرحبیل رحمہ اللہ کہتے ہیں ’’غزوۂ احد میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھام رکھا تھا۔جب مسلمان منتشر ہوگئے تو حضرت مصعب رضی اللہ عنہ اپنی جگہ پر جمے رہے۔مشرک ابن قمیئہ نے آگے بڑھ کر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے دائیں ہاتھ پر وار کیا اور اُسے کاٹ دیا۔حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے (سورہ آل عمران کی) آیت 144 تلاوت فرمائی ’’اورمحمد بھی اللہ کے رسول ہیں،ان سے پہلے بھی رسول وفات پا چکے ہیں۔‘‘اور جھنڈا اپنے بائیں ہاتھ میں لے کر کھینچ لیا۔ابن قمیئہ نے بائیں ہاتھ پر وار کیا اور اُسے بھی کاٹ دیا تو حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو دونوں کٹے ہوئے بازوؤں میں کھینچ کر اپنے سینہ سے لگا لیا اور پھر فرمایا’’اورمحمد بھی اللہ کے رسول ہیں،ان سے پہلے بھی رسول وفات پا چکے ہیں۔‘‘ پھرابن قمیئہ نے تیسرا وار نیزے سے کیا جس سے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے ۔یہ واقعہ صفۃ الصفوۃ میں ہے۔

مَسئلہ 361 شہدائے احد میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی میت دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’مصعب رضی اللہ عنہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔‘‘

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ أُحُدٍ مَرَّ عَلٰى مُصْعَبِ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ مَقْتُوْلًا عَلٰى طَرِيْقَةٍ فَقَرَأَ ﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ﴾ رَوَاهُ الْحَاكِمُ.❷ (صحیح)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اُحد کے روز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے فارغ ہوئے ۔حضرت مصعب (بن عمیر رضی اللہ عنہ) کی میت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی، ترجمہ:

---

❶ الجزء الاول، رقم الصفحة 179 ناشر: دارالمعرفة بيروت لبنان

❷ 200/3 تحقیق ابو عبداللہ عبدالسلام حلوش (4957/4)

''مومنوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا۔'' (سورۃ الاحزاب، آیت: 23) اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 362 حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شہادت کے بعد تکفین کے لیے صرف ایک ہی چادر میسر آسکی۔

عَنْ خَبَّابٍ رضی اللہ عنہ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى أَوْذَهَبَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهٖ شَيْئًا كَانَ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رضی اللہ عنہ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ يَتْرُكْ اِلَّا نَمِرَةً كُنَّااِذَاغَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غُطِيَ بِهَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهٗ فَقَالَ لَنَاالنَّبِيُّ ﷺ: ((غَطُّوْابِهَارَأْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ الْإِذْخِرِ))رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. [1]

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صرف اللہ کی رضا کے لئے ہجرت کی۔ اس لئے ہمارا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ ہم میں سے بعض ایسے ہیں جو دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور دنیا میں اس (ہجرت) کا کچھ صلہ نہیں پایا۔ انہیں میں سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی ہیں جو احد کے روز شہید ہوئے اور سوائے ایک دھاری دار چادر کے کوئی چیز ان کے پاس نہیں تھی۔ اس چادر سے ہم اُن کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اُن کے پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ''اس چادر سے اس کا سر ڈھانپ دو، اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

❖❖❖

---

[1] کتاب المغازی، باب : من قتل مِن المسلمین یوم اُحد

فَضْلُ سَيِّدِ نَا حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے فضائل

مَسئله 363 حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام، اسلام اور مسلمانوں کی عزت اور قوت میں اضافہ کا باعث بنا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ رَحِمَهُ اللّٰهُ : حَدَّثَنِیْ رَجُلٌ مِمَّنْ أَسْلَمَ وَكَانَ وَاعِيَةً . أَنَّ أَبَا جَهْلٍ اِعْتَرَضَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ الصَّفَا فَآذَاهُ وَشَتَمَهُ وَنَالَ مَا يَكْرَهُ مِنَ الْعَيْبِ لِدِيْنِهٖ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِحَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ فَأَقْبَلَ نَحْوَهُ حَتّٰى اِذَا قَامَ عَلٰى رَأْسِهٖ رَفَعَ الْقَوْسَ فَضَرَبَهُ بِهَا ضَرْبَةً شَجَّهُ مِنْهَا شَجَّةً مُنْكَرَةً ، وَقَامَتْ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِیْ مَخْزُوْمٍ اِلٰى حَمْزَةَ رضی اللہ عنہ لِيَنْصُرُوْا أَبَا جَهْلٍ مِنْهُ ، وَقَالُوْا : مَا نَرَاكَ يَا حَمْزَةُ رضی اللہ عنہ اِلَّا قَدْ صَبَوْتَ ؟ قَالَ حَمْزَةُ رضی اللہ عنہ : وَمَنْ يَمْنَعُنِیْ وَقَدِ اسْتَبَانَ لِیْ مِنْهُ مَا أَشْهَدُ أَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَنَّ الَّذِیْ يَقُوْلُ حَقٌّ، فَوَاللّٰهِ لَا أَنْزِعُ فَامْنَعُوْنِیْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ، فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ : دَعُوْا أَبَا عَمَّارَةَ فَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَقَدْ سَبَبْتُ ابْنَ أَخِيْهِ سَبًّا قَبِيْحًا، فَلَمَّا أَسْلَمَ حَمْزَةُ رضی اللہ عنہ عَرَفَتْ قُرَيْشٌ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ عَزَّ وَامْتَنَعَ ، فَكَفُّوْا عَمَّا كَانُوْا يَتَنَاوَلُوْنَ مِنْهُ . ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ . [1]

حضرت محمد بن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں اسلام قبول کرنے والے ایک آدمی نے جس کا حافظہ تیز تھا، بتایا کہ صفا کے قریب ابوجہل نے رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا، آپ ﷺ کو اذیت دی، گالیاں دیں اور آپ ﷺ کے دین پر طعن کرنے والی تکلیف دہ باتیں کیں۔ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا تو وہ ابو جہل کے سر پر کر کھڑے ہوئے اور اپنی کمان اُس کے سر پر اس زور سے دے ماری کہ ابوجہل کا سر پھٹ گیا۔ جسے دیکھ کر قریش کے قبیلہ بنومخزوم کا ایک آدمی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے ابوجہل کا بدلہ لینے کے لئے کھڑا ہوا۔ مخزوم قبیلہ کے لوگوں نے حضرت حمزہ سے کہا ''حمزہ! ہمیں لگتا ہے تم بھی صابی ہو گئے ہو۔'' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''جو چیز مجھ پر واضح ہو چکی ہے، اُسے قبول کرنے سے مجھے کون روک سکتا ہے؟ میں گواہی

[1] البداية والنهاية ،الجزء الثالث، رقم الصفحة : 38 ناشر دار المعرفة بيروت لبنان

دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ جو کچھ کہتے ہیں حق ہے۔اللہ کی قسم! میں اپنی بات سے ہرگز نہیں پھروں گا۔تم سچے ہو تو مجھے قبولِ اسلام سے روک کر دکھاؤ۔'' ابوجہل نے (اپنے قبیلہ کے لوگوں سے) کہا ''ابوعمارہ (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت) کو کچھ نہ کہو! میں نے اس کے بھتیجے کو واقعی بہت بُری گالیاں دی تھیں۔'' پھر جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو قریش کو سمجھ آ گئی کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت اور طاقت حاصل ہوگئی ہے۔چنانچہ (پہلے) جو ظلم و ستم وہ کر رہے تھے اُس سے باز آ گئے۔اسے ابن کثیر نے بیان کیا ہے۔

مَسئلہ 364 غزوہ بدر میں مشرکین کی للکار کے جواب میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مدِ مقابل جنگجو شیبہ کو دو بدو لڑائی میں جہنم رسید کیا۔

عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: تَقَدَّمَ ــ يَعْنِي عُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ ــ وَتَبِعَهُ ابْنُهُ وَأَخُوْهُ ، فَنَادٰى : مَنْ يُّبَارِزُ ؟ فَانْتَدَبَ لَهُ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ ؟ فَأَخْبَرُوْهُ، فَقَالَ: لَا حَاجَةَ لَنَافِيْكُمْ اِنَّمَا أَرَدْنَا بَنِيْ عَمِّنَا،فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((قُمْ يَا حَمْزَةُ ﷺ، قُمْ يَا عَلِيُّ ﷺ، قُمْ يَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْحَارِثِ ﷺ)) فَأَقْبَلَ حَمْزَةُ ﷺ اِلٰى عُتْبَةَ وَأَقْبَلْتُ اِلٰى شَيْبَةَ،وَاخْتَلَفَ بَيْنَ عُبَيْدَةَ ﷺ و الْوَلِيْدِ ضَرْبَتَانِ ، فَأَثْخَنَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ، ثُمَّ مِلْنَا عَلَى الْوَلِيْدِ فَقَتَلْنَاهُ، وَاحْتَمَلْنَا عُبَيْدَةَ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.[1] **(صحيح)**

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (میدانِ بدر میں مشرکوں کی طرف سے) عُتبہ بن ربیعہ،اُس کا بیٹا (ولید بن عتبہ) اور اُس کا بھائی (شیبہ بن ربیعہ) نکلے اور آواز دی'' کون ہے مقابلہ کرنے والا؟'' (مسلمانوں کی طرف سے) انصار کے جوان آئے۔مشرکین نے پوچھا'' تم کون لوگ ہو؟'' مسلمانوں نے بتایا تو مشرکین نے کہا'' ہمارا تمہارے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں،ہم تو اپنے چچا کی اولاد سے دو دو ہاتھ کرنے آئے ہیں۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' حمزہ تم اٹھو،علی تم اٹھو،عبیدہ بن حارث تم اٹھو!'' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عتبہ کے مقابلہ پر آئے (اور اُسے جہنم رسید کیا) میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) شیبہ کے مقابلہ پر آیا (اور اُسے جہنم رسید کیا) لیکن حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ولید کے درمیان دو دو وار ہوئے،اتنے میں ہم دونوں (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما فارغ ہوکر) ولید پر جھپٹے اور اُسے واصلِ جہنم کیا اور (زخمی) حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ

[1] كتاب الجهاد في المبارزة (2321/2)

کو اٹھا کر واپس لے آئے۔اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 365 غزوہ بدر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کشتوں کے پُشتے لگا دیئے۔

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ لِیْ أُمَیَّةُ بْنُ خَلْفٍ وَأَنَا بَیْنَهُ وَ بَیْنَ ابْنِهٖ اٰخِذٌ بِاَیْدِیْهِمَا یَاعَبْدَ الْاِلٰهِ ! مَنِ الرَّجُلُ مِنْکُمُ الْمُعْلَمُ بِرِیْشَةٍ نَعَامَةٍ فِیْ صَدْرِهٖ؟ قَالَ : قُلْتُ ذَاکَ حَمْزَةُ بْنِ عَبْدَالْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ، قَالَ ذَاکَ الَّذِیْ فَعَلَ بِنَا الْأَفَاعِیْلَ. ذَکَرَهُ ابْنُ هِشَامٍ. ❶

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (غزوۂ بدر میں اُمیہ بن خلف کو گرفتار کرنے کے بعد) امیہ بن خلف نے مجھ سے پوچھا اور اُس وقت میں اُمیہ اور اُس کے بیٹے کے درمیان دونوں کا ہاتھ پکڑے چل رہا تھا۔''اے عبدالالٰہ! تمہارے درمیان سینے پر شتر مرغ کا پر لگائے ہوئے کون تھا؟''میں نے کہا''وہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تھے۔''امیہ کہنے لگا''یہی آدمی تھا جس نے ہمارے درمیان تباہی مچا رکھی تھی۔'' اسے ابن ہشام نے بیان کیا ہے۔

مَسئلہ 366 غزوہ اُحد میں مشرکین کے نامی گرامی جنگجو''سباع'' کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آنِ واحد میں جہنم رسید کیا۔اس کے فوراً بعد وحشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ خلعتِ شہادت سے سرفراز ہوئے۔

عَنْ وَحْشِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: فَلَمَّا اصْطَفُّوْا لِلْقِتَالِ خَرَجَ سِبَاعٌ فَقَالَ هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ؟ قَالَ: فَخَرَجَ اِلَیْهِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ : یَا سِبَاعُ ! یَابْنَ أُمِّ أَنْمَارٍ مُقَطَّعَةَ الْبُظُوْرِ أَتُحَادُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ؟ قَالَ : فَشَدَّ عَلَیْهِ فَکَانَ کَأَمْسِ الذَّاهِبِ ،قَالَ وَکَمَنْتُ لِحَمْزَةَ رضی اللہ عنہ تَحْتَ صَخْرَةٍ فَلَمَّا دَنَا مِنِّیْ رَمَیْتُهُ بِحَرْبَتِیْ فَأَضَعُهَا فِیْ ثُنَّتِهٖ حَتّٰی خَرَجَتْ مِنْ بَیْنِ وَرِکَیْهِ قَالَ فَکَانَ ذَاکَ الْعَهْدَ بِهٖ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ. ❷

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب لشکروں نے (غزوۂ احد میں) لڑائی کے لئے صفیں بنالیں تو (لشکر

---

❶ السیرة النبویة 373/1، ناشر دارالکتاب العربی ، بیروت ، لبنان

❷ کتاب المغازی،باب: قتل حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

کفار سے) ایک جنگجو ''سباع'' میدان میں آیا اور چیلنج کیا'' ہے کوئی میرے مقابلہ میں آنے والا؟'' مسلمانوں کے لشکر سے حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ مقابلہ کے لئے نکلے اور فرمانے لگے ''سباع! عورتوں کا ختنہ کرنے والی (یعنی ذلیل) عورت اُم انمار کے بیٹے! کیا تو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرنے آیا ہے؟'' یہ کہہ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے سباع پر حملہ کیا اور اُسے گزرے کل کی طرح قصۂ پارینہ بنا دیا۔ وحشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''میں اُس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے ارادہ سے ایک پتھر کی آڑ میں چھپا بیٹھا تھا۔ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ میرے قریب آئے تو میں نے اپنا نیزہ اُن پر پھینکا جو زیر ناف لگا اور اُن کی دونوں سرین سے باہر نکل گیا (اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 367 شہادت کے بعد مشرکین نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور دیگر اعضاء بھی کاٹ ڈالے۔

قَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ رَحِمَهُ اللّٰهُ: وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَلْتَمِسُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ فَوَجَدَهُ بِبَطْنِ الْوَادِيْ قَدْ بُقِرَ بَطْنُهُ عَنْ كَبِدِهٖ وَمُثِّلَ بِهٖ فَجُدِعَ أَنْفُهُ وَأُذُنَاهُ. ذَكَرَهُ فِي السِّيْرَةِ النَّبَوِيَّةِ. [1]

ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں (غزوۂ احد کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی میت تلاش کرنے کے لئے نکلے تو میدان کے وسط میں اُن کی لاش ملی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کر کے جگر الگ کیا گیا تھا اور اُس کا مُثلہ کیا گیا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کان اور ناک بھی کاٹ لئے گئے تھے۔ ابن ہشام نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا ذکر کیا ہے۔

مَسئلہ 368 حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مسخ شُدہ لاش دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت غمزدہ ہوئے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى حَمْزَةَ رضی اللہ عنہ يَوْمَ أُحُدٍ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَرَآهُ قَدْ مُثِّلَ بِهٖ فَقَالَ ﷺ: ((لَوْلَا أَنْ تَجِدَ صَفِيَّةُ رضی اللہ عنہا فِيْ نَفْسِهَا لَتَرَكْتُهُ حَتّٰى تَأْكُلَهُ الْعَافِيَةُ حَتّٰى يُحْشَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ بُطُوْنِهَا.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. [2] **(صحیح)**

---

[1] 2/62 ناشر دار الکتاب العربی، بیروت لبنان

[2] ابواب الجنائز، باب: ما جاء فی قتلی احد وذکر حمزة رضی اللہ عنہ (811/1)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:(غزوۂ) احد کے روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر تشریف لائے اور دیکھا کہ اُن کا مُثلہ کیا گیا ہے،تو ارشاد فرمایا''اگر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن) اپنے دل میں ناگواری محسوس نہ کرتیں تو میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اسی حالت میں رہنے دیتا تاکہ اسے جانور کھائیں اور وہ (قیامت کے روز) اُن کے پیٹوں سے اُٹھیں۔اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 369 مشرکین نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش اس قدر مسخ کردی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو لاش دیکھنے سے منع فرما دیا۔

قَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ رَحِمَهُ اللّٰهُ: وَقَدْ أَقْبَلَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہا لِتَنْظُرَ اِلَيْهِ ، وَكَانَ أَخَاهَا لِأَبِيْهَا وَأُمِّهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِابْنِهَا الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رضی اللہ عنہ: ((أَلْقِهَا فَارْجِعْهَا لَا تَرٰى مَا بِأَخِيْهَا)) فَقَالَ لَهَا: يَا أُمَّهُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَأْمُرُكِ. أَنْ تَرْجِعِيْ ،قَالَتْ : وَلِمَ وَ قَدْ بَلَغَنِيْ أَنَّهُ مُثِّلَ بِأَخِيْ،وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ فَمَا أَرْضَانَا مَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ لَأَحْتَسِبَنَّ وَلَأَصْبِرَنَّ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ، فَلَمَّاجَاءَ الزُّبَيْرُ رضی اللہ عنہ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ ،قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم:((خَلِّ سَبِيْلَهَا))،فَأَتَتْهُ فَنَظَرَتْ اِلَيْهِ ،وَصَلَّتْ عَلَيْهِ وَاسْتَرْجَعَتْ وَاسْتَغْفَرَتْ . ذَكَرَهُ ابْنُ هِشَامٍ.[1]

ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے حقیقی بھائی حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی لاش دیکھنے کے لئے آئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے بیٹے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انہیں واپس لے جائیں تاکہ وہ اپنے بھائی کی لاش نہ دیکھ پائیں۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سے عرض کی''اماں جان !رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ واپس چلی جائیں۔'' حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''کس لیے؟ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ میرے بھائی کی لاش کا مُثلہ کیا گیا ہے،لیکن یہ اللہ کی راہ میں ہے، لہٰذا جو کچھ ہوا ہے،ہم اُس پر راضی ہیں۔میں ثواب کی نیت سے ان شاءاللہ ضرور صبر کروں گی۔'' تب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی بات بتائی

[1] السيرة النبوية 2/63 ناشر دار الكتاب العربى، بيروت لبنان

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اچھا! اُسے آنے دو۔'' حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آئیں، بھائی کی لاش دیکھی، اُن کے لئے دعا کی، انّا للہ پڑھا اور اللہ سے بھائی کے لیے مغفرت مانگی۔ ابن ہشام نے اس کا ذکر کیا ہے۔

مَسئلہ 370 حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تکفین کے لئے ایک ہی چادر میسر آئی جو اتنی چھوٹی تھی کہ سر ڈھانپنے پر قدم ننگے ہو جاتے، قدم ڈھانپنے پر سر ننگا ہو جاتا۔

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى خَبَّابٍ رضی اللہ عنہ ثُمَّ أُتِيَ بِكَفْنِهٖ فَلَمَّا رَاٰهُ ،بَكٰى وَ قَالَ لٰكِنَّ حَمْزَةَ رضی اللہ عنہ لَمْ يُوْجَدْ لَهٗ كَفْنٌ اِلَّا بُرْدَةٌ مَلْحَاءُ اِذَا جُعِلَتْ عَلٰى رَأْسِهٖ قَلَصَتْ عَنْ قَدَمَيْهِ وَاِذَا جُعِلَتْ عَلٰى قَدَمَيْهِ قَلَصَتْ عَنْ رَأْسِهٖ حَتّٰى مُدَّتْ عَلٰى رَأْسِهٖ وَجُعِلَ عَلٰى قَدَمَيْهِ الْإِذْخَرُ. رَوَاهُ اَحْمَدُ. ❶

حضرت حارثہ بن مضرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے (مرض الموت میں) حاضر ہوا، اُن کے لئے (مکمل) کفن لایا گیا تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ دیکھ کر رونے لگے اور فرمانے لگے ''حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو تو پورا کفن بھی میسر نہ آسکا، سوائے ایک چھوٹی سی چادر کے، جب اُسے سر پر ڈالا جاتا تو پاؤں سے ہٹ جاتی اور جب اُن کے قدموں پر ڈالی جاتی تو سر سے سرک جاتی۔ بالآخر اُسے سر کی طرف پورا کیا گیا اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈالی گئی۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 371 حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی المناک شہادت کا رسول اکرم ﷺ کو اتنا گہرا صدمہ تھا کہ کم و بیش دس سال بعد ایمان لانے والے حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے حکم دیا: ''بس میرے سامنے نہ آیا کرو!''

قَالَ وَحْشِيٌّ رضی اللہ عنہ : قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَاٰنِيْ قَالَ ﷺ :((أَنْتَ وَحْشِيٌّ)) قُلْتُ : نَعَمْ قَالَ ﷺ :((أَنْتَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ رضی اللہ عنہ؟)) قُلْتُ: قَدْ كَانَ مِنَ الْأَمْرِ مَاقَدْ بَلَغَكَ، قَالَ ﷺ :((فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّيْ)) قَالَ: فَخَرَجْتُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ❷

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں (مسلمان ہونے کے لئے) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب مجھے آپ ﷺ نے دیکھا تو پوچھا ''کیا تو وحشی ہے؟'' میں نے عرض کی ''ہاں۔'' آپ ﷺ نے

❶ 396/6 تحقیق شعیب الارناؤط (27219/45)

❷ کتاب المغازی ، باب : قتل حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

دریافت فرمایا ''کیا تو نے ہی حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا؟'' میں نے کہا ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک ساری بات پہنچ ہی چکی ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کیا یہ ممکن ہے کہ تو میرے سامنے نہ آیا کرے۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''اس کے بعد میں وہاں سے نکل آیا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 372 حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ قیامت کے روز تمام شہداء کے سردار ہوں گے۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ وَرَجُلٌ قَامَ اِلٰى اِمَامٍ جَائِرٍ فَأَمَرَهُ وَنَهَاهُ فَقَتَلَهُ))رَوَاهُ الْحَاكِمُ. [1] **(حسن)**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سید الشہداء ہیں، اور وہ شخص بھی جو ظالم حکمران کے سامنے کھڑا ہوا، اور اُسے نیکی کا حکم دیا برائی سے روکا، اور حکمران نے اُسے قتل کر دیا۔'' اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْه

***

[1] سلسلة الاحاديث الصحيحة للالبانی،الجزء الاول،رقم الحديث : 374

فَضْلُ سَیِّدِ نَااَبِیْ جَنْدَلِ بْنِ سُهَیْلِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ
حضرت ابوجندل بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے فضائل

مَسئلہ 373 حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ اسلام کے ابتدائی دور میں ایمان لائے۔

مَسئلہ 374 اسلام لانے کے جرم میں حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کے والد نے انہیں بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا۔

مَسئلہ 375 حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ نے کم وبیش انیس سال کا عرصہ قید میں گزارا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ اَبُوْجَنْدَلِ بْنُ سُهَیْلِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ : اَسْلَمَ قَدِیْمًا بِمَكَّةَ فَحَبَسَهُ سُهَیْلُ بْنُ عَمْرٍ و اَوْثَقَهُ فِی الْحَدِیْدِ وَ مَنَعَهُ الْهِجْرَةَ ، فَلَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْحُدَیْبِیَةَ وَاَتَاهُ سُهَیْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَاضَاهُ لِیْ مَا قَاضَاهُ عَلَیْهِ اَقْبَلَ اَبُوْجَنْدَلٍ رضی اللہ عنہ یَرْسُفُ فِیْ قُیُوْدِهٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی اَبِیْهِ لِاَنَّ الصُّلْحَ كَانَ بَیْنَهُمْ . رَوَاهُ الْحَاكِمُ[1]

حضرت محمد بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابوجندل بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ مکہ میں اسلام کے ابتدائی دور میں ایمان لائے۔(ان کے والد) سہیل بن عمرو نے انہیں زنجیروں میں جکڑ کر قید کر دیا اور ہجرت سے بھی روکے رکھا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ (چھ ہجری میں) حدیبیہ تشریف لائے تو حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کا والد سہیل بن عمرو رسول اللہ ﷺ کے پاس مذاکرات کرنے آیا۔ دونوں نے معاملہ طے کیا اس دوران حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ اپنے پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کے باپ کے حوالے کر دیا کیونکہ فریقین کے درمیان صلح کا معاہدہ ہو چکا تھا۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] 276/3 تحقیق ابوعبداللہ عبدالسلام حلوش (5259/4)

مسئلہ 376 طویل قید میں حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ پر مشرکوں نے شدید مظالم ڈھائے۔

مسئلہ 377 دوبارہ مشرکوں کے حوالے کرنے کے باوجود حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کے پائے استقلال میں ذرہ برابر لرزش نہ آئی۔ رضی اللہ عنہ

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ ...... قَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ ((عَلٰی اَنْ تُخَلُّوْا بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْبَیْتِ فَنَطُوْفَ بِهٖ))، فَقَالَ سُهَیْلٌ : وَاللّٰهِ لَا تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ اَنَّا اُخِذْنَا ضُغْطَةً ، وَ لٰکِنْ ذٰلِکَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ ، فَکَتَبَ ، فَقَالَ سُهَیْلٌ : وَ عَلٰی اَنَّهُ لَا یَاْتِیْکَ مِنَّا رَجُلٌ وَ اِنْ کَانَ عَلٰی دِیْنِکَ اِلَّا رَدَدْتَهُ اِلَیْنَا قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ ، کَیْفَ یُرَدُّ اِلَی الْمُشْرِکِیْنَ وَ قَدْ جَاءَ مُسْلِمًا ؟ فَبَیْنَمَا کَذٰلِکَ اِذْ دَخَلَ اَبُوْ جَنْدَلِ بْنُ سُهَیْلِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ یَرْسُفُ فِیْ قُیُوْدِهٖ ، وَ قَدْ خَرَجَ مِنْ اَسْفَلِ مَکَّةَ حَتّٰی رَمٰی بِنَفْسِهٖ بَیْنَ اَظْهُرِ الْمُسْلِمِیْنَ ، فَقَالَ سُهَیْلٌ : هٰذَا یَا مُحَمَّدُ اَوَّلُ مَا اُقَاضِیْکَ عَلَیْهِ اَنْ تَرُدَّهُ اِلَیَّ ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اِنَّا لَمْ نَقْضِ الْکِتَابَ بَعْدُ)) ، قَالَ : فَوَاللّٰهِ اِذًا لَمْ اُصَالِحْکَ عَلٰی شَیْءٍ اَبَدًا ، قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : ((فَاَجِزْهُ لِیْ)) ، قَالَ : مَا اَنَا بِمُجِیْزِهٖ لَکَ ، قَالَ : بَلٰی فَافْعَلْ ، قَالَ : مَا اَنَا بِفَاعِلٍ ، قَالَ مِکْرَزٌ : بَلْ قَدْ اَجَزْنَاهُ لَکَ ، قَالَ اَبُوْ جَنْدَلٍ رضی اللہ عنہ: اَیْ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ ! اُرَدُّ اِلَی الْمُشْرِکِیْنَ وَ قَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا؟ اَتَرَوْنَ مَا قَدْ لَقِیْتُ ؟ کَانَ قَدْ عُذِّبَ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی اللّٰهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے مذاکرات میں قریش مکہ کے نمائندہ) سہیل کو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''ہماری صلح اس بات پر ہے کہ تم لوگ ہمیں بیت اللہ جانے دو گے اور ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے۔'' سہیل کہنے لگا ''واللہ! اس طرح تو پورے عرب میں چرچا ہوجائے گا کہ ہم مسلمانوں سے دب گئے ہیں، لہٰذا تم لوگ اگلے سال آکر طواف کرنا۔'' پھر سہیل نے کہا ''یہ بھی لکھو کہ صلح اس شرط پر ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی شخص تمہارے پاس آئے گا خواہ وہ تمہارے ہی دین (یعنی اسلام) پر ہو تو تم لوگ اسے ہماری طرف واپس کرو گے۔'' مسلمانوں نے کہا

[1] کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد

''سبحان اللہ! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی مسلمان ہوکر آئے اور ہم اُسے مشرکوں کے حوالے کردیں؟''
ابھی اسی نکتے پر بات ہورہی تھی کہ (قریش مکہ کے نمائندہ سہیل کا اپنا بیٹا) ابوجندل رضی اللہ عنہ پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے آہستہ آہستہ ادھر آ پہنچے، وہ مکہ کے نشیبی علاقے کی طرف سے نکل بھاگے تھے۔ آکر انہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے آگے گرادیا۔ سہیل کہنے لگا ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ پہلا شخص ہے جسے شرائط کے مطابق تم میرے حوالے کرو گے۔'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ابھی تو صلح نامہ کی تحریر ہی مکمل نہیں ہوئی۔'' (اس پر عمل کیسا؟) سہیل کہنے لگا ''اللہ کی قسم! پھر میں کسی صورت بھی صلح نہیں کروں گا۔'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اچھا! تو اسے میری خاطر چھوڑ دے۔'' سہیل کہنے لگا ''میں اسے آپ کی خاطر بھی نہیں چھوڑوں گا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوبارہ) فرمایا ''کیوں نہیں چھوڑتے، میری خاطر ہی چھوڑ دو۔'' سہیل نے پھر وہی جواب دیا ''میں نہیں چھوڑوں گا۔'' (قریش مکہ کے وفد کے ایک نمائندے) مکرز نے کہا ''ہم اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چھوڑتے ہیں۔'' (لیکن اس کی بات نہیں مانی گئی) پھر ابوجندل رضی اللہ عنہ نے کہا ''مسلمانو! کیا میں مشرکین کے حوالے کیا جاؤں گا حالانکہ میں مسلمان ہوکر آیا ہوں؟ کیا تم دیکھتے نہیں کہ انہوں نے مجھ پر کیسے کیسے مظالم ڈھائے ہیں۔'' اور واقعی ابوجندل رضی اللہ عنہ کو اللہ کی راہ میں شدید اذیت پہنچائی گئی تھی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 378 مشرکوں کے حوالے کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کو صبر کی نصیحت فرمائی۔

عَنْ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ : صَرَخَ اَبُوْ جَنْدَلٍ رضی اللہ عنہ بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ "يَا مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِيْنَ ! أَ تَرُدُّوْنَنِيْ اِلٰى اَهْلِ الشِّرْكِ؟ فَيَفْتِنُوْنِيْ فِيْ دِيْنِيْ" قَالَ : فَزَادَ النَّاسُ شَرًّا اِلٰى مَابِهِمْ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَا اَبَا جَنْدَلٍ! اِصْبِرْ وَاحْتَسِبْ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ جَاعِلٌ لَكَ وَ لِمَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ فَرَجًا وَ مَخْرَجًا اِنَّا قَدْ عَقَدْنَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْقَوْمِ صُلْحًا فَاَعْطَيْنَاهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ وَاَعْطُوْنَا عَلَيْهِ عَهْدًا وَ اِنَّا لَنْ نَّغْدِرَ بِهِمْ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ[1] (حسن)

محمد (بن اسحٰق) رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ بلند آواز سے پکارے ''اے مسلمانوں کی جماعت! کیا تم مجھے مشرکوں کے حوالے کردو گے تاکہ میرے دین کے معاملے میں وہ مجھے فتنے میں

---

[1] 326/4 تحقیق شعیب الارناؤط (18909/31)

ڈالیں۔'' (حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کی اس بات پر) مشرک اور بھی برانگیختہ ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ابوجندل! صبر کرو اور اس (آزمائش) کو باعث ثواب سمجھو، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اور تمہارے دوسرے ساتھیوں کے لئے اس آزمائش سے نکلنے کا راستہ پیدا فرمائے گا، ہم نے فریق ثانی سے صلح کر لی ہے۔ ہم نے انہیں اور انہوں نے ہمیں عہد دے دیا ہے، لہٰذا ہم ہرگز وعدے کی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 379 مشرک باپ کے لئے حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کا ادب واحترام!

عَنْ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ : فَوَثَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ مَعَ اَبِيْ جَنْدَلٍ ﷺ فَجَعَلَ يَمْشِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ : اِصْبِرْ اَبَا جَنْدَلٍ ! فَاِنَّمَاهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ وَ اِنَّمَا دَمُ اَحَدِهِمْ دَمُ كَلْبٍ ، قَالَ : وَ يُدْنِيْ قَائِمَ السَّيْفِ مِنْهُ ، قَالَ : يَقُوْلُ رَجَوْتُ اَنْ يَّاْخُذَ السَّيْفَ فَيَضْرِبَ بِهٖ اَبَاهُ ، قَالَ : فَضَنَّ الرَّجُلُ بِاَبِيْهِ وَ نَفَذَتِ الْقَضِيَّةُ . رَوَاهُ اَحْمَدُ[1] (حسن)

محمد بن اسحٰق رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جلدی سے حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے پہلو میں چلنے لگے اور کہنے لگے ''ابوجندل! صبر کرو، یہ لوگ تو مشرک ہیں اور ان میں سے ہر کسی کا خون بس کتے کے خون کی طرح ہے۔'' اور ساتھ ساتھ تلوار کا دستہ حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کے قریب کرتے جا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، مجھے امید تھی کہ ابوجندل تلوار لے کر اپنے باپ کی گردن اڑا دیں گے، لیکن ابوجندل اپنے والد کے معاملے میں نرم دل ثابت ہوئے اور (فریقین کے درمیان) فیصلہ نافذ ہوگیا۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 380 حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کا شمار جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔

قَالَ الْاِمَامُ الذَّهَبِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ : اَبُوْجَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو اِسْمُهُ الْعَاصُ كَانَ مِنْ خِيَارِ الصَّحَابَةِ . ذَكَرَهُ فِيْ سِيَرِ اَعْلَامِ النُّبَلَاءِ[2]

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت ابوجندل بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کا نام عاص تھا اور وہ ہر دلعزیز صحابہ میں سے تھے۔ سیر اعلام النبلاء میں اس کا ذکر ہے۔

---

[1] 326/4تحقیق شعیب الارناؤوط (18910/31)

[2] الجزء الاول ، رقم الصحفة 192

مَسئلہ 381 طویل قید کے بعد حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے فتح مکہ سے قبل مدینہ پہنچے اور بعد کے تمام غزوات میں حصہ لیا۔

مَسئلہ 382 عہد فاروقی میں جہادی معرکوں کے دوران شام میں وفات پائی۔ اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ ...... ثُمَّ اَفْلَتَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَحِقَ بِاَبِىْ بَصِيْرٍ رضی اللہ عنہ وَ هُوَ بِالْعِيْصِ، وَ قَدِ اجْتَمَعَ اِلَيْهِ جَمَاعَةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَ كَانُوْا كُلَّمَا مَرَّتْ بِهِمْ عِيْرٌ لِقُرَيْشٍ اِعْتَرَضُوْهَا فَقَتَلُوْا مَنْ قَدَرُوْا عَلَيْهِ مِنْهُمْ وَاَخَذُوْا مَا قَدَرُوْا عَلَيْهِ مِنْ مَتَاعِهِمْ فَلَمْ يَزَلْ اَبُوْ جَنْدَلٍ مَعَ اَبِىْ بَصِيْرٍ حَتّٰى مَاتَ اَبُوْ بَصِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَدِمَ اَبُوْجَنْدَلٍ رضی اللہ عنہ وَ مَنْ كَانَ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ يَغْزُوْ مَعَهُ وَ يُجَاهِدُ بَعْدَهُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى مَاتَ بِالشَّامِ فِىْ طَاعُوْنِ عَمَوَاسٍ سَنَةَ ثَمَانَ عَشْرَةَ فِىْ خِلَا فَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ . رَوَاهُ الْحَاكِمُ[1]

حضرت محمد بن عمر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ (ایک روز) قید سے بھاگ نکلے اور (ساحل مدینہ پر) عیص کے مقام پر حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آ ملے۔(آہستہ آہستہ) ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے پاس مسلمانوں کی ایک جماعت اکٹھی ہوگئی۔ پھر جب قریش مکہ کا کوئی تجارتی قافلہ وہاں سے گزرتا تو وہ اس پر چھاپہ مارتے اور موقع ملتا تو قتل کر دیتے ورنہ ان کا مال لوٹ لیتے۔ حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی وفات تک حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ وہیں رہے۔ اس کے بعد حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی عہد نبوی میں ہی مدینہ منورہ آ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں حصہ لیا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ جہاد فی سبیل للہ میں شرکت فرماتے رہے حتی کہ عہد فاروقی میں شام میں طاعون کی بیماری میں عمواس کے مقام پر وفات پائی۔ یہ 18 ہجری کا واقعہ ہے۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْه

***

---

[1] 276/3 تحقيق ابو عبدالله عبدالسلام حلوش (5259/4)

فَضْلُ سَيِّدِ نَاابِیْ بَصِيْرٍ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے فضائل

مَسئله 383 اسلام لانے کے بعد حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ قریش مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر مدینہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کی شرائط کے مطابق انہیں لوٹا دیا۔

مَسئله 384 حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے تن تنہا اپنی خداداد بصیرت سے دوسال کی قلیل مدت میں مشرکین مکہ کا غرور پاش پاش کر دیا اور قریش مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئے۔

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ ...... قَالَ : ثُمَّ رَجَعَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَی الْمَدِیْنَةِ فَجَاءَ هُ اَبُوْ بَصِیْرٍ رضی اللہ عنہ رَجُلٌ مِنْ قُرَیْشٍ وَ هُوَ مُسْلِمٌ ، فَاَرْسَلُوْا فِیْ طَلَبِهٖ رَجُلَیْنِ ، فَقَالُوْا : اَلْعَهْدَ الَّذِیْ جَعَلْتَ لَنَا ، فَدَفَعَهُ اِلَی الرَّجُلَیْنِ ، فَخَرَجَا بِهٖ حَتّٰی بَلَغَا ذَا الْحُلَیْفَةِ ، فَنَزَلُوْا یَاْكُلُوْنَ مِنْ تَمْرٍ لَهُمْ ، فَقَالَ اَبُوْ بَصِیْرٍ رضی اللہ عنہ لِاَحَدِ الرَّجُلَیْنِ : وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرٰی سَیْفَكَ هٰذَا یَا فُلَانُ جَیِّدًا ، فَاسْتَلَّهُ الْاٰخَرُ ، فَقَالَ : اَجَلْ وَاللّٰهِ ، اِنَّهٗ لَجَیِّدٌ ، لَقَدْ جَرَّبْتُ بِهٖ ثُمَّ جَرَّبْتُ ، فَقَالَ اَبُوْ بَصِیْرٍ رضی اللہ عنہ : اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْهِ ، فَاَمْكَنَهُ بِهٖ ، فَضَرَبَهُ حَتّٰی بَرَدَ وَفَرَّ الْاٰخَرُ حَتّٰی اَتَی الْمَدِیْنَةَ ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ یَعْدُوْ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِیْنَ رَآهُ ((لَقَدْ رَاٰی هٰذَا ذُعْرًا)) فَلَمَّا انْتَهٰی اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((قُتِلَ صَاحِبِیْ وَ اِنِّیْ لَمَقْتُوْلٌ)) فَجَاءَ اَبُوْ بَصِیْرٌ رضی اللہ عنہ فَقَالَ : یَا نَبِیَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ وَاللّٰهِ اَوْفَی اللّٰهُ ذِمَّتَكَ ، قَدْ رَدَدْتَنِیْ اِلَیْهِمْ ثُمَّ اَنْجَانِیَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ، قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((وَیْلُ اُمِّهٖ مِسْعَرَ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهٗ اَحَدٌ))، فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَرَفَ اَنَّهٗ سَیَرُدُّهٗ اِلَیْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰی اَتٰی سَیْفَ الْبَحْرِ ، قَالَ وَ یَنْفَلِتُ مِنْهُمْ اَبُوْجَنْدَلِ بْنُ

سُهَيْلٍ رضی اللہ عنہ فَلَحِقَ بِاَبِيْ بَصِيْرٍ رضی اللہ عنہ ، فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ اَسْلَمَ اِلَّا لَحِقَ بِاَبِيْ بَصِيْرٍ رضی اللہ عنہ حَتّٰى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ ، فَوَاللّٰهِ مَا يَسْمَعُوْنَ بِعِيْرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ اِلَى الشَّامِ اِلَّا اعْتَرَضُوْا لَهَا فَقَتَلُوْهُمْ وَاَخَذُوْا اَمْوَالَهُمْ ، فَاَرْسَلَتْ قُرَيْشٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ تُنَاشِدُهُ بِاللّٰهِ وَالرَّحِمِ لَمَّا اَرْسَلَ فَمَنْ اَتَاهُ فَهُوَ آمِنٌ ، فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيْهِمْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (صلح حدیبیہ کے بعد) رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس تشریف لائے۔قریش میں سے ایک آدمی ابوبصیر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو قریش مکہ نے معاہدہ کے مطابق دو آدمیوں کو بھیجا کہ وہ حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو (مدینہ سے مکہ) واپس لے کر آئیں۔رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو ان دو آدمیوں کے حوالے کردیا۔وہ دونوں حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو لے کر آئے جب ذوالحلیفہ (مدینہ سے کچھ فاصلے پر جگہ کا نام) پہنچے تو وہاں رکے،ان کے پاس کھجوریں تھیں وہ کھانے لگے۔حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں میں سے ایک سے کہا ''واللہ! تیری تلوار مجھے بڑی اچھی لگ رہی ہے۔'' وہ آدمی پھول گیا، کہنے لگا ''ہاں ہاں! واللہ یہ تو بہت خوبصورت تلوار ہے، میں نے اسے بار بار آزمایا ہے۔'' حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے کہا ''ذرا دکھاؤ تو میں بھی اسے دیکھوں۔'' اس آدمی نے تلوار حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو دے دی۔حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار میں اسے ٹھنڈا کردیا، دوسرا بھاگ نکلا اور واپس مدینہ منورہ کی مسجد میں جا پہنچا۔رسول اللہ ﷺ نے جب اسے (آتا) دیکھا تو فرمایا ''یہ آدمی خوف زدہ لگتا ہے''۔جب وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو عرض کی ''میرا ساتھی قتل کردیا گیا ہے اور میں بھی نہیں بچوں گا۔'' اتنے میں حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ بھی آگئے، کہنے لگے ''اے اللہ کے نبی ﷺ! واللہ! اللہ نے آپ ﷺ کا وعدہ پورا کردیا۔آپ ﷺ نے مجھے مشرکین کی طرف واپس کردیا تھا،لیکن اللہ نے مجھے ان سے نجات دلائی۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس کی ماں کی خرابی اگر اسے ایک آدمی اور مل جائے تو یہ جنگ بھڑکا دے گا۔'' جب حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی یہ گفتگو سنی تو انہیں محسوس ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اسے مشرکین کے حوالے کردیں گے، چنانچہ وہاں سے بھاگے اور ساحل سمندر پر آگئے۔ادھر سے حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ بھی قریش مکہ کی قید سے بھاگ نکلے اور حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ سے آکر مل گئے۔اب جو بھی قریش کا آدمی مسلمان ہوکر (مکہ سے) نکلتا وہ سیدھا حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ جاتا حتی کہ حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے پاس پوری ایک جماعت بن گئی۔پھر اس جماعت نے یہ کام شروع کیا کہ جب بھی وہ سنتے کہ قریش کا کوئی تجارتی قافلہ شام کے لئے نکلا ہے وہ اسے روک لیتے اور

[1] كتاب الشروط ، باب شروط الجهاد

لوٹ مار کرتے ۔ پھر قریش مکہ نے نبی اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ آپ کو اللہ اور قرابت داری کا واسطہ حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاں بلالیں اور آئندہ جو بھی مسلمان ہو کر آپ ﷺ کے پاس آئے اس کے لئے امن ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 385

حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی جرأت مندانہ کارروائیوں کے نتیجہ میں صلح حدیبیہ کی غیر عادلانہ شرط تو ختم ہوگئی، لیکن اس کے فوراً بعد حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ مدینہ واپس نہ پہنچ پائے، وہیں مقام عیص میں وفات پاگئے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ : فَلَحِقَ (اَبُوْجَنْدَلٍ ﷜) بِاَبِیْ بَصِیْرٍ ﷜ وَ هُمْ بِالْعِیْصِ وَ قَدِ اجْتَمَعَ اِلَیْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ کَانُوْا کُلَّمَا مَرَّتْ بِهِمْ عِیْرٌ لِقُرَیْشٍ اِعْتَرَضُوْهَا فَقَتَلُوْا مَنْ قَدَرُوْا عَلَیْهِ مِنْهُمْ وَ اَخَذُوْا مَا قَدَرُوْا عَلَیْهِ مِنْ مَتَاعِهِمْ فَلَمْ یَزَلْ اَبُوْجَنْدَلٍ ﷜ مَعَ اَبِیْ بَصِیْرٍ ﷜ حَتّٰی مَاتَ اَبُوْبَصِیْرٍ ﷜. رَوَاهُ الْحَاکِمُ[1]

حضرت محمد بن عمر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ عیص کے مقام پر حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا ملے اور (آہستہ آہستہ) ان کے پاس (مظلوم) مسلمانوں کی ایک جماعت اکٹھی ہوگئی پھر اس راستے سے قریش کا کوئی قافلہ گزرتا تو یہ اس پر ٹوٹ پڑتے ان میں سے اگر کسی کو قتل کر سکتے تو قتل کر دیتے ورنہ ان سے جتنا سامان چھین سکتے سامان چھین لیتے ۔ حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ عیص میں حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے حتی کہ حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : شرائط صلح ختم ہونے کے بعد رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغامبر بھیجا کہ اب واپس مدینہ آجائیں۔ جب پیغامبر وہاں پہنچا تو حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ زندگی کی آخری سانسیں لے رہے تھے۔ پیغام برنے واپس جا کر رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے لئے کلمات خیر ادا فرمائے ۔ حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور وہیں مقام عیص میں تدفین عمل میں آئی۔ اس کے بعد حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ خود نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں مدینہ پہنچ گئے۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْه

---

[1] 276/3 تحقیق ابو عبداللہ عبدالسلام حلوش (5259/4)

فَضْلُ سَيِّدِ نَااَبِىْ سَلَمَةَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالْاَسَدِ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوسلمہ بن عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کے فضائل

مَسئله 386 حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو سابقون الاولون میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہے۔

مَسئله 387 حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ دومرتبہ حبشہ ہجرت فرمائی۔

قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيّ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَسْلَمَ اَبُوْ سَلَمَةَ قَبْلَ دُخُوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَارَالْاَرْقَمِ وَ هَاجَرَ اِلٰى حَبَشَةِ الْهِجْرَتَيْنِ وَ مَعَهُ امْرَأَتُهُ اُمُّ سَلَمَةَ . ذَكَرَهُ فِىْ صِفَةِ الصَّفْوَةِ[1]

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں تشریف لانے سے پہلے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور حبشہ دومرتبہ ہجرت فرمائی۔ دونوں مرتبہ ان کی رفیقہ حیات ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے ساتھ تھیں۔ اسے ابن جوزی نے صفۃ الصفوہ میں بیان کیا ہے۔

مَسئله 388 مکہ سے مدینہ ہجرت کی اجازت ملنے کے بعد سب سے پہلے مہاجر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ تھے۔

قَالَ ابْـنُ اِسْحٰقَ رَحِمَهُ اللّٰهُ كَانَ اَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِىْ مَخْزُوْمٍ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْاَسَدِ بْنِ هِلَالٍ وَ اِسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ هَاجَرَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ قَبْلَ بَيْعَةِ اَصْحَابِ الْعَقَبَةِ بِسَنَةٍ . ذَكَرَهُ فِى السِّيْرَةِ النَّبَوِيَّةِ[2]

ابن اسحٰق رحمہ اللہ کہتے ہیں قریش کے قبیلہ بنومخزوم میں سے سب سے پہلے صحابی رسول ﷺ ابوسلمہ

---

[1] 201/1، مطبوعه دارالمعرفة ، بيروت

[2] 279/1، مطبوعه دارالكتاب العربى ، بيروت

بن عبدالاسد بن ہلال، جن کا نام حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تھا، نے مدینہ ہجرت کی اور یہ ہجرت بیعت عقبہ سے ایک سال پہلے تھی۔ ابن ہشام نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا ذکر کیا ہے۔

مَسئلہ 389 حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ پہلی ہجرت حبشہ کے بعد مکہ واپس آئے تو اپنے ماموں جناب ابو طالب کی پناہ میں رہے۔

قَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِنَّ اَبَا سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ لَمَّا اِسْتَجَارَ بِاَبِیْ طَالِبٍ مَشٰی اِلَيْهِ رِجَالٌ مِنْ بَنِیْ مَخْزُوْمٍ ، فَقَالُوْا لَهٗ : يَا اَبَا طَالِبٍ لَقَدْ مَنَعْتَ مِنَّا ابْنَ اَخِيْکَ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم فَمَالَکَ وَ لِصَاحِبِنَا تَمْنَعُهٗ مِنَّا ؟ قَالَ اِنَّهٗ اِسْتَجَارَ بِیْ وَ هُوَ ابْنُ اُخْتِیْ وَ اِنْ اَنَا لَمْ اَمْنَعْ ابْنَ اُخْتِیْ لَمْ اَمْنَعْ اِبْنَ اَخِیْ ، فَقَامَ اَبُوْ لَهَبٍ فَقَالَ : يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَكْثَرْتُمْ عَلٰى هٰذَا الشَّيْخِ مَا تَزَالُوْنَ تُوَثَّبُوْنَ عَلَيْهِ فِیْ جِوَارِهٖ مِنْ بَيْنِ قَوْمِهٖ وَاللّٰهِ لَتَنْتَهُنَّ عَنْهُ اَوْ لَنَقُوْمَنَّ مَعَهٗ فِیْ كُلِّ مَا قَامَ فِيْهِ حَتّٰى يَبْلُغَ مَا اَرَادَ ، قَالَ : فَقَالُوْا بَلْ نَنْصَرِفُ عَمَّا نَكْرَهُ يَا اَبَا عُتْبَةَ . ذَكَرَهٗ فِی السِّيْرَةِ النَّبَوِيَّةِ[1]

ابن اسحق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے (حبشہ سے واپس آ کر) ابو طالب کی پناہ لی۔ بنومخزوم کے لوگ ابوطالب کے پاس گئے اور کہنے لگے ''اے ابوطالب! پہلے تو نے ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روکا، کیا وجہ ہے کہ اب تو ہمیں ہمارے قبیلے کے آدمی سے بھی روک رہا ہے؟'' ابوطالب نے کہا ''میں نے ابوسلمہ کو اس لئے پناہ دی ہے کہ وہ میری بہن کا بیٹا ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر میں اپنی بہن کے بیٹے کو پناہ دینے کا حق نہیں رکھتا تو پھر اپنے بھائی کے بیٹے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو پناہ دینے کا حق کیسے رکھتا ہوں؟'' اس پر ابولہب کھڑا ہوا اور کہنے لگا ''اے قریش کے لوگو! تم نے اس بزرگ آدمی (ابوطالب) کو بہت کچھ کہہ لیا، اپنی قوم کے لوگوں کو پناہ دینے کے معاملے میں تمہیں اس پر دباؤ نہیں ڈالنا چاہئے۔ واللہ! اگر تم باز نہ آئے تو پھر ہم بھی اس کے ساتھ کھڑے ہوں گے جہاں کہیں وہ کھڑا ہوگا حتی کہ وہ جو چاہے کرے۔'' لوگوں نے کہا ''اے ابوعتبہ! جس بات کو تو ناپسند کرتا ہے ہم اس سے باز آئے۔'' ابن ہشام نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے بیان کیا ہے۔

مَسئلہ 390 حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر اپنی بیوی اور بچے کی محبت قربان کردی۔

[1] 229/1 مطبوعہ دارالکتاب العربی ، بیروت

مَسئلہ 391 حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے انتہائی غم واندوہ کی حالت میں اکیلے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ : لَمَّا اجْمَعَ اَبُوْسَلَمَةَ رضی اللہ عنہ الْخُرُوْجَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ ، رَحَلَ لِيْ بَعِيْرَهُ ثُمَّ حَمَلَنِيْ عَلَيْهِ وَ حَمَلَ مَعِيَ ابْنِيْ سَلَمَةَ ابْنَ اَبِيْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ فِيْ حِجْرِيْ ، ثُمَّ خَرَجَ بِيْ يَقُوْدُ بِيْ بَعِيْرَهُ ، فَلَمَّا رَأَتْهُ رِجَالُ بَنِى الْمُغِيْرَةِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرِ بْنِ مَخْزُوْمٍ قَامُوْا اِلَيْهِ ، فَقَالُوْا : هٰذِهٖ نَفْسُكَ غَلَبْتَنَا عَلَيْهَا ، أَرَاَيْتَ صَاحِبَتَكَ هٰذِهٖ ؟ عَلَامَ نَتْرُكُكَ تَسِيْرُبِهَا فِي الْبِلَادِ ؟ قَالَتْ : فَنَزَعُوْا خِطَامَ الْبَعِيْرِ مِنْ يَدِهٖ فَاَخَذُوْنِيْ مِنْهُ ، قَالَتْ : وَ غَضِبَ عِنْدَ ذٰلِكَ بَنُوْ عَبْدِ الْاَسَدِ ، رَهْطُ اَبِيْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ ، فَقَالُوْا : لَا وَاللّٰهِ ! لَا نَتْرُكُ اِبْنَنَا عِنْدَهَا اِذْ نَزَعْتُمُوْهَا مِنْ صَاحِبِنَا ، قَالَتْ : فَتَجَاذَبُوْا بَنِيْ سَلَمَةَ بَيْنَهُمْ حَتّٰى خَلَعُوْا يَدَهُ ، وَانْطَلَقَ بِهٖ بَنُوْ عَبْدِالْاَسَدِ ، وَحَبَسَنِيْ بَنُو الْمُغِيْرَةِ عِنْدَهُمْ ، وَانْطَلَقَ زَوْجِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ اِلَى الْمَدِيْنَةِ ، قَالَتْ : فَفَرَّقَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ زَوْجِيْ وَ بَيْنَ ابْنِيْ . ذَكَرَهُ فِي السِّيْرَةِ النَّبَوِيَّةِ[1]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ مدینہ ہجرت کے لئے نکلے تو اپنا اونٹ میرے لئے لے آئے اور مجھے اس پر سوار کرادیا۔ میرے ساتھ میرا بیٹا سلمہ (یعنی) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا بھی میری گود میں تھا۔ اپنے اونٹ کی مہار تھامے وہ مجھے لے کر نکلے۔ مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے خاندان (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے میکے والے) نے جب ہمیں ہجرت کرتے دیکھا تو کہنے لگا ”تم اپنی ذات کے بارے میں آزاد ہو، ہمارا تم پر زور نہیں، لیکن ہماری بیٹی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کیا ہم اسے دربدر پھرنے کے لئے تمہارے ساتھ چھوڑ دیں؟“ چنانچہ انہوں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اونٹ کی مہار چھین لی اور مجھے زبردستی واپس لے گئے۔ اس پر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان بنوعبدالاسد والے غضبناک ہوگئے اور کہنے لگے ”واللہ! جب تم لوگوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو چھین لیا ہے تو ہم اپنے بیٹے کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس کیوں رہنے دیں؟“ چنانچہ انہوں نے میرا بیٹا سلمہ مجھ سے چھین لیا۔ اسی چھینا چھپٹی میں بچے کا ہاتھ اتر گیا، لیکن بنوعبدالاسد اسے لے کر چلتے بنے اور بنومغیرہ (میرے میکہ) نے مجھے اپنے ہاں لے جا کر قید کردیا اور میرے شوہر (بیوی بچے کے بغیر) مدینہ روانہ ہوگئے اور اس طرح

[1] 279/1 مطبوعہ دارالکتاب العربی ، بیروت

میرے، میرے شوہر اور میرے بیٹے کے درمیان جدائی پڑ گئی۔'' ابن ہشام نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا ذکر کیا ہے۔

مَسئلہ 392 حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر اور غزوہ احد دونوں میں شریک ہوئے۔

مَسئلہ 393 غزوہ احد میں ایک مشرک نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا۔اسی زخم کی وجہ سے آپ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔

قَالَ ابْنُ الْجَوْزِیّ رَحِمَهُ اللّٰهُ شَهِدَ اَبُوْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ بَدْرًا وَ جُرِحَ بِاُحُدٍ فَمَكَثَ شَهْرًا يُدَاوِیْ جِرَاحَهُ ثُمَّ بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ سَرِيَّةٍ فَلَمَّا قَدِمَ انْتَقَضَ جُرْحُهُ ثُمَّ تُوُفِّیَ . ذَكَرَهُ فِی صِفَةِ الصَّفْوَةِ[1]

امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں زخمی ہوئے۔غزوہ احد کے بعد مہینہ بھر زخموں کا علاج کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک فوجی مہم پر بھیج دیا۔جب وہ اس سے لوٹے تو ان کا زخم دوبارہ بہنے لگا اور اسی سے وہ فوت ہوگئے۔صفۃ الصفوہ میں اس کا ذکر ہے۔

مَسئلہ 394 حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ایک کامیاب فوجی کمانڈر تھے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : شَهِدَ اَبُوْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ اُحُدًا فَجُرِحَ جَرْحًا عَلٰى عَضُدِهٖ فَاَقَامَ شَهْرًا يُدَاوِیْ فَلَمَّا كَانَ مُحَرَّمٌ عَلٰى رَاْسِ خَمْسَةٍ وَّ ثَلَاثِيْنَ شَهْرًا مِنَ الْهِجْرَةِ دَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ((اُخْرُجْ فِیْ هٰذِهِ السَّرِيَّةِ فَقَدِ اسْتَعْمَلْتُكَ عَلَيْهَا)) وَ خَرَجَ مَعَهُ فِیْ تِلْكَ السَّرِيَّةِ خَمْسُوْنَ وَ مِائَةٌ فَانْتَهٰى اِلٰى اَدْنٰى قَطَنٍ فَلَمَّا انْتَهَوْا اِلٰى اَرْضِهِمْ تَفَرَّقُوْا وَ تَرَكُوْا نِعَمًا كَثِيْرًا لَهُمْ مِنَ الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ فَاَخَذَ كُلَّهُ اَبُوْسَلَمَةَ رضی اللہ عنہ وَاَسَرَ مِنْهُمْ ثَلَاثَةَ مَمَالِيْكَ وَ اَقْبَلَ رَاجِعًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ . ذَكَرَهُ فِی الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ[2]

حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (میرے والد) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شریک ہوئے اور ان کے بازو پر سخت زخم آیا۔مہینہ بھر علاج کرتے رہے۔محرم 4 ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو

---

[1] 201/1 مطبوعه دار المعرفة ، بيروت

[2] 442/4 مطبوعه دار المعرفة ، بيروت

بلایا اور فرمایا ''فلاں سریہ کے لئے جاؤ، میں اس کے لئے تمہیں کمانڈر مقرر کرتا ہوں۔'' چنانچہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ 150 افراد کو لے کر نکلے اور (جبل) قطن کے قریب پہنچ کر ڈیرہ لگایا۔ جب اسلامی لشکر دشمن کی سرزمین پر پہنچا تو دشمن منتشر ہو گئے اور بہت سا مال غنیمت چھوڑ گئے جس میں اونٹ اور بکریاں شامل تھیں جن پر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے قبضہ کر لیا اور ان میں سے تین غلاموں کو قیدی بنا لیا اور مدینہ منورہ پلٹ آئے۔ امام ابن کثیر نے اسے البدایہ والنہایہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

مَسئلہ 395 **حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کی مغفرت کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔**

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی اَبِیْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ وَ قَدْ شَقَّ بَصَرُهٗ فَاَغْمَضَهٗ ، ثُمَّ قَالَ ((اِنَّ الرُّوْحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ)) فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهٖ فَقَالَ ((لاَ تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ فَاِنَّ الْمَلاَئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ ، ثُمَّ قَالَ : [أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهٖ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ وَ نَوِّرْ لَهٗ فِيْهِ])) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہمارے گھر) تشریف لائے۔ اس وقت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں پتھرا چکی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بند کیں اور فرمایا ''جب روح قبض کی جاتی ہے تو نظر اس کے تعاقب میں جاتی ہے۔'' گھر والے اس بات پر رونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے مرنے والوں کے حق میں بھلی بات کہو کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔'' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے حق میں) یہ دعا فرمائی ''یا اللہ! ابوسلمہ کو بخش دے، ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا مرتبہ بلند فرما اور اس کے پسماندگان کی حفاظت فرما، یا رب العالمین! ہم سب کو اور مرنے والے کو معاف فرما، میت کی قبر کشادہ کر دے اور اسے نور سے بھر دے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

✪✪✪

[1] کتاب الجنائز

تفہیم السنۃ
کے مطبوعہ حصے

1. توحید کے مسائل
2. اتباع سنت کے مسائل
3. طہارت کے مسائل
4. نماز کے مسائل
5. جنازے کے مسائل
6. درود شریف کے مسائل
7. دعا کے مسائل
8. زکوٰۃ کے مسائل
9. روزوں کے مسائل
10. حج اور عمرہ کے مسائل
11. جہاد کے مسائل
12. نکاح کے مسائل
13. طلاق کے مسائل
14. جنت کا بیان
15. جہنم کا بیان
16. شفاعت کا بیان
17. قبر کا بیان
18. علامات قیامت کا بیان
19. قیامت کا بیان
20. دوستی اور دشمنی
21. فضائل قرآن مجید
22. تعلیمات قرآن مجید
23. فضائل رحمۃ للعالمین ﷺ
24. حقوق رحمۃ للعالمین ﷺ
25. مساجد کا بیان
26. لباس کا بیان
27. امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بیان
28. کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کا بیان
29. فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
30. فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حصہ دوم، زیر طبع)